عقیدہ ختم نبوت کا کام کرنے والوں کے لیے بہترین تحفہ

ہفت روزہ چٹان لاہور سے انتخاب

www.KitaboSunnat.com

محاسبہ قادیانیت

(حصہ اول)

جمع و ترتیب

مولانا مشتاق احمد چنیوٹی

ناشر: انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (**Upload**) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (**Download**) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

ہفت روزہ "چٹان" لاہور سے انتخاب

محاسبۂ قادیانیت

(حصہ اول)

از خامہ

مجاہدِ ختم نبوت آغا شورش کاشمیریؒ

جمع و ترتیب

(مولانا) مشتاق احمد چنیوٹی

ناشر

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان
0300-4241359/03334037803

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نام کتاب: **محاسبۂ قادیانیت**

تالیف: مولانا مشتاق احمد چنیوٹیؒ

اشاعت اوّل : اکتوبر 2012ء

ناشر: انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ، پاکستان

تعداد: 1100

قیمت: ....

www.KitaboSunnat.com

ملنے کے پتے:

دفتر ماہنامہ **انوار ختم نبوت** جامع مسجد نیاز سردار چیل چوک بلال گنج لاہور

مکتبہ انور شاہ، جامعہ عربیہ چنیوٹ

مکتبہ **انوار ختم نبوت** جامع مسجد امیر معاویہؓ قاضی ٹاؤن، پشاور

مکتبہ سید احمد شہید، اُردو بازار لاہور

مکتبہ قاسمیہ، اُردو بازار لاہور

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
6	تقریظ (مجاہدِ ختم نبوت،فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالحفیظ مکی مدظلہ العالی)
8	تقریظ (جانشینِ سفیرِ ختم نبوت،مولانا محمد الیاس چنیوٹی مدظلہ)
9	تقریظ (سید محمد کفیل شاہ بخاری مدظلہ)
11	حرفِ آغاز
13	مرزائیت: ایک قومی خطرہ
16	ربوہ میں فسطائیت
17	علامہ اقبالؒ کے نام پر جھوٹ
19	ختم نبوت زندہ باد
22	چٹان قادیانی اور سرکار
25	روزنامہ 'الفضل' کی دریدہ دہنی
28	جواب آں غزل
28	مسلمانوں کی دل آزاری
31	'پانچ ہزار روپیہ
33	دانش گاہِ پنجاب میں مسندِ اقبالؒ
42	قاضی محمد اسلم اور مسندِ اقبالؒ
43	جب علامہ اقبالؒ نے مرزائیوں کو انجمنِ حمایتِ اسلام سے نکالا
44	یونیورسٹی کی شاہکار معذرت

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''الفضل'' کی اچھوتی بانکی	46
قادیانیوں کو زرمبادلہ	47
اسرائیل میں احمدیہ مشن: عربوں کے قلب پر ناسور	48
انگریزی متن کا ترجمہ	52
قادیانیت: مرزائیت کی تاریخ......سیاسی دینیات کی تاریخ ہے	53
مرزا غلام احمد قادیانی کی خصوصیات	58
ارشاد اقبالؒ	58
مرزائیوں کا وظیفہ حیات	59
سالک ابن سالک	65
اقبالؒ کے بگلا بھگت	67
اسرائیل میں مرزائی مشن	68
قادیانی ایک سیاسی امت ہیں، ہم ان سے غافل نہیں رہ سکتے ہیں	70
ظفر علی خانؒ اکادمی کا قیام	75
'الفضل' کا لاہوری متنبی	79
عجمی اسرائیل	82
اقبالؒ سے بغض کی بناء پر نہرو کا استقبال	87
قادیانی ڈھولک اور......؟	90
انگلستان میں مرزائی مشن	91
انگریزوں کے خاندانی ایجنٹ	92

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ ثالث کا عزم یورپ	95
مرزائی اور چٹان	96
مسیلمہ کے جانشین	97
چکنی داڑھی، منفی چہرے	99
کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں	103
عجمی اسرائیل اور پاکستان کی اقتصادیات	107
قادیانی امت اور فاطمہ جناح	108
ربوہ والوں کا خفیہ نظام	108
روحِ اقبالؒ بنام ممتاز حسن	110
قادیانیت	111
سات نکات	114
۳۱۳ قادیانی	115
مرزائی لہمداعتراض ان کے پاکستان میں رہنے پر نہیں مسلمانوں میں رہنے پر ہے!	116
یہ راگنی بند کرو	121
'کبابیر' میں جشن مسرت	121
نقل کفر، کفر نباشد	122
اقبالؒ کے پیرو جواب دیں	123
قادیانیت، آغا شورش کاشمیریؒ کی شاعری کے آئینہ میں	124 تا 146

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باسمہ سبحانہ

تقریظ

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی مدظلہ

مرکزی امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ

الحمد للّٰہ وحدہ و الصلوٰۃ و السلام علی من لا نبیّ بعدہ وعلی الہ و اصحابہ اجمعین.

امابعد! کہ ختم نبوت کا عقیدہ دین اسلام کا بہت اہم اور بنیادی عقیدہ ہے جس پہ تمام امت مسلمہ، اس کے علماء کرام سلفاً خلفاً، عرباً عجماً کا ہمیشہ ہر زمانے میں اجماع رہا ہے کہ جو شخص بھی اس اجماعی عقیدہ کا مخالف ہوگا وہ کافر، مرتد اور خارج از اسلام ہوگا۔ 1857ء کے بعد برطانوی سامراج نے اسلامی حکمرانی برصغیر (پاکستان، انڈیا، بنگلہ دیش) سے سازشوں کے ساتھ ختم کرا کے جب اپنے ظلم و فساد کی حکمرانی قائم کی تو انہوں نے اپنے مختلف مقاصد حاصل کرنے کے لیے مسلمانوں میں ایک نئی جھوٹی نبوت کی بنیاد ڈالی اور اس کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب کیا گیا اور اس دجال، کذاب کے ذریعے سے امت مرزائیہ وجود میں آئی جس نے برطانوی سامراج کے مقاصد شرّیرہ کو کامیاب کرنے کے لیے ہر سطح پر اس کی بھرپور مدد کی گئی۔

علمائے اسلام مجاہدین ختم نبوت نے شروع دن سے ہی اس فتنۂ کفریہ کے ختم کرنے کے لیے ہر طرح سے جدوجہد وسعی بلیغ کی اور اس مقصد کے لیے امت مسلمہ کے ہر طبقہ کو اس طرف متوجہ کیا اور ہر ایک کو اپنے اپنے طور پر اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے کوششیں کرنے کی ترغیب دی اور اپنے ساتھ اس جہاد اعظم میں عملاً شریک کیا۔

انہی خوش قسمت اور نیک بخت لوگوں میں مکرم ومحترم مجاہد ختم نبوت، جاں نثار ختم نبوت جناب آغا شورش کاشمیری مرحوم کا نام نامی بھی نہایت عظمت کے ساتھ آتا ہے۔ آغا شورش کاشمیری بچپن سے ہی برطانوی سامراج کی دشمنی میں اور اسلام و نبی اسلام ﷺ کے ساتھ قلبی تعلق میں مشہور و معروف تھے۔ ان کی ساری زندگی ختم نبوت کے تحفظ اور اس کے لیے ہر طرح کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قید و بند اور مشقت وقربانی اور تکالیف ومصائب برداشت کرنے میں اور فتنۂ قادیانیت کو ہر سطح پر، ہر مؤثر انداز سے ختم کرنے کے لیے سعی مسلسل میں گذری۔ زندگی کے آخری سالوں میں انہوں نے صحافت کو اپنا اوڑھنا، بچھونا بنالیا تھا اور ہفت روزہ ''چٹان'' لاہور کے ذریعہ سے اپنے مبارک مشن کو خوب خوب اچھے انداز سے جاری وساری رکھا۔ چٹان کے مختلف اوقات میں، مختلف احوال میں مختلف انداز کی گرم وسرد ان کی تحریریں قارئین کے سامنے آتی رہیں اور ملک میں ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی میں اپنا بھرپور پُر اثر کردار ادا کرتی رہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مشتاق احمد چنیوٹی مدظلہ کو اپنی شایان شان جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے بہت جاں فشانی سے یہ بہت اہم ذخیرہ آغا شورش کاشمیری مرحوم کی تحریروں ومقالات کا جمع کردیا ہے جو ان شاء اللہ آغا صاحب کے لیے صدقۂ جاریہ ومبارکہ ہوگا ہی اور قارئین کرام خصوصاً نوجوان وگریجویٹ اور خواص وعوام کے لیے نورِ رشد وہدایت کا ذریعہ بنے گا اور ختم نبوت کی اہمیت اور فتنۂ قادیانیت کی مکروفریب سے بھرپور اور نبی السلام ﷺ سے غداری نیز ملک وملت کے ساتھ خطرناک انداز کی غدّاری صاف واضح اور عیاں ہوجائیگی۔

اللہ تعالیٰ اس مبارک مجموعے کو قبول فرمائے اور اس کی نشرواشاعت میں کسی قسم کے بھی تعاون کرنے والوں کو اپنی شایان شان جزائے خیر عطا فرمائے اور فتنۂ قادیانیت میں پھنسے ہوئے لوگوں کو اس کے ذریعہ سے ھدایت عطا فرمائے۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقه و سید رسله و خاتم انبیائه سیدنا و حبیبنا و قرة اعیننا و نبینا و مولانا محمدؐ النبی الأمی الکریم و علی آله و اصحابه اجمعین و بارك و سلم تسلیمًا کثیرًا۔

کتبہ الفقیر الی رحمۃ ربہ الکریم

(حضرت مولانا) عبدالحفیظ مکی

مرکزی امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ

بروز پیر ۱۵ جمادی الآخرہ ۱۴۳۳ھ بمطابق ۷ مئی ۲۰۱۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باسمہ سبحانہ

تقریظ

جانشین سفیر ختم نبوتؒ، مولانا محمد الیاس صاحب چنیوٹی۔ایم۔پی۔اے چنیوٹ،

امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و امابعد:

تحفظ ختم نبوت کی تاریخ میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم کی قائم کردہ جماعت مجلس احرار اسلام کا نمایاں حصہ ہے۔مجلس احرار اسلام کی خدمات کئی عشروں پر محیط ہے۔

یہ نصف صدی کا قصہ ہے دو چار برس کی بات نہیں

یوں تو حضرت امیر شریعتؒ کے تمام رفقاء کی خدمات بہت اہم ہیں لیکن ان میں بطل حریت آغا شورش کاشمیریؒ اس لحاظ سے انفرادیت رکھتے ہیں کہ وہ قلم و قرطاس کے آدمی تھے۔شعر و ادب اور خطابت و صحافت کے میدانوں میں اتارو تھے،اور بے باکی تو انہیں جماعتی ورثہ میں ملی تھی۔انہوں نے ایک دور میں قادیانیت کا سیاسی تعاقب شروع کیا تو اسے اپنا مشن بنا لیا اور اس اسلامی فریضہ کو تازیست نبھایا۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

آغا صاحب مرحوم کے رشحات قلم ہفت روزہ 'چٹان' کے ہزاروں صفحات میں محفوظ ہیں۔انہیں ایک عرصہ سے یکجا کرنے کی ضرورت تھی۔ہمارے رفیق کار مولانا مشتاق احمد چنیوٹی کی خوش بختی ہے کہ انہوں نے ان نایاب موتیوں کا یکجا کرنے کا سوچا۔فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالحفیظ مکی مدظلہ اور راقم الحروف کی تحریک پر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کی جانب سے یہ اشاعت عمل میں آئی۔اللہ جل شانہ مؤلف و ناشر کی اس محنت کو قبول فرمائیں۔آمین۔

محمد الیاس چنیوٹی عفی عنہ

27-01-2012

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باسمہ سبحانہ

تقریظ

سید محمد کفیل بخاری، نائب امیر مجلس احرارِ اسلام، پاکستان

آغا شورش کاشمیریؒ کثیر الجہات شخصیت تھے اور تحریکِ آزادی کے عظیم مجاہد، مجلس احرارِ اسلام کے بہادر رہنما، شعلہ بیاں خطیب، صاحبِ طرز ادیب، منفرد شاعر اور بیباک صحافی۔ انہیں مولانا ابوالکلام آزادؒ، علامہ اقبالؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا ظفر علی خانؒ اور چودھری افضل حقؒ جیسی ہستیوں کی صحبت میسر آئی اور انہوں نے مختلف جہتوں میں ان رہنماؤں سے جی بھر کے استفادہ کیا۔ شورشؒ کے فکر و نظر، شعر و نثر اور تقریر و خطابت پر ان شخصیات کے گہرے نقوش مُرتسم ہوئے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی رفاقت اور مجلس احرار کی نسبت نے انہیں عقیدے کی درستی اور اس پر استقامت کی نعمت سے سرفراز کر دیا تھا۔ شورشؒ ایک بے خوف انسان تھے۔ انہیں صرف اللہ کا خوف تھا اور حضور ختمی المرتبت ﷺ سے بے پناہ محبت تھی۔ عقیدۂ ختم نبوت پر غیر متزلزل ایمان اور فتنۂ قادیانیت سے شدید نفرت ان کی پہچان تھی۔ اس باب میں ان کا قلم تلوار کی کاٹ سے زیادہ تیز تھا۔ اس کی جھلک ملاحظہ فرمائیں:

"انگریز گورا ہو یا کالا، کوئی یہودی ہو یا مرزائی، ان سب کو اپنے پاؤں کی ٹھوکر پہ رکھتا ہوں۔ میری ہڈی میں خوف نہیں۔ جب تک زندہ ہوں، فرنگی کے پنجابی نبی مرزا قادیانی اور اس کی ذریت البغایا پر تھوکتا رہوں گا۔" www.KitaboSunnat.com

آپ نے موت سے تھوڑی دیر پہلے زیڈ اے سلہری صاحب کا ہاتھ تھام کر کہا:

"عقیدۂ ختم نبوت پر میرا پختہ ایمان ہے۔ میں اول و آخر مسلمان ہوں اور حضور ختمی المرتبت سیدنا محمد ﷺ کا ادنیٰ غلام ہوں۔ وہی تو آخرت کا واحد سہارا ہیں۔"

میر اممؐ کی ذات سے رکھتا ہوں اختصاص
احقر کو بخشوائیں گے محشر میں بالیقین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شورش کاشمیریؒ نے انگریز کے خلاف آزادی کی جدوجہد میں تقریباً پندرہ سال قید کاٹی، بے شمار تحریکوں میں حصہ لیا اور زبان وقلم سے زبردست جہاد کیا۔ قیام پاکستان کے بعد خالصتاً صحافت کے ہوکر رہ گئے ہفت روزہ 'چٹان' جاری کیا جو آناً فاناً ملک کا ممتاز ترین جریدہ بن گیا۔ دینیات وسیاسیات، شعروادب، نقدونظر اور تاریخ وتہذیب کے موضوعات پر نہایت اعلیٰ و تحقیقی تحریریں شائع ہوئیں۔ ملکی سیاسی حالات پر ان کے اداریئے، تجزیاتی و فکاہاتی کالم ''قم قتلنے'' تازہ نظمیں اور غزلیں اور نہ جانے کیا کیا۔ بس یوں سمجھئے ''چٹان'' اپنے قارئین کو اک جہان کی سیر کرادیتا تھا۔

مولانا مشتاق احمد چنیوٹی اعلیٰ کتابی ذوق رکھتے ہیں اور میدانِ تحقیق کے شناور۔ پڑھنا اور لکھنا ان کا ذوق وشوق ہی نہیں، زندگی کا حُسن اور مشن ہے۔ خصوصاً ردّ قادیانیت ان کا نصب العین اور عقیدہ ہے۔ شورش کاشمیریؒ کے ہفت روزہ ''چٹان'' کے مطالعہ کے دوران انہیں خوب سوجھی کہ کیوں نہ قادیانیت کے ردّ اور تعاقب میں شورشؒ کی منتشر تحریریں مرتب کردی جائیں۔ سو انہوں نے اللہ کا نام لے کر یہ کارِ خیر انجام دے دیا۔ تحریکِ تحفظِ ختم نبوت کے کارکنوں پر ان کا یہ احسان ہے جو یقیناً ان کے لیے توشۂ آخرت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور محاذِ ختم نبوت پر کام کرنے والوں کو استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)۔

سید محمد کفیل بخاری غفراللہ لہٗ

مدنی مسجد، مرکز احرار، چنیوٹ

۲۱ رجنوری ۲۰۱۲ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حرفِ آغاز

برطانوی دورِ حکومت میں قادیانیت نے استعماری ضرورتوں کی تکمیل کے لیے جنم لیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے مذہبی روپ اختیار کر کے مسلمانوں کو اجرائے نبوت، وفات مسیح اور مہدویت کی بحثوں میں الجھایا اور علماء و مشائخ اس کے مذہبی روپ کی نقاب کشائی میں مصروف ہو گئے۔ اس سے قادیانیت کے متعلق یہ تاثر پھیلا (جو کہ آج بھی برقرار ہے) کہ قادیانیت کا صرف یہ تعارف ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں سے چند عقائد میں اختلاف رکھتے ہیں اور بس۔ حالانکہ ضرورت تھی کہ قادیانیت کے سیاسی پہلو کو اجاگر کر کے اس کا بھی محاسبہ کیا جاتا۔ مرزا قادیانی نے بہانگ دہل اپنے خاندان کو انگریزی کا وفادار خاندان ثابت کیا اور انگریزی اسناد شائع کیں۔ مسلمانوں کو برطانیہ کا وفادار بننے پر زور دیا، حرمت جہاد کا فتویٰ جاری کیا اور مجاہدین کو نازیبا القاب سے یاد کیا۔ صرف اسی پر بس نہیں، اس نے ایک قدم اور آگے بڑھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام مہدیؒ کو خونی مسیح اور خونی مہدی بھی قرار دیا۔ ہندوستان کو دار الحرب سمجھنے والوں کی فہرستیں مرتب کر کے حکومت کو مہیا کیں اور اپنی جماعت کو برطانوی حکومت کا خود کاشتہ پودا قرار دیا۔

قادیانی لٹریچر سے صاف چلتا ہے کہ قادیانیت کی استعماری خدمات کا سلسلہ سو سال پر محیط ہے۔ پروفیسر محمد الیاس برنیؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، شیخ حسام الدینؒ، مولانا تاج محمودؒ، آغا شورش کاشمیریؒ، سید عطاء المحسن شاہ بخاریؒ، مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، صاحبزادہ طارق محمودؒ، ابو مدثرہ بشیر احمد، محمد متین خالد صاحب اور طاہر عبد الرزاق صاحب نے قادیانیت کے سیاسی پہلو کو بذریعہ تقریر و تحریر اجاگر کیا ہے۔ لیکن اس موضوع پر مکمل تحقیقات ایک بیباک، طاقتور اور دیانت دار قلم کی منتظر ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ یہ سعادت کب کس کے حصہ میں آتی ہے؟

بطلِ حریت آغا شورش کاشمیریؒ کو یہ شرف حاصل ہے کہ 1960ء سے لے کر اپنی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وفات تک وہ مسلسل قادیانیت کے سیاسی تعاقب میں مصروف رہے۔ ان کی یہ خدمت تحفظ ختم نبوت کی تاریخ کا ایک سنہرا باب ہے۔ یہ کہنا شاید غلط نہ ہوگا کہ 1960ء کے عشرہ میں قادیانیت کے سیاسی تعاقب میں وہ تنہا لیکن مؤثر اور ملک گیر آواز تھے۔ اللہ جل شانہ ان کی خدمات جلیلہ کو قبول فرما کر انہیں اپنے شایان شان بدلہ عطا فرمائیں۔ (آمین)۔

ایک طویل عرصہ سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ آغا صاحب مرحوم کی ان تحریرات کو کتابی صورت میں یکجا کیا جائے۔ احقر نے محترم سید محمد کفیل شاہ صاحب بخاری کے ایماء پر یہ کام شروع کیا۔ آغا صاحب کے شیدائی پروفیسر اشفاق ناصر مرحوم سے بعض تحریریں حاصل کیں۔ ایک اہم مقام سے چٹان کی 1974ء 1975ء کی فائل ملنے کی توقع تھی اور وہاں کے ریکارڈ میں درج تھی لیکن لائبریرین کے بقول غائب تھی، سو مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ آخر کار یہ سعادت محترم محمد شاہد حنیف صاحب کے حصہ میں آئی اور انہوں نے مطلوبہ فوٹو کاپیاں مہیا کیں، جس کے اخراجات مولانا محمد الیاس چنیوٹی MPA نے ادا کیے۔ فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی مدظلہ العالی نے انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کی طرف سے شائع کرنے کا انتظام فرمایا۔ آپ کے حکم پر ان تحریروں کو تین چار حصوں میں شائع کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے، تاکہ وسیع طور پر پھیلانا ممکن ہو سکے۔ برادر عزیز منظور احمد نے کمپوزنگ اچھے طریقہ سے کی۔ اللہ تعالیٰ سب حضرات کے تعاون کو قبول فرمائیں اور بہتر بدلہ سے نوازیں۔ پروفیسر خالد شبیر احمد صاحب سے معذرت خواہ ہوں کہ ان کی لکھی ہوئی تقریظ شاملِ اشاعت نہیں ہو سکی۔ انشاء اللہ طبعِ دوئم میں شامل ہوگی۔ آخر میں یہ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام صرف علماء یا دینی جماعتوں کی ذمہ داری نہیں بلکہ ملک بھر کے سیاسی وصحافتی حلقوں کی ذمہ داری بھی ہے کہ وہ قادیانیت کا سیاسی احتساب اپنے اپنے انداز میں جاری رکھیں۔ بحیثیت مسلمان یہ ہم سب کا اجتماعی فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ ہم سب کو یہ فرض ادا کرنے کی توفیق دیں۔ آمین۔

مشتاق احمد چنیوٹی عفی عنہ

16-1-2012

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مرزائیت: ایک قومی خطرہ

پاکستان میں قادیانیت بہر حال ایک قومی خطرے کی حیثیت رکھتی ہے۔ تاریخ اسلام میں اس نوعیت اور اس انداز کا خطرہ، اس سے پہلے کبھی پیدا نہیں ہوا۔ جہاں تک دینی حلقوں کا تعلق ہے ہمیں اعتراف کرنا چاہیے کہ قادیانی امت کے بارے میں ان کا نقطۂ نگاہ واضح ہے اور وہ اس فرقۂ ضالہ کو کسی لحاظ سے بھی اسلام کا جزو نہیں سمجھتے۔ ان کا عقیدہ راسخ ہے کہ قادیانی امت دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ عوام میں بھی علماء کی بدولت یہ بات صاف ہو چکی ہے کہ مرزائی محمد عربی ﷺ کی امت کا حصہ نہیں ہے۔ لیکن جو چیز ساری قوم اور سارے ملک کے لیے بجائے خود ایک خطرہ بن گئی ہے وہ ہمارے تعلیم یافتہ طبقے کی اکثریت کا طرز عمل ہے۔ یہ لوگ خود تو دین اور اس کی نزاکتوں سے آگاہ نہیں اور نہ انہیں ختم نبوت کے مسئلہ کی حقیقت معلوم ہے۔ لیکن انہیں اصرار ہے کہ قادیانی امت کے تعاقب میں علماء کی روش گویا اس فرقہ واریت کا ایک حصہ ہے جو مسلمانوں کے مذہبی فرقوں میں صدیوں سے عام ہو چکی ہے۔ اس گروہ کو جو ملک میں ارباب بست وکشاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ بتانا اور سمجھنا دشوار ہو رہا ہے کہ وہ غلطی پر ہے اور اس کے خیال کی بنیاد ہی سرے سے غلط ہے۔ اس کے کچھ وجوہ ہیں۔ مثلاً:

۱۔۔۔ جو لوگ قادیانی امت کے تعاقب میں سرگرم ہیں وہ مسلمانوں کے ان خواص میں نامقبول ہیں اور اس کی وجہ ان خواص کی دین سے دوری بھی ہے یا پھر علماء کا اپنا وجود جو علم دین کی بہ نسبت علم کے افلاس کا مظہر ہے۔

۲۔۔۔ مغربی دانش وعلم کے پیرووں میں یہ تصور ایک حد تک جاگزین ہے کہ عقیدہ یا مذہب انسان کا پرائیویٹ معاملہ ہے۔ گو اس خیال کو تقویت پہنچانے کا باعث علماء کا عصری روح سے بے خبر ہونا بھی ہے۔ لیکن بڑی وجہ اس طائفے کی اپنی بے مائیگی ہے جو ایک سو سال کی مغربی تعلیم نے ان میں پیدا کی ہے۔

۳۔۔۔ یہ گروہ حکومت کے دوائر میں تو اپنی اس روش پر اڑا ہوا ہے۔ لیکن مسلمانوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں ایک دوسرا طرزِ عمل اختیار کرتا ہے۔اس طرزِ عمل کا نام اس کے ذہن وتصور میں رواداری ہے۔ علامہ اقبالؒ نے رواداری کے مسئلہ پر احمدیت کے مسئلہ میں خاصی بحث کی ہے۔ ایک یورپی مصنف کے حوالے سے انہوں نے ثابت کیا ہے کہ ایک ملت دینی اساس کے معاملہ میں رواداری اختیار کرنے کی مجاز نہیں اور نہ رواداری کے لفظ یا مفہوم کا اس پر اطلاق ہوتا ہے۔اس قسم کی رواداری،خودکشی کے مترادف ہے۔

۴۔۔۔تعجب کی بات ہے جو حکومت یا افراد اپنے وجود اور اپنی سیاست کے بارے میں رواداری گوارا نہیں کرتے۔حالانکہ ایک سیاسی نظام کے جمہوری سانچے میں جو چیز ڈھلتی ہے اس کے لیے رواداری لازم ہے۔لیکن دین وشریعت کے متعلق رواداری کی تلقین کرتے ہیں یا تو ان کے دین میں رواداری کا صحیح مفہوم نہیں یا پھر وہ دین وشریعت کی حقیقی روح سے ناآشنا ہیں۔ غداری اور رواداری ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔ایک جماعت جو غداری کی مرتکب ہو اور دل آزاری کا باعث بنی ہو۔اس سے رواداری کا سلوک ایک ایسا مسخراپن ہے جو اپنے عقائد کے ساتھ اپاہج قومیں ہی روا رکھ سکتی ہیں۔

ہم میں سے کتنے ہیں جو اپنے اجداد،اولاد اور احوال کے متعلق اس وقت رواداری کو جائز قرار دیتے ہیں۔جب ان کی عزت وآبرو اور وجود واستحکام کو اس سے خطرہ لاحق ہو،ظاہر ہے کہ ایک شخص بھی برضا وبرغبت اس رواداری کی تلقین نہیں کرے گا اور نہ اس کا خواہاں ہو گا۔تو پھر اسلام جس پر ہماری ملی زندگی کا انحصار ہے اور محمد ﷺ (فداہ امی وابی) جن سے ہماری نوعی وحدت قائم ہے۔ان کے لیے یہ رواداری کس بنیاد پر جائز ہے؟اس لیے کہ تعلیم یافتہ جماعت کا زیرِ بحث گروہ اپنی ذات سے باہر ہر معاملہ میں فراخ دل ہو چکا ہے اور اس کو اپنے وجود کے سوا کوئی شے بھی عقیدہ یا شخصیت عزیز نہیں رہا ہے۔

جہاں تک ختم نبوت کا مسئلہ کا تعلق ہے آج سب سے بڑی ضرورت یہی ہے کہ اس گروہ کو یہ بتایا جائے کہ مسلمانوں کی دینی وحدت کس طرح قائم رہتی ہے۔مسئلہ ختم نبوت ایک شرعی مسئلہ ہی نہیں بلکہ اس کے اثبات پر مسلمانوں کی دینی وجود کا انحصار ہے اور اس کی نفی سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی وحدت پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔ علامہ اقبال نور اللہ مرقدہ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں اس مسئلہ ہی کی نشاندہی کی اور فرمایا تھا کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ احمدیت کے ان اداکاروں کا پس منظر تلاش کریں کو ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں کی تاراجی کے بعد نمودار ہوئے اور انگریزوں کی غلامی کا جواز پیدا کیا۔ افسوس کہ یہ کام آج تک کسی طاقتور قلم کا منتظر ہے۔

اقبال اکادمی نے علامہ اقبالؒ کے نام پر خزانہ حکومت سے بڑی بڑی رقمیں حاصل کی ہیں لیکن جن مباحث و مضامین کے متعلق علامہ اقبالؒ نے تحقیقی اشارے کیے۔ ان کے متعلق ان اکادمیوں کی علمی بے بضاعتی اور ذہنی بے مائیگی کی پیشانی پر ابھی تک ''یک حرف کا شکے'' لکھا ہوا ہے۔ حقیقت بھی یہ ہے کہ اقبالؒ کے نام پر جو ادارے سرکاری توشہ خانہ سے پرورش پا رہے ہیں ہو وہ:

اوّلاً فکر و نظر کے معاملے میں ساقط الاعتبار ہیں۔

ثانیاً ان کی مخفی مصلحتیں یہی ہیں کہ جو اقبالؒ چاہتا تھا اس کو روپوش رکھیں یا گم کر دیں اور جو یہ چاہتے ہیں اس کو اجاگر کریں۔ ان لوگوں میں سے بیشتر بزرجمہروں کو اقبالؒ دل سے نہیں پیٹ سے عزیز ہے۔

اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے جو کتاب اللہ ہے اور ملت کی بنیاد سیرت پر ہے جس کا مظہر کامل محمد عربی ﷺ ہیں۔ ان دو کے بعد کوئی شخص یا جماعت اپنی بنیاد الہام پر رکھتی ہے اور شرط یہ قرار دیتی ہے کہ وہ مامور ہے یا عجمی اصطلاحوں کی رو سے اس کا وجود بروزی یا ظلی ہے تو اس کا وجود ایک مسلمان مملکت میں ایک حادثہ ہے بلکہ اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ اس جماعت کا سختی سے محاسبہ کرے اور اس کے اعوان و انصار کو قرار واقعی سزا دے۔ اگر ملکی سرحدوں کی حفاظت کے لیے قومی غداروں کو عبرتناک سزائیں دی جاسکتی ہیں تو دینی سرحدوں کی حفاظت کے لیے بھی اسلامی غداروں کو کیفر دار تک پہنچایا جاسکتا ہے۔ افسوس کہ رواداری کا لفظ ارباب حل وعقد کے نزدیک اصل الاصول ہے اور غالباً اسی لیے وہ اس فرقۂ ضالہ کے خفیہ عزائم سے بے خبر ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ مرزائیت ایک عجمی اسرائیل کی طرح پرورش پا رہی ہے اور اس کا وجود مسلمانوں کے لہو میں سرطان کی طرح بنتا جارہا ہے۔ (دیباچہ: مرزائیل)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ربوہ میں فسطائیت

'چٹان' کی ادبی و سیاسی خصوصیت کے پیش نظر ہم نے اپنے کو قادیانی قضیہ نامرضیہ سے الگ ہی رکھا ہے اور اب بھی ہم اس تلخ بحث کے حق میں نہیں، جس سے ذہنی آب وہوا مسموم ہو۔ لیکن پچھلے کئی ہفتوں سے، ربوہ کے بعض حالات جو روز نامہ 'الفضل' کی وساطت سے ہم تک پہنچے یا بعض قادیانی حضرات نے خفیہ خطوط میں ارسال کیے ہیں، اس کے پیش نظر ہم نہایت دلسوزی کے ساتھ چند باتیں عرض کیا چاہتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ان دنوں ہمیں قادیانی مذہب کے پیروؤں نے اپنے داخلی انتشار کی بابت اتنے خط لکھے ہیں کہ حد و شمار نہیں۔ اللہ رکھا کون ہے؟ اس نے مرزا صاحب کے خلاف کیا کہا، اور کیا نہ کہا، یہ سوالات خارج اس بحث ہیں، ہمارے نزدیک یہ ایک گھریلو معاملہ ہے اور ان لوگوں کو جو قادیانیت سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے کوئی تعلق نہ رکھنا چاہیے۔ لیکن اللہ رکھا سے برا فروختہ ہو کر جو لب و لہجہ امام جماعت قادیان نے اختیار کیا اور 'الفضل' میں اللہ رکھا اور دوسرے لوگوں کو منافق قرار دے کر قلع قمع کی جو ترغیب دی گئی پھر اس قلع قمع کے جو معنی گھڑے گئے ہمارے نزدیک وہ سب سخت قابل اعتراض ہیں۔ اور ہم حیران ہیں کہ صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت نے ریاست اندر ریاست کا یہ تماشا کیونکر گوارا کر رکھا ہے۔ ممکن ہے ہمارا یہ آخری فقرہ کسی قدر سخت ہو لیکن ہم نہایت احتیاط کے ساتھ جو الفاظ اس بارے استعمال کر سکتے تھے وہ یہی ہیں۔

ہمیں بتایا گیا ہے کہ اللہ رکھا اور اس کے ساتھیوں کی زندگی سخت خطرے میں ہے۔ ایک نوجوان طالب علم نے جو ایم اے میں پڑھتا ہے، ہمیں خطوط لکھ کر اپنے اضطراب کا اظہار کیا اور ذاتی حفاظت کے لیے امداد طلب کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ پولیس ان کی رپٹ تک درج نہیں کرتی۔ خدا معلوم اس میں کہاں تک صداقت ہے، لیکن اس میں شک نہیں کہ خلیفہ صاحب نے دماغی توازن سے دستکش ہو کر بزعم خویش اپنی ہی جماعت میں منافق تلاش کرنے شروع کیے جن میں حکیم نورالدین صاحب کا صاحبزادہ بھی ہے۔ وہ بیچارے معافیاں مانگتے اور ناک رگڑتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور جان بخشی کے لیے پاؤں پڑتے ہیں مگر مرزا صاحب اسے ''عذر گناہ بدتر از گناہ'' سمجھ کر ان کے خلاف منافق ہونے کا فتوی دیئے جا رہے ہیں اور بضد ہیں کہ ان کا مقاطعہ ہو۔ 'الفضل' متواتر ایسے الہام اور رویا شائع کیے جا رہا ہے جس کا مقصد خواہ کچھ ہو لیکن نتیجہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ''منافق'' جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔

اس وقت حالت یہ ہے کہ ساری مرزائی جماعت نے ان حضرات کا بائیکاٹ کر رکھا ہے ان کے لیے ہر دروازہ بند ہے۔ حکیم نور الدین صاحب کا فرزند تو بروایت گوشۂ عافیت ڈھونڈ رہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اور گناہ کیا ہے؟ صرف اتنا کہ اللہ رکھا نے مرزا بشیر الدین صاحب محمود کی پے در پے علالت اور قوائے دماغ کی خستگی کے پیش نظر حلقۂ احباب میں جانشین کی نامزدگی کا ذکر چھیڑ دیا۔ اثنائے گفتگو میں چودھری سر ظفر اللہ خاں اور مرزا ناصر احمد صاحب (فرزند مرزا بشیر الدین محمود) کا نام جانشین کے طور پر آ گیا اور بات مرزا صاحب تک پہنچ گئی، اس پر یہ طوفان کھڑا کیا گیا ہے۔

مرزا صاحب کے دماغ کی تھکاوٹ کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ وہ موت کے خوف سے کانپتے ہیں اور خلافت سے دستبرداری کو منشائے ایزدی کے خلاف قرار دے کر بیٹے تک کو بالواسطہ منافق قرار دینے سے نہیں چوکے ہیں۔ اور تو اور کئی دنوں سے مسلسل الہام ہو رہے ہیں پھر الہاموں کا سلسلہ رک نہیں رہا۔ (ہفت روزہ: چٹان ۔ ۲۷۔ اگست ۱۹۵۶ء)

علامہ اقبالؒ کے نام پر جھوٹ

ہم سے ایک ذمہ دار دوست نے بعض ایسے کتابچوں کا ذکر کیا ہے جو قادیانی مشن لندن کی طرف سے شائع ہوئے ہیں، اور جن میں یہ درج ہے کہ علامہ اقبالؒ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے علم وفضیلت پر صاد کیا تھا، وہ ان سے بیعت ہوئے، آخر احراریوں کے ورغلانے سے منحرف ہو گئے تھے، وغیرہ......!

نیاز صاحب کے تاثرات کا ایک خاص پس منظر ہے، جسے ہم یہاں چھیڑنا مناسب نہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سمجھتے ۔لیکن جو کچھ انھوں نے لکھا ہے، وہ اتنا سطحی ہے کہ ایک ادبی شخصیت کا سماعی روایات پر اس طرح انحصار کرنا کسی طرح بھی ایک سانحہ سے کم نہیں۔ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان سے جو خطوط انھیں لکھے گئے ،وہ لازماً ان کی ممدوح جماعت نے ہی لکھے یا لکھوائے ہوں گے،تاکہ اپنے حق میں بیرونی شہادتیں حاصل کی جاسکیں ۔بہر حال یہ ایک دوسری بحث ہے اور اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔احرار کا سوال خالص علمی ہے،یا پھر دینی ،کہ جب قادیانی جماعت کو یہ حق کیونکر پہنچتا ہے کہ اپنے 'مذہبی وجوڈ' کی آڑ میں ان سیاسی حربوں کو استعمال کرے،جن کا استعمال دوسروں کے لیے ممنوع ہو چکا ہے۔کیا وہ اپنے نفس کو دھوکا دے رہی ہے یا مسلمانوں کو مغالطے میں رکھنا چاہتی ہے۔یا پھر اس کے دماغ میں یہ واہمہ سما گیا ہے کہ حکومت کی احتسابی مصروفیتوں کا راستہ دوسرا ہے۔

ہمیں یاد ہے کہ منیر انکوائری کمیشن کے روبرو قادیانی وکلاء نے علامہ اقبالؒ سے متعلق اسی قسم کا الزام عائد کیا تھا،تو مرکزیہ مجلس اقبال نے فوراً ہی تردید کر دی تھی۔بعض موانعات کے باعث تردید کا مضمون عام نہ ہوسکا۔مگر جوابی تصریحات،کمیشن کے ریکارڈ پر موجود ہیں۔آخر کیا وجہ ہے کہ اب پھر اقبالؒ کا نام استعمال کرنے اور ملک سے باہر اس مطلب کے کتابچے چھاپنے کی ضرورت محسوس کی گئی؟ ہم اس پس منظر کو زیر بحث لانا نہیں چاہتے لیکن اگر ہم یہ عرض کریں،تو ملکی استحکام کی منشاء کے عین مطابق ہوگا کہ قادیانی جماعت کے مبلغوں کو اس امر کا قطعاً حق نہیں پہنچتا ہے کہ وہ میدان خالی پاکر علامہ اقبالؒ سے متعلق بین الاقوامی دنیا کو تاثر دیں کہ اقبالؒ ان سے متاثر تھے۔جس کا مطلب ہے کہ پاکستان کے فکری مؤسس کی معرفت وہ اپنا نام اور کام بیرونی دنیا کے سامنے لانا چاہتے ،اور اس طرح عہد حاضر کی تعلیم یافتہ نسل پر ثابت یہ کرنا چاہتے ہیں،کہ اقبالؒ جیسا نابغۂ عصر بھی ان کے بانی کی عقیدت کا طوق گلے میں باندھے ہوئے تھا،پھر وہ احرار کے داؤ میں آگیا۔گویا وہ متزلزل عقائد کا انسان تھا اور اس کے اپنے مطالعہ ومشاہدہ اور نظر وفکر کی عمارتیں کمزور تھیں۔

احرار کا نام لینا محض ذہنی عیاری ہے،تاکہ احرار سے متعلق اونچے طبقے کا ماضی مرحوم میں جو سیاسی ذہن رہا ہے،وہ ان کے لیے حفاظتی قلعہ ثابت ہو،اور احرار کے خلاف خفیہ رپورٹوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا جو انبار لگا ہوا ہے، وہ ان کی حفاظت کے کام آتا رہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ لوگ تبلیغ اسلام کے لیے باہر گئے ہوئے ہیں، یا مرزا غلام احمد قادیانی کی ''صداقتوں'' کا ناد پھونکنے کے لیے۔ ہمیں یقین ہے کہ انھیں زرمبادلہ اس مقصد کے لیے نہیں ملتا کہ وہ اپنی جماعت کا چرچا کریں، اور اس واسطے سے بیرونی دنیا میں اپنی جماعت کے نام کا نقش بٹھا کر داخلی طور پر اپنی مختصر سی جماعت کے لیے بین الاقوامی تحفظ حاصل کریں۔ یہ صریحاً سیاسی ہتھکنڈا ہے، اور ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ قادیانی اپنے فن میں بڑے منفرد ہیں۔ اندرون ملک جہاں بیٹھے ہیں، اپنی تنظیم اور مخالفوں کی تنقیص سے ایک لحظہ بھی غافل نہیں رہتے۔ ان کی مشین کا ایک ایک پرزہ صحیح صحیح کام کرتا ہے۔ ہمارے سامنے بعض دلچسپ اور سنگین مثالیں موجود ہیں، لیکن ہم زیرِ نظر سوال کو طول دینا نہیں چاہتے۔ ہماری استدعا یہ ہے کہ ان حالات میں جب تمام سیاسی جماعتیں ختم ہو چکی ہیں، انہیں بھی لازم ہے کہ اپنا سیاسی مزاج بدلیں اور ان افراد و عقائد کے بارے میں محتاط رہیں، جنھیں جمہور المسلمین بہ طور خاص عزیز رکھتے ہیں۔ کیا وہ چاہتے ہیں کہ علامہ اقبالؒ ان کے بارے میں جو نظریات رکھتے تھے ان کا جوابی چرچا ہو؟ اگر وہ یہ نہیں چاہتے، تو پھر اس صورتحال سے فائدہ کیوں اٹھاتے ہیں؟ (ہفت روزہ چٹان۔ 1 اکتوبر 1961ء)

ختم نبوت زندہ باد

مسلم لیگ اوّل یا ثانی (اس کا فیصلہ وقت کرے گا) کا جلسۂ عام چوہدری خلیق الزمان صاحب کی تشریف آوری پر موچی دروازہ کے باغ پر ہوا، لیکن گڑبڑ کی نذر ہو گیا۔ اخبارات نے لکھا نہیں اور ہمارے روزناموں کی اکثریت کا یہ وتیرہ ہو گیا ہے کہ عوام کی نبض پر ہاتھ رکھنے کی بجائے وہ اپنی خواہشات کا عکس پیش کرتے ہیں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ مغربی پاکستان کے پنجابی اضلاع میں ختم نبوت کا مسئلہ ایک زندہ حقیقت ہے اور لاہور کے لوگ خصوصیت کے ساتھ مارشل لاء کی اس یاد کو بھولے نہیں، جب انہیں ختم نبوت کے سلسلے میں گولیوں کا نشانہ بننا پڑا، اور لاہور کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سب سے بڑی سڑک مال روڈ پر محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم المرسلینی کا اعلان کرنے پر اس وقت کے سیاست دانوں نے حلقۂ بگوشانِ رسالت کو گولیوں سے بھون ڈالا۔ یہی وجہ ہے کہ لاہور کے ہر عوامی جلسہ میں ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ حاضرین کی پوری طاقت کے ساتھ ہمیشہ گونجا ہے، اور بڑے سے بڑا مقرر اس کی ہمنوائی کے بغیر آگے نہیں چل سکتا ہے۔ مسٹر منظر عالم نے جو کنونشن کے معتمد ہیں، لاہور کے جلسہ عام میں اس ختم نبوت ہی کا سہارا لیا اور جب انھوں نے یہ کہا کہ لیگ کونسل والے ہی تھے جنھوں نے تحریک ختم نبوت میں گولیاں چلائیں تو لوگ چلا اٹھے کہ آپ بھی ان میں برابر کے شریک تھے، وغیرہ۔

ہم نہیں کہہ سکتے کہ سرکاری اطلاعات اس بارے میں کیا ہیں، اور حکومت کیونکر سوچتی ہے؟ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ختم نبوت کا مسئلہ مسلمانوں کے دل ودماغ کا مسئلہ ہے، وہ مسلمانوں کے لیے روح کی حیثیت رکھتا ہے۔ مسلمان سب کچھ گوارا کر سکتے ہیں لیکن رسول اللہ کی ختم المرسلینی اور خاتم النبیینی میں مداخلت یا سرقہ نہیں گوارا کر سکتے۔ وہ ایک ساعت کے لیے بھی یہ چوٹ نہیں سہہ سکتے، اور یہ عظیم ترین حادثہ ہے کہ پاکستان میں ختم نبوت کے سارقین موجود ہیں۔ ان کے بعض افراد کو مسلمانوں کے حقوق میں سے حقوق ملتے ہیں اور وہ بین الاقوامی اداروں میں بھی مسلمانوں کے نمائندے کہلاتے ہیں۔

منیر انکوائری رپورٹ بڑے ہی فاضل ججوں نے لکھی ہے، لیکن اس رپورٹ پر دشمنان اسلام ونبوت کے سوا کسی نے صاد نہیں کیا۔ حقیقت یہی ہے اور جیسا کہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے ایک دفعہ کہا تھا کہ یہ رپورٹ تیرہ برس میں مسلمانوں کے خلاف مسلمانوں ہی کے قلم سے سب سے بڑی دستاویز لکھی گئی ہے۔ علامہ اقبالؒ کے فرزند ڈاکٹر جاوید اقبال بار ایٹ لاء نے اپنی ایک تالیف میں اس رپورٹ کی اشاعت روک دینے کا مطالبہ کیا ہے، اور ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اس رپورٹ نے کوئی سا مقصد بھی حل نہیں کیا ہے۔ (۱۹۶۳ء-۱-۲۱)

دماغی بددیانتی کی حد ہے کہ جو لوگ علامہ اقبالؒ کے نام سے مختلف قسم کی روایتیں بیان کرتے ہیں، اور جن کی زبان انھیں ترجمان اسلام کہتے ہوئے بھی نہیں تھکتی ہے، وہ علامہ اقبال

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نور اللہ مرقدہ سے فرضی خطوط اور خانہ ساز بیان منسوب کرتے ہوئے بزعم خویش بڑے کروفر کا اظہار کرتے ہیں، لیکن جن چیزوں کو حضرت علامہ قدس سرہ العزیز نے اسلام اور نفس اسلام کے لیے خطرہ قرار دیا ہے، ان سے نہ صرف علامہ اقبالؒ کے یہ ''ترجمان'' چشم پوشی کرتے ہیں بلکہ ان کی کوشش یہ رہی ہے کہ علامہ اقبالؒ کی ان تحریروں اور افکار ہی کو ختم کر دیا جائے اور یا ان کی ایسی تعبیر کی جائے کہ مطالب کا اصل چہرہ مسخ ہو جائے۔

علامہ اقبالؒ نے 10 جون 1935 کے سٹیٹسمین میں لکھا تھا کہ ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔ افسوس کہ جس محمد عربی ﷺ کے نام پر پاکستان معرض وجود میں آیا، وہاں قادیانیوں کی علیحدگی کا سوال تو شدت سے موجود ہے، لیکن جواب انگریزوں کی حکومت سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہماری لیڈر شپ نے اس مسئلہ پر غور ہی نہیں کیا، وہ لوگ انگریزوں کے وقت سے سول سروس کے ستون تھے، ملک کی آزادی کے ستون ہی نہ رہے، بلکہ پوری بنیاد اور عمارت ہو گئے اور بہ وجوہ انھوں نے قادیانی مسئلہ کو غتر بود کر دیا، بلکہ اس مسئلہ کے نام لیواؤں کو جنونی سے لے کر غدار تک کہا، حالانکہ وہ ان الفاظ کے مفہوم سے بھی آشنا نہیں ہیں۔ ان کے نزدیک ہر وہ بات حق ہے جو انگریزی حکومت کے نزدیک حق رہی ہے، اور ہر وہ بات باطل ہے، جسے وہ باطل کہہ گئے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمان رسول عربیؐ (فداہ امی و ابی) کے ننگ و ناموس کی حفاظت کے معاملہ میں جنونی ہے اور جنون ہی وہ دولت ہے جو مؤقف یا نصب العین کو پروان چڑھاتی ہے یا جس سے عشق و مذہب کی دولت ہاتھ آتی ہے۔ رہا 'غدار' کا لفظ تو جب اس کا استعمال انگریزی عہد کے ستون کرتے ہیں، تو اس وقت تاریخ کی شرافت کا چہرہ داغدار ہو جاتا ہے۔

حال ہی میں پنڈت جواہر لال نہرو نے ان خطوط کا مجموعہ شائع کیا ہے جو دنیا کے بعض بڑے آدمیوں نے ان کے نام وقتاً فوقتاً لکھے ہیں۔ اس میں 21 جون 1936ء کا ایک خط ہے، جس میں حضرت علامہ لکھتے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''(قادیانی مذہب کے خلاف) میں نے یہ مقالہ اسلام اور ہندوستان کے ساتھ بہترین نیتوں اور نیک ترین ارادوں میں ڈوب کر لکھا تھا، میں اس باب میں کوئی شک وشبہ اپنے دل میں نہیں رکھتا کہ یہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔''

کسی دعویدار پاکستانی محبِ الوطن کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ اس خط کو حضرت علامہؒ کے مجموعۂ مکاتب میں شامل کرتا۔ تاہم اقبالؒ کے الفاظ میں ''یہ حکایتِ دراز ایک طاقتور قلم کی منتظر ہے''۔

(ہفت روزہ: چٹان۔ 21 جنوری 1963ء)

''چٹان'' قادیانی اور سرکار

صوبائی گورنمنٹ کے ہوم ڈیپارٹمنٹ کی ہدایت پر ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر لاہور نے ایڈیٹر ''چٹان'' کو اپنے دفتر میں بلا کر ۲۵؍جون کی صبح کو وارننگ دی ہے، کہ قادیانی نبوت اور اس کے اعوان وانصار کی بابت کچھ نہ لکھے۔ کیونکہ اس سے مسلمانوں کے مابین مغائرت بڑھتی ہے، اس خط میں (بحوالہ ۶۳؍۱۱ SPL-۱۱-۵؍۳ بتاریخ ۱۴ جون) افسر مجاز نے لکھا ہے کہ:

۱۔۔۔۲۳؍مئی کو ایڈیٹر ''چٹان'' کے نام قانون تحفظ عامہ مغربی پاکستان کی کلاز (A) سب سیکشن (۱) زیر دفعہ (۶) کے تحت حکم جاری کیا گیا تھا، کہ وہ دیوبندی اور بریلوی مناقشہ میں دو ماہ تک حصہ نہ لے۔

۲۔۔۔''چٹان'' نے اس کے بعد اپنا رُخ قادیانی جماعت کی طرف پھیر دیا ہے، چنانچہ ۲۸؍فروری کے ''چٹان'' کا ختم نبوت نمبر، اور یکم اپریل کے شمارہ کا ایک مقالہ ''قادیانی امیر المومنین'' جو سیّد سرور شاہ گیلانی ایڈیٹر ''الجماعت'' کراچی کے قلم سے ہے اور ان کے پرچہ ہی سے نقل کیا گیا ہے، قابلِ اعتراض قرار دیئے گئے ہیں۔

۳۔۔۔نوٹس تین مئی کو جاری ہوا، ہمیں غالباً پانچ مئی کو ملا، جن دو پرچوں کو قابل اعتراض قرار دیا گیا ہے، وہ اس نوٹس کی تعمیل بلکہ پیدائش سے دو اور ایک ماہ پہلے کے ہیں۔ فرمایئے، رُخ موڑنے کا الزام کیونکر وارد ہوتا ہے۔ ہم یہ سمجھے کہ:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱)۔۔۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ میں اس قسم کے شہ دماغ موجود ہیں جو صلاحیت کار سے معرّیٰ ہیں، اور ان میں کیس تیار کرنے کی اہلیت بھی نہیں ہے۔

۲)۔۔۔ جس کسی نے بھی اس نوٹس کو تیار کیا، وہ:

(الف) اپنے منصب کے اہل نہیں، کیونکہ نوٹس کا متن خلاف واقعہ ہے۔

(ب) اس شخص کو ہمارے ساتھ کوئی ذہنی عناد ہے۔

(ج) وہ کسی مقصد کے تحت کوئی شاخسانہ کھڑا کرنا چاہتا ہے۔

۳)۔۔۔ اور اگر دفتری امور کی بنیادیں یہ ہیں تو پھر سرکاری فرائض کا اللہ حافظ ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ ۳/مئی کے بعد محض حسنِ اتفاق سے قادیانی امت، ان کے مصنوعی نبی اور بناوٹی خلیفہ کی بابت ''چٹان'' میں کوئی سا مضمون بھی نہیں چھپا۔

ان واضح حقائق کے بعد وارننگ کا سارا مفہوم غارت ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے ہوم ڈیپارٹمنٹ کے کسی ماتحت شعبہ میں جیسے کوئی صاحب ہمارے خلاف کسی خفی اشارو پر مواد فراہم کر رہے ہیں، جو لازماً اسی طرح کے جھوٹ کا پلندہ ہوگا۔

جہاں تک مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کا تعلق ہے ان میں اختلافات فروعی ہیں، ان فروعات کے باوجود سب سرورِ دو جہاں ﷺ کے حلقہ بگوش ہیں۔ جو شخص ان میں سے کسی فرقے کو مناقشہ کی راہ پر لاتا ہے، وہ اتحاد بین المسلمین کو تباہ کرتا ہے۔ یہ اتحاد ملک وملت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتا ہے۔ اور اس عنوان سے ہم حکومت کے ہم آواز ہیں۔ بلکہ مسلمانوں کے قومی اتحاد کو اپنا جزوِ ایمان سمجھتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہمیں شیعہ وسنی فساد سے بے حد قلق ہوا، اور ہم اتحاد کو جان ہار کر بھی حاصل کرنے کے حق میں ہیں، لیکن یہ مرزائیوں کا معاملہ مختلف ہے، انہیں پاکستان کے شہری کی حیثیت سے قانون وانصاف کے پورے مواقع اور ضمانت حاصل ہونی چاہیے، اِن کی عزت وآبرو پر کوئی انگشت نما ہو، تو قرار واقعی سزا کا مستحق ہے۔ لیکن جیسا کہ تمام دنیائے اسلام کے علماء کا متفقہ فیصلہ ہے۔ وہ خارج از اسلام ہیں، ہم انہیں مسلمان نہیں سمجھتے اور نہ ان کے میرزا بشیر الدین کو امیر المومنین۔ انہیں امیر المومنین لکھنا، مسلمانوں کی دلآزاری کا باعث ہے۔ تمام

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قادیانی جرائد اپنے متنبّی کی بیگمات کو امہات المؤمنین لکھتے اور وہ تمام القابات و خطابات سرقہ کرتے ہیں، جو حضور ﷺ کے صحابہؓ و اہلبیتؓ کے لیے مخصوص ہیں۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ اس دل آزاری کا نوٹس کیوں نہیں لیتا؟ نوٹس کے لیے اسے صرف مسلمانوں ہی کے جرائد نظر آتے ہیں۔ ''چٹان'' کے ختم نبوت نمبر میں علامہ اقبالؒ کا تاریخی مضمون درج تھا کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت قرار دیا جائے۔ ''قادیانی امیر المؤمنین''، 'الجماعت' کراچی کے ایڈیٹر سید سرور شاہ کے قلم سے ایک مختصر مضمون ہے، جس میں یہی لکھا گیا ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود کے نام کے ساتھ امیر المؤمنین نہ لکھا جائے۔ کیونکہ یہ عام مسلمانوں کی دل آزاری کا باعث ہوتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے قادیانی امت مختلف دفتروں میں موجود ہے، اور وہ اپنے حق میں اس قسم کی فضاء پیدا کرتی رہتی ہے۔ ہر قادیانی خواہ وہ جنرل اسمبلی کا صدر ظفر اللہ خان ہو، خواہ صدر مملکت کے پرنسپل سیکرٹری مسٹر فاروقی، خواہ فنانس سیکرٹری مسٹر مظفر احمد، خواہ پولیس کے کسی شعبہ میں کوئی قادیانی آفیسر، سب اپنے داؤں پر رہتے ہیں۔ اور کسی حالت میں بھی اپنے متنبّی اور اس کی امت کی بہبود و نگہداشت ترک نہیں کرتے، یہ لوگ اپنے مناصب سے فائدہ اٹھا کر اپنے ساتھ کے مسلمان افسروں کی مذہب سے لاتعلقی کو متاثر کرتے ہیں۔ اور وہ غلطی سے انہیں مسلمان ہی سمجھتے ہیں۔

رواداری بڑی اچھی چیز ہے، لیکن اس لفظ کا استعمال غلط ہو رہا ہے۔ کیا کوئی شخص چور یا قاتل سے رواداری برتے گا؟ قادیانی، اسلام کے سارق اور ختم نبوت کے غاصب ہیں۔ ایک ایسی جماعت جو حضور ﷺ کی ختم المرسلینی میں نقب لگاتی ہو، ہم سے کس رواداری کا مطالبہ کرتی ہے؟ پھر اس مطالبہ سے رواداری کہاں ختم ہوتی ہے کہ قادیانی امت کو مسلمانوں سے الگ ایک جماعت قرار دیا جائے؟ یہ تو عین رواداری ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ وہ نمازوں میں ہم سے الگ، ربوہ ان کا الگ، اپنے امیر کے سوا کسی دوسرے مسلمان کو امیر نہ مانیں، سب مسلمانوں کو کافر گردانیں، لیکن ملازمتوں میں مسلمانوں کے حقوق سے فائدہ اٹھائیں...... کیوں؟ ہر چیز میں ان سے رواداری برتی جا سکتی ہے، لیکن عقائد میں نہیں، اور اس سے کوئی مناقشہ پیدا نہیں ہوتا!

قادیانی، پاکستان کے شریف شہری بن کر رہیں، ہمیں کوئی تعرض نہیں، ہم ان کی عزت د

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آبرو کے بھی محافظ ہیں۔ مگر ان کی نبوت اور اس کا کاروبار ہمارے لیے سخت ذہنی اذیت کا باعث ہے۔ اب اگر ہم اس کا نوٹس لیتے ہیں، تو ہمیں نوٹس جاری کیا جاتا ہے کہ اس سے فرقہ واریت کو ہوا ملتی ہے، حالانکہ قادیانی سرے سے مسلمانوں کا فرقہ ہی نہیں۔ حکومت بعض معلوم وجوہ کے باعث ابھی اس چیز کو نہیں سمجھ رہی، لیکن اس کو جلد احساس ہوگا کہ اس امت نے اندر ہی اندر نقب لگا کر کیا گل کھلا رکھا ہے اور ان کے دماغی ارادوں کا پس منظر کیا ہے؟

بہر حال! ہوم ڈیپارٹمنٹ کا فرض ہے کہ **اول:** وہ چٹان کے خلاف غلط وارننگ کے مواد جمع کرنے والے فرد یا گوشہ سے باز پرس کرے کہ اس نے ایک غلط بنیاد کس طرح قائم کی؟
دوئم: قادیانی امت کو مسلمانوں کا فرقہ نہ سمجھا جائے، اسے روکا جائے کہ وہ مسلمانوں کی مقدس اصلاحات والقابات کو اپنے وجود پر چسپاں نہ کرے اس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔
سوئم: حکومت کو صرف وہاں ہاتھ بڑھانا چاہیے، جہاں امنِ عامہ میں خرابی پیدا ہونے کا احتمال ہو، یالاء اینڈ آرڈر کی نزاکتیں ملوث ہوتی ہوں، میرزا بشیر الدین محمود اور اس کی امت کے دینی تعاقب سے عامۃ المسلمین کو روکنا غلط ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم نے وارننگ کے اس کاغذ پر بھی احتجاج کیا تھا، اور اس کے بعد ایک ذاتی خط میں بھی اپنے عقائد کی ابدیت کو ہوم سیکرٹری پر واضح کر دیا ہے۔ (ہفت روزہ 'چٹان' یکم ستمبر ۱۹۶۳ء)

روزنامہ 'الفضل' کی دریدہ دھنی

ہم نہیں کہہ سکتے 'الفضل' ربوہ مغربی پاکستان کی حکومت کے احتساب کی بوقلموں شاخوں کے مطالعہ سے گزرتا ہے یا نہیں؟ اور گزرتا ہے تو کس طرح گزرتا ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ اس اخبار کی اکثر تحریریں حقیقی اسلام کے قلب میں خنجر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ لوگ عمداً اور ارادۃً انہی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں، جن سے عام مسلمانوں کے قلب کو صدمہ پہنچتا ہے، آخر انہیں کیا حق ہے کہ مسلمانوں کی ان محبوب ومقدس اصطلاحوں کو اپنے فرقۂ ضالہ کے لیے استعمال کریں۔ جن محبوب ومقدس اصطلاحوں سے مسلمانوں کے نازک ترین جذبات واحساسات وابستہ ہیں،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہمیں افسوس ہے کہ قادیانی جماعت پر مسلمانوں کے کسی احتجاج کا کوئی اثر نہیں ہوتا، اور وہ برابر اپنے دلآزار رویہ پر قائم ہے۔ حال ہی میں اس جماعت کے ایک ذی اثر راہنما میرزا بشیر احمد صاحب کا انتقال ہوا، 'الفضل' نے انہیں 'قمر الانبیاء' لکھا۔ ہم نے اس خطاب پر احتجاج کیا، اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا کہ جب وہ میرزا غلام احمد صاحب کے خاندان کو خاندان نبوت لکھتے، اور ان کی بیگمات کے لیے امہات المؤمنین کے الفاظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے مسلمانوں کے سوادِ اعظم کو رنج پہنچتا ہے۔ ہم نے حکومت سے استدعا کی تھی کہ انہیں اس ژاژ خائی سے روکے۔

ہمیں اس سے غرض نہیں کہ میرزا بشیر احمد کیسے بزرگ تھے؟ وہ قادیانی جماعت کے لیے سب کچھ ہوں گے، بیشک ان کی جماعت انہیں اپنے لیے قمر کے بجائے شمس لکھے ہمیں اس سے تعرض نہیں، ہم اس کو بھی کمینہ پن سمجھتے ہیں کہ کسی کی موت پر کوئی خوش ہو، سوال صرف ایک خطاب یا القاب کا ہے کہ متوفی اس کا مجاز ہے یا نہیں؟ اپنے متبنی کا وہ چاند ہو سکتے ہیں، مگر تمام نبیوں کا انہیں قمر کہنا، مسلمانوں کو ناگوار گذرتا ہے، اب اس پر 'الفضل' نے ۷؍ ستمبر کے شمارے میں 'اسلامی فرقوں میں اتحاد کیوں نہیں ہوتا'، کے زیر عنوان دون کی لی ہے اور حسب معمول تاویلوں کا سہارا لیا ہے، فرمایا ہے:

> ''قمر الانبیاء کے خطاب سے ہم تو صرف اتنا سمجھتے ہیں کہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ کی ذات ایسی تھی کہ آپ نے انبیاء علیہما السلام سے روشنی لے کر چاندنی کی طرح پھیلائی۔''

اگر ایک لحظہ کے لیے یہ تعبیر تسلیم بھی کر لی جائے، تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ توجیہہ بھی انبیاء علیہم السلام کی اہانت ہے، اور میرزا بشیر احمد کسی طرح بھی اس خطاب کے اہل نہیں۔ 'الفضل' نے اپنے خطاب پر اصرار کر کے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے۔

قادیانی واقعۃً ادب کے معاملہ میں کودن واقع ہوئے ہیں۔ خود میرزا صاحب آنجہانی پھیکی نظم و نثر لکھتے تھے کہ ادبیات کا ایک بچہ بھی اتنی فحش اور فاش غلطیاں نہیں کرتا ہے۔ ہمارے ہاں کے متبدی شعراء بھی ان سے بہتر شعر کہہ لیتے ہیں، فلمی رسالوں کے نثار، ان سے بہتر نثر لکھنے پر قادر ہیں۔ 'الفضل' نے قمر الانبیاء کی ایک ایسی تاویل کی ہے جو خود اس کا ضمیر کہتا ہوگا کہ غلط ہے، مگر چونکہ اب اس کے قلم سے یہ اصطلاح نکل چکی ہے، اس لیے تاویلات کا غازہ مل کر استدلال

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پیدا کر رہا ہے، اور یہ اس کا پرانا شیوہ ہے۔

اوّل تو ہمارا یقین ہے کہ 'الفضل' اور ان کے عملۂ ادارت کو مذاقِ سلیم ہی نہیں، جن لوگوں کو خوف خدا نہ ہو، ان میں مذاقِ سلیم شاذ ہی پیدا ہوتا ہے، اور اگر مذاقِ سلیم کا عشرِ عشیر بھی ہو، اس میں یا اس کے کسی ہم عقیدہ میں تو قمر الانبیاء کی جو تعبیر اپنے گناہوں پر پردہ ڈالنے کے لیے اس نے کی ہے، وہ لازماً فرار و گریز کی اچھوتی بانگی ہے۔

ہم یہ واضح طور پر محسوس کرتے ہیں کہ افسران مجاز، قادیانی فرقہ کے اخبار و جرائد اور کتب و رسائل کی ان چیرہ دستیوں کو صدر مملکت اور گورنر صوبہ کے علم میں نہیں لاتے۔ قادیانی جماعت کے اثر و رسوخ کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے افسران مجاز کو اپنے معنوی اثرات کے نرغہ میں لے رکھا ہے اصل مصیبت یہ ہے کہ وہ خود حکومت کی کلیدی آسامیوں پر موجود ہیں۔ انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ بوجوہ ان کے اعمال و افعال پر نظر نہیں رکھتا۔ مثلاً:

۱۔۔۔افسران مجاز انہیں وفادارانِ حکومت سمجھ کر احتساب و نگرانی سے مستثنیٰ گردانتے ہیں۔

۲۔۔۔ان کی جماعت کے اپنے افسران اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں، جو ان کے لیے ڈھال اور مخالفوں کے لیے خنجر ثابت ہو رہے ہیں۔

۳۔۔۔محکمہ اطلاعات مرکزی و صوبائی کے نزدیک ان کی تحریریں اور تقریریں "سرکار کے خلاف نکتہ چینی" کے زمرہ میں نہیں آتیں۔ اس لیے مسلمانوں کے خلاف ان کے ہاں جو چھینٹے اڑائے جاتے ہیں' انہیں غیر ضروری سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے' حالانکہ مسلمانوں میں اجتماعاً ان تحریروں اور تقریروں سے غم و غصہ پیدا ہوتا ہے۔

۴۔۔۔یا پھر افسرانِ مجاز انگریزی تعلیم و تربیت اور سیاسی جوڑ و بتوڑ کے باعث قادیانی جماعت کے احوال و ظروف کا فہم نہیں رکھتے، اس لیے آثار و نتائج سے غافل ہیں۔

"چٹان" مجبوراً اور وہ بھی کبھار قادیانی فرقے کے کسی ایسے عمل کا نوٹس لیتا ہے، جس سے مسلمانوں کے دل و دماغ کو سخت قسم کا صدمہ پہنچتا ہے، ورنہ اس جماعت کا تعاقب کرنے کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیے ہم سے بہتر دینی طاقتیں موجود ہے افسوس کہ ملک وملت کے مفاد میں جب ہم ان کا محاسبہ کرتے ہیں تو بلاوجہ غلط اساس پر محکمہ اطلاعات کے ایک کرمفرما کی معرفت ہمیں وارننگ آجاتی ہے، اور ہوم ڈیپارٹمنٹ اس کی بنیاد پر تحقیق کیے بغیر احکام صادر کر دیتا ہے، لیکن قادیانی کھلم کھلا توہینِ اسلام، توہینِ انبیاء اور توہینِ مسلمانان کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مگر یہ عاجزانہ التماس بھی قبول نہیں کی جاتی، کہ انہیں شر پیدا کرنے سے روکا جائے؟ آخر یہ مختلف سلوک کیوں ہے؟ اس لیے کہ ہم عاجز ہیں اور قادیانی طاقتور ہیں، یا اس لیے کہ افسران مجاز قادیانیوں سے مرعوب ہیں اور ہمیں مرعوب کرنے کی فکر میں ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ صدر مملکت تک یہ تمام حالات پہنچیں اور گورنر مغربی پاکستان بھی اس صورت حال سے باخبر رہیں۔ ہمیں شبہ ہے کہ جن لوگوں کے سپرد یہ کام ہے وہ شاید تصویر کا ایک ہی رخ پیش کرتے ہیں۔ تصویر کا دوسرا رخ پیش نہیں کرتے۔

جواب آں غزل

''الفضل'' کے مدیر نے اپنے اداریہ 17 ستمبر میں مدیر ''شہاب'' اور مدیر ''چٹان'' کو زیر بحث لاتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''ان معزز مدیران کی ہسٹری ایسی ہے جو پاکستان کے بچہ بچہ کو معلوم ہے''

براہِ کرم فاضل مدیر وہ ہسٹری چھاپ دیں، ہم ممنون ہوں گے۔ باور کریں وہ ہسٹری، تاریخ محمودیت نہیں ہوگی کہ اپنے پیروکاروں کی معرفت ضبط کرانے کی ضرورت محسوس ہو۔

(ہفت روزہ 'چٹان' ۲۳ ستمبر ۱۹۶۳ء)

مسلمانوں کی دل آزاری

شورش کاشمیری ایڈیٹر ''چٹان'' روزنامہ ''کوہستان'' میں ہر روز ایک قطعہ لکھتے ہیں، یہ عمومی واقعات پر ایک شاعرانہ تبصرہ ہوتا ہے، تبصرہ کیا شوخی؟ ''اُڑتی سی ایک خبر ہے زبانی طیور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی''۔ کہ ان قطعات کو میزانِ احتساب میں تولا جارہا ہے۔ کہا تو یہ جاتا ہے کہ ''شعر فہمی عالم بالا معلوم شد''۔ بہر حال مذاقِ سخن ہر کہ دمہ کے بس کا روگ نہیں۔ ایک دفعہ ''زمیندار'' کو صرف اس شعر پر اپنے مطبع سے ہاتھ دھونا پڑا تھا کہ مولانا ظفر علی خاںؒ نے اپنے افتتاحیہ پر متقدمین میں سے سودا کا یہ شعر طرازِ عنوان بنایا تھا

گل پھینکے ہیں اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانۂ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

سید عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ کہا کرتے تھے، یہی بات بعد میں دوسرے آدمیوں سے منسوب ہو گئی کہ علامہ اقبالؒ کے کلام کو انگریز سمجھا نہیں، سمجھتا تو سارا کلام ضبط کر لیتا، اور انہیں دار پر کھنچوا دیتا۔

اور جو چیزیں عام سمجھ میں آتی ہیں، انہیں کوئی سمجھنا نہیں چاہتا۔ انگریزی عہد میں سرکاری اعمال کا رویہ یہ رہا کہ وہ افکار و افراد کو یکجا دیکھتے تھے ان کا معیار یہ تھا کہ بات کس نے کہی ہے؟ جن لوگوں کے بارے میں یہ طے ہو گیا کہ حکومت کے مخالف ہیں اُن کی ہر حرکت کو تولا اور تاڑا جاتا ہے، جو حکومت کے ساتھ تھے یا اس کی مخالف صفوں میں محسوب نہ ہوتے تھے، ان کے افکار و خیالات کو سرکاری عمال پڑھنے کی بھی تکلیف گوارا نہ کرتے تھے۔ خواہ اس سے صورت حال کا کوئی سا نقشہ مرتب ہوتا ہو۔ قادیانی جماعت اسی لیے پروان چڑھی کہ اس نے برطانوی خود کاشتہ پودے کی حیثیت سے ترقی کی۔ اگر انہیں پاکستان میں عام مسلمان تشویش کی نظروں سے نہ دیکھتے، تو ان کے عزائم معمولی نہ تھے، ہو سکتا تھا کہ اسرائیل کی طرح یہ بھی کبھی کوئی ریاست پیدا کر لیتے، بہر حال قلب اسلام کے اس ناسور کو بروقت نشتر لگا، اور قادیانی فتنہ ٹھکانہ پر آ رہا۔ تاہم ملکی حالات کچھ ایسے ہو گئے ہیں کہ انہیں گل کھلانے کا موقع مل ہی جاتا ہے۔ حال ہی میں میرزا غلام احمد کے دوسرے فرزند میرزا بشیر احمد کا انتقال ہو گیا ہے۔ ہم ان کی جماعت کے اس صدمہ کو محسوس کرتے ہیں، مگر ''الفضل'' نے انہیں قمر الانبیاءؑ کا خطاب بخش ڈالا، جو عامۃ المسلمین کی دل آزادی کے مترادف ہے اور اس سے انبیاء کے استخفاف کا پہلو بھی نکلتا ہے۔ ہم نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس پر ''الفضل'' کوٹو کا۔ اُس نے غلطی کا اعتراف نہیں کیا، بلکہ اپنے ایک لاہوری دوست کو ساتھ ملا کر ہمیں جلی کٹی سُنائی ہیں۔ اب ''الفضل'' میں 'پیارے عمو صاحب' کے عنوان سے ایک طویل مضمون چھپ رہا ہے۔ یہ میرزا بشیر احمد کے پوتے مرزا انس احمد کے قلم سے ہے۔

ارشاد ہوتا ہے......!

''آپ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبشر اولاد میں سے ہونا''۔ آپ حضرت اقدس سیدنا و مولانا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبشر اولاد میں سے تھے، اور اس مبارک و حسین گلدستہ کے پھول جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے دیا، اس مقدس پنج لڑی ہار کی دوسری لڑی جو حضرت اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا کی گئی۔ حضرت اُم المومنینؓ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا: اشکر نعمتی رایت خدیجتی۔''

''اس الہام میں آپ کا نام خدیجہ رکھا گیا، اور آپ کو ایک نعمت ربانی قرار دیا گیا۔ خدیجہ نام رکھنے میں اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود تھا کہ جو روحانی اور جسمانی تعلق حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھا، وہی تعلق حضرت اماں جانؓ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھا، اور جس طرح حضرت خدیجہؓ کے بطن سے آنحضرت ﷺ کی مبارک اولاد پیدا ہوئی، اسی طرح حضرت اماں جانؓ کے بطن سے ایک مبارک اولاد کا سلسلہ جاری ہونے والا تھا، اور اس اولاد میں باپ اور ماں کی طرف سے آنے والے دونوں خون پاک اور مقدس تھے۔ تا اس اولاد میں کسی طرف سے کسی قسم کی تیرگی اور ناپاکی نہ آنے پائے، اور ہر لحاظ سے یہ اولاد ابتدا ہی سے پاک اور مطہرہ ہو۔'' اسی مضمون میں متوفی کے کمالات کی ایک خصوصیت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا نور اور قمر الانبیاء تھے، چنانچہ آغاز میں ارشاد ہوتا ہے:۔

''قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؒ کا وجود بھی دراصل ایک ایسا ہی قیمتی وجود تھا۔ وہ چہرہ مبارک عالم روحانی کا ایک چاند تھا جس نے انبیاء سے روشنی حاصل کی اور لوگوں تک پہنچائی۔ اس نے نوح سے بھی نور لیا، ابراہیم سے بھی نور لیا، موسیٰ سے بھی نور لیا، عیسیٰ سے بھی نور لیا اور سب سے بڑھ کر اپنے آقا مولیٰ حضرت خاتم الانبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نور لیا، اور ان کے عشق و محبت میں اس قدر فنا ہوا کہ اس کی اپنی ذات ختم ہوگئی اور اس کی رُوح کلیتہً نُورِ محمدی میں تحلیل ہوگئی۔ اس کا مصفّٰی قلب عشقِ رسولؐ، عشق مسیحؑ اور محبت و اطاعت الٰہی کے پانی سے اس قدر دھویا گیا اور اس قدر شفّاف ہوا کہ اس کے آقا کا منور اور روشن چہرہ اس میں منعکس ہونے لگا، اور نہ صرف یہ کہ وہ خود منوّر ہوگیا، بلکہ اس کا ماحول بھی نُور سے معمور ہوگیا"

ہماری مسٹر عبدالقیوم سیکرٹری اطلاعاتِ مغربی پاکستان سے مخلصانہ گزارش ہے کہ جہاں وہ "چٹان" اور مدیر "چٹان" کے لیے احکامات صادر فرماتے ہیں، وہاں یہ تراشہ بھی کسی فائل کے ساتھ منسلک کر کے ان جذبات کے ساتھ اوپر بھجوا دیں کہ 'الفضل' نے جو کچھ لکھا، اس سے انبیاء کا استخفاف ہوتا، مسلمانوں کو صدمہ پہنچتا اور اسلام کو دھکا لگتا ہے۔ اور یہ عام مسلمانوں کے جذبات کا صحیح عکس ہے۔ (ہفت روزہ 'چٹان' ۲۳ ستمبر ۱۹۶۹ء)

پانچ ہزار روپیہ

علامہ اقبال نور اللہ مرقدہ نے فرمایا تھا کہ قادیانی مذہب کا تجزیہ و تاریخ ایک طاقت ور قلم کے منتظر ہیں۔ 1799ء سے ہندوستان میں اسلامی دینیات کی جو تاریخ رہی ہے اس کی روشنی ہی میں قادیانیت کے اصل ظروف تلاش کیے جا سکتے ہیں۔ یہ سال وہ تھا جب ٹیپو کو شکست ہوئی اور ہندوستان میں مسلمانوں کے سیاسی نفوذ کی آخری امید منقطع ہوگئی۔ علامہ اقبالؒ نے اپنے پہلے بیان میں اس امر کی ضرورت کو محسوس کر کے اظہار کیا تھا کہ قادیانیت سے مذہبی باعث میں الجھنا عبث ہے۔ اصلی چیز تحریک قادیانیت کا نفسیاتی تجزیہ ہے۔ ان کے نزدیک یہ تمام تر سیاسی تحریک تھی۔ اس تحریک نے مسلمانوں کے لیے نبوت کے نام پر برطانوی غلامی کے طوق مہیا کیے اور الہام کی بنیاد پر مسلمانوں میں فسخِ جہاد کا نظریہ رائج کرنا چاہا۔

جب تک ہم اس عہد کے سیاسی حالات پر نگاہ نہ رکھیں اور ان احوال و ظروف کو معلوم نہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کر لیں جو اس وقت ہندوستانی مسلمانوں کی ملی زندگی کا جزو غیر منفک ہو رہے تھے، اس وقت تک سوال بھی کسی طاقت ور قلم کے تجزیہ و تحلیل کا منتظر ہے اور انشاء اللہ کسی دور میں یہ نقاب اٹھ کے رہے گا۔ تاہم یہ امور یا نکات اب ڈھکے چھپے نہیں رہے کہ قادیانی جماعت نے انگریزوں کے بہترین خدمت گزار پیدا کیے۔ اس فرقے نے نہ صرف انگریزوں کے وثیقۂ غلامی کا جواز پیدا کیا بلکہ اپنی جماعت سے باہر کے مسلمانوں کو کافر قرار دے کر اخوت اسلام کے اس تصور کو ہلاک کرنا چاہا جو محمد عربی ﷺ کے کاشانۂ نبوت سے پیدا ہوا تھا۔ اس امر کے شواہد و نظائر بھی موجود ہیں کہ قادیانی جماعت کے ارکان غیر ملکوں میں جاسوسی کے فرائض سر انجام دیتے رہے اور مسلمانوں کے بعض قومی تحریکوں کو داخلی طور پر ختم کرنے یا رسوا کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

ایسا شخص جو مسلمانوں کی سیاسی تاریخ کا طالب علم ہو اور اس کی نگاہ انگریزوں کی ہندوستان میں آمد سے لے کر ان کے اخراج تک کے حالات پر ہو، نیز اس کو اس امر کی تحقیق کا بھی شوق ہو کہ اس عرصہ میں انگریزوں کے ہاتھوں اسلام پر کیا گزری ...! غرض علامہ اقبالؒ کی مہیا کردہ بنیادوں پر قادیانیت کے سیاسی تجزیہ و تاریخ کو مرتب کرنے والا شخص نہ صرف اپنے اس عظیم کارنامہ کے لیے تمام مسلمانوں کے شکریہ کا مستحق ہوگا بلکہ اس کے لیے اللہ اور اس کے حضور ﷺ کی بارگاہ میں بڑا اجر ہے۔ اس کی یہ کتاب تاریخ کا ایک یادگار کارنامہ ہوگی۔ ایڈیٹر ''چٹان'' کی طرف سے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ اس کتاب کے مرتب و مصنف کو کتاب کے معیاری و مستند ہونے پر اپنی جیب سے پانچ ہزار روپیہ نقد دیں گے۔ ہم چندہ فراہم کرنے کے عادی نہیں اور نہ ہم اس عنوان سے عطیات کے قائل ہیں، ورنہ اس رقم میں دوگنا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک کتاب کے انتخاب کا تعلق ہے یہ کتاب چار مختلف ججوں کے پاس بھیجی جائے گی اور وہ اس امر کا فیصلہ کریں گے کہ کتاب واقعی تاریخ و تجزیہ کے اس معیار پر پوری اترتی ہے، جس کی نشان دہی حضرت علامہ اقبال نے کی ہے۔ ان چار ججوں کے بارے میں ہمارا خیال یہ ہے کہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا امین احسن اصلاحی، مولانا ابوالحسن علی ندوی اور شیخ حسام الدین یہ فرض انجام دیں گے تو ہر لحاظ سے وہ اس منصب کے اہل ہیں۔ ایڈیٹر ''چٹان''، کتاب کا فیصلہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہی یہ رقم ان کے حوالے کر دے گا۔ اس غرض سے دو سال کی مدت کافی ہوگی۔ اواخر اپریل 1967ء تک جو صاحب قلم اٹھائیں، اپنے رشحات وکاوشات، ایڈیٹر ''چٹان'' کی وساطت سے ان ججوں کو پیش کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ان ججوں کو عذر وانکار نہ ہو، عذر وانکار کی صورت میں کسی دوسرے بزرگ کا انتخاب ہو جائے گا۔ اللہ کرے یہ تاریخ تیار ہو جائے۔

(ہفت روزہ 'چٹان'۔ 12/اپریل، 1965ء)

دانش گاہِ پنجاب میں مسندِ اقبالؒ

یہ خبر آئی اور نکل گئی کہ پنجاب یونیورسٹی کے ''دانش مندوں'' نے علامہ اقبالؒ کے نام پر جو chair قائم کی ہے، اس کو شعبۂ فلسفہ کے رئیس پروفیسر قاضی محمد اسلم کی تحویل میں دے دیا گیا ہے۔ پروفیسر موصوف ظاہر وباطن قادیانی ہیں۔ ان میں وہ تمام عصبیتیں بہ درجہ آخر موجود ہیں، جو ایک قادیانی کی رگ وریشہ میں خون کی طرح گردش کرتی ہیں۔ قاضی صاحب قادیانی + ربوہ کی نبوت اور مرزا البشیر الدین محمود کی خلافت پر حاضر وغائب ایمان رکھتے ہیں، بلکہ ان کے فکر ونظر کا تار وپود بھی اس سے تیار ہوا ہے۔ اپنے اس عقیدہ کو وہ چھپاتے نہیں، انہیں اس کا اقرار واعتراف ہے۔ اس کے باوجود مسندِ اقبالؒ کو ان کے حوالے کر دیا گیا۔

کیا یہ بے خبری میں ہوا ہے؟ یا جن لوگوں نے یہ فیصلہ کیا ہے وہ اس سے بھی آگاہ تھے کہ علامہ اقبالؒ کے نظریات اور قاضی محمد اسلم کے معتقدات میں زمین وآسمان کا فرق ہے اور دونوں ایک دوسرے کی مخالف سمتوں کے راہرو ہیں۔

اگر یہ فیصلہ بے خبری میں ہوا ہے تو اس سے زیادہ افسوس ناک بات کوئی نہیں ہو سکتی کہ مغربی پاکستان کی سب سے بڑی یونیورسٹی کے کارپرداز ملک کے سب سے بڑے مفکر کے افکار ونظریات سے اتنے بے خبر ہیں یا جس شخص کے حوالہ اس کے افکار ونظریات کی تعلیم وتدریس کی جا رہی ہے، یونیورسٹی اس کے دینی حدود واربعہ سے ناواقف ہے۔

اور اگر ان کارپردازوں کے علم میں تھا کہ علامہ اقبالؒ اور قاضی محمد اسلم کے معتقدات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں کوئی میل نہیں، صبح وشام کا فاصلہ ہے، تو انہوں نے یہ مذاق کیوں روا رکھا ہے؟ مقصد فکرِ اقبال کو سبوتاژ کرنا ہے، یا اسے عام کرنا ہے۔ کیا یونیورسٹی کے ارباب بست وکشاد کو قاضی محمد اسلم سے بڑھ کر پورے ملک میں ایک شخص بھی اقبال کا اداشناس نظر نہیں آیا؟ قاضی محمد اسلم کی نگرانی میں فکر اقبال کا مطلب ہے، حسینؓ کی شہ رگ پر یزید کا خنجر۔ قاضی محمد اسلم سے ہی دریافت کر لیا ہوتا کہ وہ اقبالؒ کی تعلیمات سے بکمال وتمام متفق ہیں؟ حضرت علامہؒ کو فکری اعتبار سے مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کا رہنما تسلیم کرتے ہیں؟ ان کے نزدیک اقبال کے فکر ونظر کا مقام کیا ہے؟ اقبالؒ کے خطبات بہ عنوان تشکیل جدید الٰہیات کے مندرجات کی روح سے انہیں کس حد تک اتفاق ہے؟ مرزائیوں کے بارے میں حضرت علامہؒ نے جو بیانات دیئے تھے، اور جن مقالات کو حوالۂ قلم کیا، قاضی صاحب محترم کی ان کے بارے میں کیا رائے ہے؟ قاضی صاحب کے نزدیک شاہراہ اسلام پر اقبالؒ کا درجہ کیا ہے؟ ''احمدیوں'' کو اقلیت قرار دینے کے مطالبہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے قاضی صاحب کا اقبالؒ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ وہ اقبالؒ کو مسلمان سمجھتے ہے یا نہیں؟ ان کے نزدیک اقبالؒ اور غلام احمد میں سے کونسی شخصیت اس صدی میں اسلام کی راہنما ہے؟ اس قسم کے بیسوں سوالات موجود ہیں، اور ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ قاضی صاحب مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت اور مرزا بشیر الدین محمود کی خلافت کو خارج کر کے ان سوالات پر سوچ ہی نہیں سکتے ہیں۔ جب اتنی اور واضح اور واشگاف صورت حال موجود ہو، تو اقبالؒ کی فکر کو ان کے حوالے کرنا حادثہ نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ ایک حادثہ ہے جیسا کہ انگریزی میں ضرب المثل ہے کہ ''شیطان بائبل کا حافظ ہو گیا ہے؟'' ہم نہیں کہہ سکتے کہ قاضی صاحب نے یہ منصب کیونکر قبول کیا؟ اور اس کے تہہ منظر میں کون سے مقاصد کارفرما ہیں۔ کل کلاں کوئی شخص یہ تجویز کرے، اور علم ودانش کے وہ پتلے، جو اس ملک میں عام پائے جاتے ہیں، اس پر صاد کر دیں کہ قائد اعظمؒ کی سوانح عمری، مولانا مظہر علی اظہر' لکھیں، یا انجمن ترقی اردو کی باگ ڈور بھارت کی 'ہندی پرچارنی سبھا' کے حوالے کر دی جائے، یا اسلام کی تعبیر وتفسیر کا کام 'پرشوتم داس ٹنڈن' کی نگرانی میں ہو، یا کعبہ اور اس کی عظمت پر ماسٹر تارا سنگھ مقالہ (Thesis) لکھیں، تو کیا عقل سلیم کے نزدیک یہ صحیح ہو گا؟ ظاہر ہے کہ ہر شخص جو حواس خمسہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے بہرہ یاب ہے اس کو مضحک المیہ قرار دے گا۔

معلوم ہوتا ہے یونیورسٹی کے کار پردازوں کی اکثریت حسیاتِ دین اور روحِ اسلام سے نابلد ہے۔ ان لوگوں کے نزدیک اسلام صرف ان کے اسلامی ناموں اور معاشرتی رواجوں کے اظہار واقرار کا نام ہے، اور دین و دانش کا جوہر، فہم وفراست کے اس مغز کا نام ہے جو اس کھیپ کی کھوپڑیوں میں اپنا ایک خاص طول وعرض رکھتا ہے۔

علامہ اقبالؒ نے عمر بھر یورپی دانش وعلم کی کارفرمائیوں کا ماتم کیا، اور جو لوگ اسی کے ہو گئے ہیں، یعنی جن کا پیکر خاکی یورپی عمارت گروں کا تیار کردہ ہے، ان کے خلاف ہمیشہ نالۂ احتجاج بلند کیا۔ ان کی نظمیں، ان کی تحریریں، ان کے بیانات، ان کے خطوط آخر دم تک یورپی تصویروں اور مصوروں کا ماتم کرتے رہے۔ سید سلیمان ندویؒ کو انھوں نے 17 ستمبر 1933ء کے ایک خط میں لکھا کہ مسلمانوں کا مغرب زدہ طبقہ نہایت پست فطرت ہے۔ (''اقبال نامہ'' صفحہ 168) یہی نہیں بلکہ ان کے بیشمار خطوط میں بار بار یہ اضطراب موجود ہے کہ مسلمانوں کے وہ ''دانشورانِ بے دین'' جن کی تربیت یورپی دانش وحکمت کے گہوارہ میں ہوئی ہے اور جن کے علم ونظر کی معراج یورپی فلسفہ وفکر پر ہے، نہ صرف اسلام سے بے بہرہ ہے، بلکہ عملاً اسلام سے صرف سیاسی فوائد حاصل کرتے ہیں۔ اس کے دینی فرائض کو پورا نہیں کرتے۔ ایک دوسری جگہ علامہ اقبالؒ نے اس طبقہ کو بے حمیت اور بے غیرت لکھا ہے کیونکہ یورپی عقل ودانش سے مرعوب ہو کر یہ اسلام کے معاملہ میں ہر نئی تعبیر سے سمجھوتہ کرنے کے لیے تیار رہتے، اور اس کے مقابلہ میں سپر انداز ہونے میں لذت محسوس کرتے ہیں۔

یہ ستم ظریفی ہے کہ اقبالؒ کی بعض چیزوں کو تو اپنے حسب حال پا کر قومی تقاضوں کا جزو قرار دیا گیا ہے، اور بعض ایسی چیزیں جو اقبالؒ کے نزدیک اسلام کی حیاتِ تازہ اور مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے لازم وملزوم تھیں، انھیں طاقِ نسیاں پر رکھ دیا گیا ہے۔ اقبالؒ کی بدنصیبی ہے یا مسلمانوں یا پھر اسلام کے دورِ انحطاط کے برگ وبار کہ اقبالؒ کی فکر عنقا ہے۔ پوست موجود ہے، مغز غائب ہے۔ ہڈیوں سے رشتہ باندھا جا رہا ہے۔ یہ لوگ اقبالؒ اور اس کی فکر سے نہیں سے بلکہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اپنے کسی خلاء کو پورا کرنے کے لیے اقبالؒ کا نام لے رہے ہیں۔

قادیانیوں کے بارے میں اقبالؒ نے جو کچھ کہا، وہ کسی اہم دینی مسئلہ پر ان کی سب سے بڑی تحریر ہے۔ یہ تحریر اس وقت قلمبند ہوئی اور سامنے آئی، جب وہ اپنی عمرِ عزیز گزار چکے تھے، بڑے غور و خوض کے بعد انہوں نے اس مسئلہ پر قلم اٹھایا تھا۔ ان کی یہ تحریر ہمہ جہت مکمل ہے۔ ظاہر ہے کہ اس وقت یہ ملک غلام تھا، اور وہ پاکستان بھی معرضِ وجود میں نہیں آیا تھا۔ پاکستان کا تصور وہ پیش کر چکے تھے، لیکن ابھی مسلم لیگ نے بھی اس کو اپنا نصب العین قرار نہیں دیا تھا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ چودھری ظفر اللہ خان نے گول میز کانفرنس کے ضمنی اجلاس میں اس تصور کو احمقانہ تخیل قرار دیا تھا۔

جواہر لال نہرو قادیانی جماعت کی حمایت میں کمر بستہ ہو کر سامنے آئے، تو علامہؒ نے بصیرت افروز مقالہ میں قادیانی جماعت کا تار و پود بکھیر دیا، اور اس حقیقت کو اچھی طرح افشاء کیا کہ اس جماعت کو مسلمانوں سے الگ رکھنا کیوں ضروری ہے۔ یہ تحریریں ڈھکی چھپی نہیں، عام ہیں۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی زندگی کے آخری سالوں میں ان خطوط کا مجموعہ شائع کیا، جو ان کے نام بعض اکابر نے لکھے تھے۔ ان خطوط میں علامہ اقبالؒ کا بھی ایک خط ہے، جس میں انہوں نے واضح طور پر لکھا ہے کہ 'قادیانی اسلام ہی کے نہیں بلکہ ہندوستان کے بھی غدار ہیں'۔ یہ خط ان کے مرض الموت میں مبتلاء ہونے سے کچھ ہی دن پہلے کا ہے۔

اقبالؒ نے جب اس فرقۂ ضالہ کے احوال و ظروف معلوم کر لیے، تو سب سے پہلا قدم یہ اٹھایا کہ انہیں خارج از اسلام قرار دے کر انجمن حمایت اسلام سے نکلوا ڈالا۔ اس ضمن میں انھوں نے لاہوری اور قادیانی گروہوں کی تفریق کو بھی تسلیم نہ کیا اور دونوں کو ایک ہی تھیلی کا پتہ سمجھا۔

20 جون 1933ء کو انہوں نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا، اور ایک زبردست بیان میں قادیانی جماعت کے اغراض و مقاصد کا پردہ چاک کیا۔ پھر 12 اکتوبر 1933ء کے بیان میں قادیانیوں کی دو ذہنی اور دو عملی کی چھتاڑ کی۔ 1935ء میں قادیانی جماعت کے چہرے سے ہر نقاب اٹھا دی اور کھلے بندوں اعلان کیا کہ دینی اور سیاسی دونوں بنیادیں اس امر کی مقتضی ہیں کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک اقلیت قرار دیا جائے۔ علامہؒ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے جو کچھ سپرد قلم کیا، وہ علم وفکر کی بنیاد پر تھا، اور آج تک کسی اسلامی گوشے سے بھی اس کے خلاف کوئی کلمہ نہیں نکلا ہے۔ حضرت علامہؒ فرماتے ہیں:

ا۔۔۔ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو لیکن اپنی بنیاد نئی نبوت پر رکھے اور بزعم خود ان تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے، جو اس کے الہامات پر اعتقاد نہ رکھتے ہوں، ایسی جماعت کو مسلمانِ اسلام کی وحدت کے لیے ایک خطرہ تصور کریں گے، کیونکہ اسلامی وحدت ختم نبوت ہی سے استوار ہوتی ہے۔

۲۔۔۔ مسیح موعود کی اصطلاح بھی اسلامی نہیں، بلکہ اجنبی ہے اور نہ یہ اصطلاح ہمیں اسلام کے دورِ اوّل کے تاریخی اور مذہبی ادب میں ملتی ہے۔ بہائیت، قادیانیت سے کہیں زیادہ مخلص ہے، کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باغی ہے لیکن قادیانیت اسلام کی چند نہایت اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی ہے۔ لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لیے مہلک ہے۔

۳۔۔۔ نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ختم نبوت کے تمدنی پہلو پر کبھی غور نہیں کیا۔ مغربیت کی ہوا نے انہیں حفظِ نفس کے جذبے سے عاری کر دیا ہے۔

۴۔۔۔ ہندوستان میں کوئی سا مذہبی سٹے باز اپنی اغراض کی خاطر اس طرح ایک نئی جماعت کھڑی کر سکتا ہے۔

۵۔۔۔ جو لوگ مسلمانوں کو اس معاملے میں رواداری کا سبق دیتے ہیں، ان کے بارے میں حضرت علامہ کا ارشاد ہے کہ یہ کیونکر مناسب ہے کہ اصلی جماعت کو تو رواداری کی تلقین کی جائے، حالانکہ اس کی وحدت خطرے میں ہو، باغی گروہ کو تبلیغ کی پوری اجازت ہو، اگرچہ وہ تبلیغ جھوٹ اور دشنام سے لبریز ہو، جس قوم کی وحدت خطرے میں ہو تو اس کے لیے اور کوئی چارہ کار نہیں رہتا کہ معاند قوتوں کے خلاف اپنی مدافعت کرے۔

۶۔۔۔ میری رائے میں حکومت کے لیے بہتری طریقہ کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرے۔ یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا اور مسلمان اس سے ویسی ہی رواداری سے کام لے گا جیسی وہ باقی مذاہب کے معاملے میں اختیار کرتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(ماخوذ از: ''قادیانی اور جمہور مسلمان'' صفحہ 121 تا 134 حرف اقبال، مطبوعہ المنار اکادمی۔ لاہور)

حضرت علامہؒ کے اس بیان پر ''سٹیٹسمین'' کے انگریز ایڈیٹر نے اپنے اداریئے میں تنقید کی۔ اس تنقید پر حضرت علامہؒ نے ایڈیٹر کے نام ایک خط لکھا، جو 10 جون 1935ء کی اشاعت میں طبع ہو۔ اس خط میں حضرت علامہؒ نے اپنے مطالبہ کا اعادہ کیا۔

فرمایا کہ..........

ا۔۔۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے بنیادی اختلافات کا لحاظ رکھتے ہوئے آئینی اقدام اٹھائے، اور اس امر کا انتظار نہ کرے کہ مسلمان کب یہ مطالبہ کرتے ہیں۔

۲۔۔۔ ختمِ نبوت کے مفہوم کی تاویلیں اور تعبیریں قادیانی اس غرض سے کرتے ہیں کہ ان کا شمار حلقۂ اسلام میں ہو، تاکہ انہیں اس طرح سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی اختیار کرتے ہیں، تو پھر سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل رہنے کے لیے کیوں مضطرب ہیں؟

۳۔۔۔ ملتِ اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا، تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔

اس تحریک میں قادیانیوں کو سب سے پہلے اس وقت کے انگریز گورنر 'سر ہربرٹ ایمرسن' کی حمایت حاصل ہوئی، پھر ''سٹیٹسمین'' کے انگریز ایڈیٹر نے پشت پناہی کی۔ آخر میں پنڈت جواہر لال نہرو مدفع کے طور پر سامنے آئے۔ انہوں نے ماڈرن تجزیے میں اس اصل کے پیشِ نظر قادیانی جماعت کی مدافعت کی کہ پیغمبرِ عرب ﷺ کے مقابلے میں غلام احمد بہر حال ایک ہندوستانی پیغمبر ہے۔ حضرت علامہؒ نے جواب میں ایک طویل مقالہ لکھا ہے، جس کے بعض ضروری اجزاء حسبِ ذیل ہیں؛

ا۔۔۔ پنڈت جی اور قادیانی دونوں پریشان ہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف وجوہ کی بناء پر دونوں اپنے دل میں مسلمانانِ ہندوستان کے مذہبی اور سیاسی استحکام کو پسند نہیں کرتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲۔۔۔قادیانی جماعت کا مقصد یہ ہے کہ وہ پیغمبر عرب ﷺ کی امت سے ہندوستانی پیغمبر کی ایک نئی امت تیار کرنا چاہتی ہے۔

۳۔۔۔جب کوئی شخص ایسے ملحدانہ نظریات کو رواج دیتا ہے جن سے نظام اجتماعی خطرے میں پڑ جاتا ہو تو ایک آزادانہ اسلامی ریاست یقیناً اس کا انسداد کرے گی۔ یہ اس کا فرض ہو جاتا ہے۔

۴۔۔۔آج کل کے تعلیم یافتہ مسلمان جو مسلمان کے دینیاتی مناقشات کی تاریخ سے بالکل ناواقف ہیں اور لفظ کفر کے غیر محتاط استعمال کو ملت اسلامیہ کے اجتماعی و سیاسی انتشار کی علامت تصور کرتے ہیں۔ یہ ایک بالکل غلط تصور ہے۔ اسلامی دینیات کی تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ فروعی مسائل کے اختلاف میں ایک دوسرے پر الحاد کا الزام باعث انتشار ہونے کی بجائے دینیاتی تفکر کو متحد کرنے کا ذریعہ بن گیا ہے۔

۵۔۔۔وہ اجتماعی اور سیاسی تنظیم جسے اسلام کہتے ہیں، مکمل اور ابدی ہے۔ محمد ﷺ کے بعد کسی ایسے الہام کا امکان ہی نہیں، جس سے انکار، کفر کو مستلزم ہو۔ جو شخص ایسے الہام کا دعویٰ کرتا ہے، وہ اسلام سے غداری کرتا ہے۔

۶۔۔۔1799ء سے ہندوستان میں اسلامی دینیات کی جو تاریخ رہی ہے، اس کی روشنی میں احمدیت کے اصل منظر وف کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ یہ حکایت دراز ہے اور ایک طاقتور قلم کی منتظر ہے۔

۷۔۔۔مسلمانوں کے مذہبی تفکر کی تاریخ میں احمدیت کا وظیفہ ہندوستان کی موجودہ سیاسی غلامی کی تائید میں الہامی بنیاد فراہم کرنا ہے۔

۸۔۔۔وہ تمام ایکٹر جنھوں نے احمدیت کے ڈرامے میں حصہ لیا ہے زوال اور انحطاط کے ہاتھوں محض سادہ لوح کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے۔

۹۔۔۔یہ تحریک اسلام کے ضوابط کو برقرار رکھتی ہے۔ لیکن اس قوت ارادی کو فنا کر دیتی ہے، جو اسلام کو مضبوط کرنا چاہتی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۰۔۔۔اسلامی وحدت مذہبی نقطۂ نظر سے اس وقت متزلزل ہوتی ہے، جب مسلمان بنیادی عقائد یا ارکان شریعت کے خلاف بغاوت کرتے ہیں۔ اس ابدی وحدت کی خاطر اسلام اپنے دائرے میں کسی باغی جماعت کو روا نہیں رکھتا۔

(ماخوذ از: "حرفِ اقبالؒ" ۔صفحہ 138 ،مطبوعہ: المنار اکادمی، لاہور)

پروفیسر محمد اسلم کا تقرر ان ثقہ حوالوں اور واضح نظریوں کے بعد بالکل ہی بے محل ہو جاتا ہے۔ ادھر شروع میں جو سوال ہم نے قائم کیے تھے، ایک ایک کر کے جواب کے خواہاں ہیں۔ ظاہر ہے کہ قاضی صاحب جس جماعت کے صحابی یا تابعی ہیں اس کی نفی نہیں کر سکتے اور نہ اس کے خلاف کسی ایسے شخص کے ساتھ مخلص ہو سکتے ہیں، جو ان کے مذہب، نبی، گروہ اور عقیدہ پر مندرجہ بالا الفاظ میں تجزیہ کر چکا ہو، اور آخری وقت تک مُصر رہا ہو کہ اس جماعت کو اسلام کا باغی سمجھا جائے اور اس بغاوت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے ایک علیحدہ ملت قرار دیا جائے اور اگر انگریزی حکومت کو یہ تسلیم کرنے میں بہ مصلحت ہچکچاہٹ ہو تو آنے والی اسلامی ریاست مجبور ہوگی کہ اس فرض سے عہدہ برآ ہو کیونکہ اسلام اپنے دائرے میں ایسے کسی باغی کو تسلیم نہیں کرتا ہے، جو اس کے گھر میں نقب زنی کا مرتکب ہو۔

اس ضمن میں کچھ نئے سوالات بھی پیدا ہوئے ہیں:

۱۔۔۔قاضی صاحب کے ایک خلافتی عزیز مرزا بشیر الدین محمود کے پوتے اور مرزا ناصر محمود کے بیٹے یونیورسٹی میں فلسفہ کی تکمیل کر رہے ہیں۔ انہوں نے کچھ دن ہوئے ہیں اپنے ساتھی طلبہ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا تھا کہ اقبال کا شہرہ 70ء، 71ء تک ہے۔ اس کے بعد اقبال کے لیے زوال ہے اور جو، ان کے نزدیک شروع ہو چکا ہے۔ معلوم ہوتا ہے، قاضی محمد اسلم نے شاید اسی مفروضہ پر یہ فرض اپنے فرائض میں شامل کیا ہے۔ ہمارے اپنے علم و آگاہی کے مطابق قاضی محمد اسلم صاحب اقبالؒ کے نظر و فکر سے مطلقاً آشنا نہیں۔ انہیں اقبالؒ کے اشعار بھی صحیح پڑھنے نہیں آتے ہیں، نہ وہ ان صداقتوں اور نزاکتوں سے آگاہ ہیں جو اقبال کے کلام کی روح ہیں اور ان کی تحریروں کے مطالب کی پیشانی کا جھومر ہیں۔ ان کی نظر سے شاید اقبالؒ کے کلام و پیام کا پورا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حصہ نہیں گزرا۔ وہ اقبالؒ کی مصطلحات کے مفہوم ہی سے بے بہرہ ہیں۔ اپنے عقائد کی بوقلمونی (اور ہمارے نزدیک خرابی) کے باعث اقبالؒ کے ذوق و شوق کو سمجھنے کی استطاعت سے محروم ہیں۔ وہ یورپی فلسفہ کے پروفیسر ہیں۔ انہیں اس کا احساس ہی نہیں کہ اقبالؒ مغربی فلسفہ کا نقاد ہے۔ اقبالؒ نے اپنے خطبات میں جن اسلامی شخصیتوں اور دینی مصطلحات کو بے تکلف استعمال کیا ہے اور اس سے جن نتائج کا استخراج کیا ہے، قاضی صاحب اپنے عقیدہ کی رو سے اس کے مخالف ہیں اور اپنے دماغی نشوو کی وجہ سے اس کا فہم نہیں رکھتے۔ پھر جس عقیدہ و فکر کو اقبالؒ، جس ایمان و آگہی سے مانتا ہے، قاضی صاحب اس عقیدہ و فکر کو اس انداز و اسلوب سے نہیں مانتے۔ یہ اختلاف و تضاد بنیادی ہے۔ قاضی صاحب کا ضمیر تو اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہوگا، لیکن یونیورسٹی کے جن دانشوروں نے انہیں اس خدمت پر مامور کیا ہے، افسوس ہے کہ وہ:

اوّلاً: اس کے فہم ہی سے قاصر ہیں۔

ثانیاً: اس کی نزاکت و اہمیت کو نہیں سمجھتے۔

ثالثاً: اپنی ذات کے سوا ہر معاملہ میں روادار واقع ہوئے ہیں۔

ان لوگوں نے جب اسلام، کیمبرج اور آکسفورڈ کی یونیورسٹیوں سے سیکھا ہے، تو اقبالؒ کو ایک قادیانی کیوں نہیں پڑھا سکتا۔ انہیں مطلقاً خبر نہیں کہ مصیبت کی طرح گمراہی بھی تنہا نہیں آتی اور آتی ہے تو ہمہ گیر ہو جاتی ہے۔ ہمارے یہ دانشور گمراہی کا شکار ہیں۔

''ایک رواداری فلسفی کی ہوتی ہے، جس کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر صحیح ہیں۔ ایک رواداری اشتراکی کی ہے، جس کے نزدیک تمام یکساں طور پر غلط ہیں۔ ایک رواداری مدبر کی ہے، جس کے نزدیک تمام مذاہب یکسان طور پر مفید ہیں۔ ایک رواداری ایسے شخص کی ہے جو ہر قسم کے فکر و عمل کے طریقوں کو روا رکھتا ہے، کیونکہ وہ ہر قسم کے فکر و عمل سے بے تعلق ہوتا ہے..... (معلوم ہوتا ہے، دانش گاہِ پنجاب کے بیشتر کار پرداز اسی قبیلہ کے فرد ہیں)۔ ایک رواداری کمزور آدمی کی ہے جو محض کمزوری کی وجہ سے ہر قسم کی ذلت جو اس کی محبوب اشیاء یا اشخاص پر روا رکھی جاتی ہے، ''برداشت کر لیتا ہے'' (گبن) اس آخری رواداری کا ہدف ان دنوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کا سوادِ اعظم ہے۔ فی الجملہ اس تقریر پر ہم کسے مخاطب کریں؟ یونیورسٹی کے ان کارپردازوں کو جو اس تقریر کا باعث ہوئے ہیں۔

مولانا ظفر علی خانؒ کے بھائی پروفیسر حمید احمد خان کو جو اقبالؒ سے معنوی اور ظفر علی خانؒ سے خونی رشتہ رکھنے کے باوجود اس فتنہ پر غور نہیں کر سکے ہیں، یا پھر ہم صوبہ کے راسخ العقیدہ مسلمان گورنر ملک امیر محمد خان سے درخواست کریں کہ وہ بحیثیت چانسلر، اسلام اور اقبال کو یونیورسٹی کے ان بردہ فروشوں سے بچائیں، جن کی نیام میں کوئی تلوار نہیں ہے، مگر اسلام کو اپنے اللّے تللّوں کی میراث سمجھتے ہیں، جن کی فکرِ مستعار پر، پچرنگی مصاحبتوں کی چھاپ لگی ہوئی ہے۔

(ہفت روزہ 'چٹان'۔ 19 اپریل 1965ء)

قاضی محمد اسلم اور مسندِ اقبالؒ:

روزنامہ ''نوائے وقت'' کا اداریہ، بہ عنوان ''غلط بخشی'' مورخہ 16 اپریل 1965ء۔

''پنجاب یونیورسٹی میں مسندِ اقبال کے اہتمام کا فیصلہ مبارکباد کا مستحق ہے۔ علامہ اقبالؒ نظریہ پاکستان کے خالق اور مسلمانوں کی نشاۃِ ثانیہ کے راہ نما ہیں۔ چنانچہ فکری افلاس کے اس دور میں ان کے پیغام اور افکار کو عام کرنے کا عزم وقت کی اہم ترین ضرورت ہی نہیں، ملک و قوم اور اسلام کی بہت بڑی خدمت بھی ہے۔ ہمیں یہ حسن ظن تھا کہ جن ارباب اختیار نے ایک انتہائی مستحسن فیصلہ کرکے لازوال اعزاز حاصل کیا ہے، وہ نئے منصب پر کسی موزوں شخصیت کو فائز کرنے کی سعادت بھی حاصل کریں گے۔ یہ کام چنداں دشوار بھی نہیں تھا، کیونکہ اس گئے گزرے دور میں بھی ہمارے ہاں ایسے بزرگوں کی کوئی کمی نہیں تھی، جو نہ صرف تعلیمات اقبال کی حقیقی روح سے پوری طرح آگاہ ہیں بلکہ انہیں خود بھی اسلام کے فلسفی شاعر کی صحبتوں سے استفادہ کے مواقع حاصل ہوئے۔ لیکن اس انکشاف نے اقبالؒ کے ہر شیدائی اور دردمند مسلمان کو اذیت ناک مایوسی اور اضطراب میں مبتلا کر دیا کہ حکیم الامتؒ کے پیغام اور فلسفہ کو فروغ دینے کی ذمہ داری جن صاحب کو تفویض کی گئی ہے انہوں نے یونیورسٹی میں یورپی فلسفہ پر تو سینکڑوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیکچر دیے ہوں گے اور بیسیوں کتابوں کا مطالعہ بھی کیا ہوگا، لیکن وہ عقیدتاً اسلام کے اس فلسفہ سے یقیناً بے بہرہ ہوں گے، جو پیغامِ اقبالؒ کی روح اور اساس ہے۔ یہ انتخاب ایسا ہی ہے جیسا کہ یورپ کے کسی مستشرق کو سیرت و قرآن کی تعبیرات اور توضیحات کے کام پر مامور کر کے مؤثر نتائج کی توقع کی جائے۔ بلکہ ہمیں تو یقین ہے کہ مسندِ اقبالؒ سنبھالنے والے پروفیسر قاضی محمد اسلم سے بھی اگر یہ دریافت کیا جائے کہ آیا کوئی مستشرق، قادیانیت کے اسرار و رموز کی نقاب کشائی کر سکتا ہے؟ تو ان کا جواب بھی نفی میں ہوگا۔ قاضی صاحب کے فرقہ کے متعلق حکیم الامت کا جو مؤقف رہا، کیا اس کے پیشِ نظر آپ کے لیے یہ ممکن ہوگا کہ اپنے نئے منصب سے انصاف کر سکیں؟ اقبالؒ سب مسلمانوں کی طرح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین خیال کرتے تھے۔ ان کے نزدیک نبوت کی کوئی نوع نہیں۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا......

اے ترا حق زبدۂ اقوام کرد
ختم بر تو دورۂ ایام کرد

اس نظرِ انتخاب سے تو اس شبہ کو تقویت ملتی ہے کہ یونیورسٹی کے حل و عقد نے ایک قومی تقاضہ پورا کرنے کی بجائے محض ایک آسامی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ یونیورسٹی حکام سے کوئی اپیل اب عبث معلوم ہوتی ہے، البتہ ہم قاضی صاحب سے یہ کہیں گے کہ انہوں نے مسندِ اقبال کی سربراہی قبول کر کے اپنے آپ کو بھی بڑی الجھن میں ڈال دیا ہے۔ لہٰذا مناسب یہ ہوگا کہ وہ خود ہی اس ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائیں۔

(ہفت روزہ ''چٹان''۔ 19 اپریل 1965ء)

''جب علامہ اقبالؒ نے مرزائیوں کو انجمنِ حمایتِ اسلام سے نکالا''

علامہ اقبالؒ نوّر اللہ مرقدہٗ نے مرزائیوں کی دونوں شاخوں کو خارج از اسلام قرار دے کر انجمن حمایتِ اسلام کے دروازے ان پر بند کر دیئے تھے۔ مرزائی لاہوری ہو، یا قادیانی، انجمن کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ممبر نہیں ہو سکتا تھا۔ اس واقعہ کی پوری تفصیلات انجمن کے تحریری ریکارڈ میں موجود ہیں۔ اس کے ایک عینی گواہ لاہور کے سب سے بڑے شہری میاں امیر الدین ، بفضل تعالیٰ بقیدِ حیات ہیں۔ یونیورسٹی کی ہیئت انتظامیہ کے بھی رکن ہیں۔ ان سے یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ علامہ اقبالؒ انجمن کی جنرل کونسل کے اجلاس عام کی صدارت فرمانے لگے تو آپ نے سب سے پہلے کھڑے ہو کر اعلان فرمایا کہ مسلمانوں کی اس انجمن کا کوئی مرزائی (لاہوری یا قادیانی) ممبر نہیں ہو سکتا ہے۔ مرزا غلام احمد کے متبعین کی یہ دونوں جماعتیں خارج از اسلام ہیں۔

اس وقت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کرسی صدارت کے عین سامنے بیٹھے تھے۔ ان کے ساتھ ہی میاں امیر الدین فروکش تھے۔ حضرت علامہؒ نے ڈاکٹر صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مجھے صدر رکھنا ہے تو اس شخص کو نکال دو۔ مرزا صاحب لاہوری جماعت کے پیرو تھے۔ حضرت علامہؒ کے اس اعلان سے تھرا گئے، کانپ اٹھے، جز بز ہوئے، کچھ کہنا چاہا حتیٰ کہ ان کا رنگ فق ہو گیا۔ حضرت علامہؒ مصر رہے کہ اس شخص کو یہاں سے جانا ہو گا۔ چنانچہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ، بیک بنی دو گوش، نکال دیئے گئے۔ ان کی طبیعت پر اس اخراج کا یہ اثر ہوا کہ بے حواس ہو گئے، دو چار دن ہی میں مرض الموت نے آ لیا اور اس صدمہ کی تاب نہ لا کر انتقال کر گئے!

پنجاب یونیورسٹی کے دانشور (؟) بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے مسندِ اقبالؒ کس بناء پر ایک قادیانی کے حوالے کی ہے۔ علامہ اقبالؒ کی عظمت مقصود ہے یا اہانت؟ جس انسان نے اپنی صدارت میں ایک مرزائی کا وجود گوارا نہ کیا ہو اس کے فکر کی صدارت کسی قادیانی کے حوالے کر دینا، ہمارے نزدیک ایک خوفناک جسارت کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔

(ہفت روزہ 'چٹان' ۔19 اپریل 1965ء)

یونیورسٹی کی شاہکار معذرت

پنجاب یونیورسٹی میں مسند اقبالؒ کو ایک قادیانی پروفیسر کے حوالے کرنے پر ہم نے جو کچھ عرض کیا تھا، ''نوائے وقت'' نے اپنے الفاظ میں ہمنوائی کی، یونیورسٹی کے دانشوروں نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوسرے ہی دن ایک وضاحتی بیان ارسال کیا، جو روز ناموں میں چھپ چکا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ بیان ''عذرِ گناہ بدتر از گناہ'' کے رنگ و روغن کی ایک اچھوتی بانکی ہے۔ آج ''کوہستان'' اور'' امروز'' نے بھی ہمارے خیال کی توثیق کی ہے۔

اگر مسندِ اقبالؒ حوالے کرنے کا مقصد فلسفہ کے نگار خانے میں محض ان کے نام کی عظمت کا اقرار واعتراف ہے اور تعلیماتِ اقبالؒ کی تعلیم و تشریح سے اس کا کوئی تعلق نہیں، تو یہ امر اور بھی افسوسناک ہے۔ اقبالؒ اس اقرار واعتراف کے محتاج نہیں۔ کوئی سا شخص اس عنوان سے اشکبار نہ تھا، کہ یونیورسٹی اس انداز میں اشک شوئی کرتی ہے۔ اقبالؒ کے نام پر مسند محض کا قیام کوئی چیز نہیں ہے

جہان تازہ کی افکارِ تازہ سے ہے نمود
کہ سنگ و خشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا

یونیورسٹی کے اربابِ انتظام نے وضاحتی بیان دے کر خود اپنے چہرے سے نقاب اٹھا دی ہے کہ مسند اقبالؒ صرف مسند اقبالؒ ہے، فکر اقبالؒ نہیں اور ظاہر ہے کہ عوام وخواص میں سے کوئی فرد بھی اس سے مطمئن نہیں۔

اور اگر مسندِ اقبالؒ قائم کرنے کا مقصد واقعی اقبالؒ کے افکار و سوانح اور تعلیمات و نظریات کی تعلیم و تدریس ہے تو پھر یونیورسٹی کا وضاحتی بیان خود اپنے مطالب کی رو سے اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ جو شخص حکمتِ اقبالؒ کی نگرانی پر مامور ہوا ہے، وہ اس منصب کے لیے سب سے زیادہ ناموزوں شخص ہے۔ ہم نے قادیانی جماعت کے بارے میں علامہ اقبالؒ کے جو نظریات پیش کیے ہیں، سوال یہ ہے کہ یونیورسٹی کے کارپردازوں اور قاضی محمد اسلم کے اعوان و انصار کا اس بارے میں مسلک کیا ہے؟

کیا یونیورسٹی علامہ اقبال نور اللہ مرقدہٗ کے ان افکار کو غلط سمجھتی ہے، ظاہر ہے کہ وہ حوصلہ نہیں کرسکتی اور صحیح سمجھتی ہے، تو اس اقبالؒ و اسلام کی روح کے ساتھ بزدلانہ مذاق ہے۔ آخر قاضی محمد اسلم خود ہی مستعفی کیوں نہیں ہو جاتے، جبکہ وہ اس بات سے کما حقہ واقف ہیں کہ علامہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اقبالؒ، ان کے نبی کو متنبی اور ان کی جماعت کو خارج از اسلام سمجھتے تھے۔

(ہفت روزہ چٹان۔ 26اپریل 1965ء)

''الفضل'' کی اچھوتی بانگی

ہم نے گذشتہ سے پیوستہ شمارے میں اعلان کیا تھا جو اہلِ قلم علامہ اقبالؒ کے فرمودات کی روشنی میں قادیانی جماعت کے احوال وظروف پر مقالہ (Thesis) تیار کرے گا جس سے اس جماعت کی ایجاد کے اسباب و وجوہ معلوم ہوں اور اس امر کی تصدیق ہوتی ہو کہ اس جماعت کو خاص مقاصد و مصالح کے تحت برطانوی سرکار نے پروان چڑھایا تھا۔ ایڈیٹر ''چٹان'' بہترین مقالہ کے مصنف کو مقررہ ججوں کے فیصلہ پر اپنی جیب سے پانچ ہزار روپے نقد دیں گے۔ ''الفضل'' کے لیے ''چٹان'' کا نام سوہانِ روح ہے چونکہ ''چٹان'' کے اس شمارے میں قادیانی پروفیسر کے تقرر پر احتجاج کیا گیا تھا۔ اس لیے ''الفضل'' مضطرب تھا کہ پنجہ آزما ہو، چنانچہ بھیگی بلی کی طرح اس نے غرانا چاہا ہے۔ لیکن اب کے تنہا نہیں آیا اپنا پورا قبیلہ ساتھ لایا ہے۔

''پیغامِ صلح'' چیخا ہے، ''الفرقان'' چلایا ہے۔ لاہور کا ایک ادبی ہفت روزہ بھی اس لشکر کے ہراول دستہ میں ہے۔ ہم ان میں سے کسی کو قابل التفات نہیں سمجھتے، یہ مسئلہ ان کی حدود سے باہر ہے، البتہ 'الفضل' نے جو کچھ لکھا ہے، اس کا جواب دینا ضروری ہو گیا ہے۔

''الفضل'' کی تجویز یہ ہے کہ:

''احمدیوں اور مخالفین کے درمیان متنازعہ مسائل کے متعلق ایک تحریری مباحثہ برپا کیا جائے۔ سات سات پرچے دونوں طرف سے ہوں۔ پھر ان جواب اور جواب الجوابوں کو تین زبانوں اردو، عربی اور انگریزی مشترکہ خرچ سے چھپوا کر لائبریوں اور خاص افراد کو مفت بھیجا جائے۔ اس طرح ایک دفعہ فیصلہ ہو جائے گا''۔ دیکھا آپ نے، اسے کہتے ہیں ''ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ''، سوال گندم جواب ریسماں، یہ کمال صرف قادیانی نبوت کو حاصل ہے کہ وہ ہر معاملہ میں جوا اور سٹہ کھیلتی ہے اور اس نبوت کا دارومدار قمار بازی پر ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قادیانی مسئلہ پر علامہ اقبالؒ کے بیانات موجود ہیں۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا ابوالحسن علی ندوی اوران کے علاوہ کئی اکابر کی تحریریں موجود ہیں۔ان کا جواب کہاں ہے؟ کہ فرار و گریز کی نئی راہیں تیار کی جارہی ہیں۔

''الفضل'' نے اپنے اداریہ میں مولانا ابوالکلام آزاد سے ایڈیٹر ''چٹان'' کی ارادت کو ملحوظ رکھتے ہوئے مرحوم مولانا نور اللہ مرقدہٗ کو سخت قسم کی گالی دی ہے۔یہ صرف مدیر ''الفضل'' نے پاکستان کی سیاسی فضا سے فائدہ اٹھانا چاہا ہے، ورنہ وہ خود بھی سمجھتا ہے کہ مرزا غلام احمد کی تمام تحریریں مولانا ابوالکلام آزاد کے ایک آوارہ جملہ کی سی قدر و قیمت بھی نہیں رکھتی ہیں، اور ایک نہیں ہزاروں خانہ ساز نبی، مولانا ابوالکلام آزاد کی جوتی پر قربان کیے جاسکتے ہیں۔

(ہفت روزہ 'چٹان' 26اپریل1965ء)

قادیانیوں کو زرِ مبادلہ

''نوائے وقت (۵اگست ۱۹۶۵ء) صفحہ اول، پہلا کالم، پہلی خبر''

''راولپنڈی: ۴اگست (پ پ ا): مرکزی حکومت مختلف مذہبی گروہوں اور افراد کو افریقہ اور دوسرے ملکوں میں اپنے مذہبی نظریات کی تبلیغ کے لیے 1961ء سے اب تک سولہ لاکھ دو ہزار ایک سو چھیانوے روپے کے برابر زرمبادلہ دے چکی ہے۔ یہ بات پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ مسٹر محمد حنیف نے آج قومی اسمبلی میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بتائی۔ مسٹر حنیف نے بتایا کہ زرِمبادلہ کی اس رقم میں سے بیشتر حصہ احمدیہ مشنوں کو دیا گیا۔احمدیہ مشنوں کو 1150999 روپے کے برابر زرمبادلہ دیا گیا۔ پارلیمانی سیکرٹری نے ایوان کے سامنے سال وار زرِمبادلہ کی تخصیص کی تفصیل پیش کی۔کیپٹن احمد خان نے پرلیمانی سیکرٹری سے دریافت کیا کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ احمدیہ مشنوں کو زرمبادلہ کی کثیر رقوم کی منظوری ملنے کی وجہ یہ ہے کہ زرمبادلہ کی منظوری دینے والے افسر پر احمدیوں کا اثر ہے پارلیمانی سیکرٹری نے اس کے جواب میں کہا معزز رکن اپنے طور پر جو رائے قائم کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہم اس سوال اور اس کے جواب پر کوئی تبصرہ کرنا نہیں چاہتے لیکن مرکزی حکومت کے ارباب بستو کشاد سے ادب واحترام کے ساتھ یہ سوال کرنے میں ضرور حق بجانب ہیں کہ قادیانی فرقہ کے افراد کو یہ زرمبادلہ کس اسلام کی تبلیغ کے لیے دیا جارہا ہے۔ حکومت کو معلوم ہے کہ قادیانی جماعت مسلمان قوم کو اور ساری دنیائے اسلام کو خارج از اسلام سمجھتی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی امت کو حکومت برطانیہ کے استعماری اغراض کی خدمت گزاری کے لیے تیار کیا تھا اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اس فرقۂ ضالہ کے افراد نے ممالک غیر میں برطانوی حکومت کی جاسوسی کے فرائض انجام دیے ہیں اور اب بھی ہماری معلومات کے مطابق یہ فرقہ برطانوی ہمزادوں کے سیاسی ہم زلف کی خدمات خفی انجام دیتا ہے۔ افسوس ہے کہ ہم اپنی حکومت کے شہ دماغوں کو بوجوہ اس فرقہ کی خطرناک سرگرمیوں اور خطرناک مقصد سے آگاہ نہیں کر سکتے:۔

اولاً: ہماری ایوان بالا تک رسائی نہیں۔

ثانیاً: قصرِ حکومت ان لوگوں کے بالواسطہ اور بلاواسطہ گماشتوں کا قومی اثر ہے۔

ثالثاً: ان لوگوں کی ذہنی عیاریوں کا مقابلہ کرنا سہل نہیں۔

تاہم یہ کہنا عیب نہیں کہ قادیانی جماعت نے بیرون ممالک جو دفاتر تبلیغ کے نام پر قائم کر رکھے ہیں، وہ تبلیغی دفتر کم ہیں، سیاسی زیادہ۔ اور اس کو اصل فائدہ پہنچتا ہے کہ پاکستان اس کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ (ہفت روزہ چٹان ۹/اگست ۱۹۶۵ء)

اسرائیل میں احمدیہ مشن

☆عربوں کے قلب میں ناسور☆

میاں عبدالحق نے 2/جون کو نیشنل اسمبلی میں یہ سوال کیا کہ اس امر میں کہاں تک صداقت کہ اسرائیل میں کوئی احمدیہ مشن قائم ہے۔ جواب اثبات میں ہے تو اس مشن کے مالی وسائل کیا ہے؟

وزیر خارجہ نے تحریری جواب میں کہا کہ حکومت کو نام نہاد مملکت اسرائیل میں احمدیہ مشن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے قیام کا قطعاً علم نہیں۔ کسی شخص یا کسی گوشے نے ایسی کوئی اطلاع حکومت کو مہیا نہیں کی اگر اس کے متعلق ٹھوس معلومات حکومت کو مہیا کی جائے تو وہ خوش ہوگی۔

تعجب ہے کہ حکومت پاکستان کی وزارت خارجہ کو اسرائیل میں احمدیہ مشن کے وجود کا علم نہیں؟ کیا حکومت کی معلومات کے ذرائع ناقص ہیں یا اس نے جواب دینے میں مصلحت اختیار کی ہے۔ یا حکومت کے نزدیک قادیانی جماعت کا مشن اتنا غیر اہم ہے کہ وہ اس کی سرگرمیوں پر نگاہ رکھنا ضروری نہیں سمجھتی؟ حکومت بالخصوص وزرات خارجہ کی اطلاع کے لیے ہم، میرزا مبارک احمد کی تالیف 'ہمارے بیرونی مشن' کا سرورق اور ساتھ ہی صفحہ 79 کا انگریزی متن بہ عنوان اسرائیل مشن معہ ترجمہ اسی صفحہ پر تصویری عکس کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ اس شہادت کے بعد کسی دوسری شہادت کی ضرورت نہیں رہتی۔

زیر نظر کتاب 105 صفحات اور بہت سی تصویروں پر مشتمل ہے۔ پانچواں اڈیشن جو ہمارے پیش نظر ہے۔ نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا ہے۔ ناشر احمدیہ مسلم فارن مشن ربوہ، تعداد ہے پانچ ہزار۔ فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزائیوں کے تقریباً 31 مشن مختلف عالمی ممالک میں کام کر رہے ہیں۔ بالخصوص ان ملکوں میں جہاں انگریزوں کی عملداری رہی ہے یا مغربی طاقتوں کا ہاتھ کام کر رہا ہے۔ سوال یہ ہیں کہ:

(۱)۔ اسرائیل میں احمدیہ مشن کی اجازت کیسے ہوئی؟

(۲)۔ متن سے ظاہر ہے کہ یہ مشن ربوہ کے ہیڈ کوارٹر کی نگرانی میں ہے۔ ربوہ کو یہ حوصلہ کیونکر ہوا کہ جس ملک سے پاکستان کے سفارتی تعلقات نہیں ہیں اور وہ اس کے وجود کو تسلیم نہیں کرتا اس میں احمدیہ مشن قائم کرے۔

(۳)۔ یہ احمدیہ مشن کس غرض سے وہاں ہے؟ کیا ان یہودیوں میں تبلیغ اسلام مقصود ہے جو اسلام کا دل چیر کر عربوں کے قلب میں خنجر کی طرح ترازو ہوگئے ہیں؟ یا ان عرب مسلمانوں کو محمد عربیؐ سے منحرف کر کے غلام احمد کا متبع بنانا مطلوب ہے؟ جو بے قابو حالات کی بدولت اسرائیل میں رہ گئے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جادو

وہ

جو سر چڑھ بولے،

A TABSHIR BOOK

MIRZA MUBARAK AHMAD

OUR FOREIGN MISSIONS

Brief Account of the Ahmadiyya Work to push Islam in various parts of the World

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ISRAEL MISSION

The Ahmadiyya Mission in Israel is situated in Haifa, at Mount Karmal. We have a mosque there, a Mission House, a library, a book depot, and a school. The mission also brings out a monthly entitled *Al-Bushra* which is sent out to thirty different countries accessible through the medium of Arabic. Many works of the Promised Messiah have been translated into Arabic through this mission.

In many ways this Ahmadiyya Mission has been deeply affected by the Partition of what formerly was called Palestine. The small number of Muslims left in Israel derive a great deal of strength from the presence of our mission which never misses a chance of being of service to them. Some time ago, our missionary had an interview with the Mayor of Haifa, when during the discussion on many points, he offered to build for us a school at Kababeer, a village near Haifa, where we have a strong and well-established Ahmadiyya community of Palestinian Arabs. He also promised that he would come to see our missionary at Kababeer, which he did later accompanied by four notables from Haifa. He was duly received by members of the community, and by the students of our school, a meeting having been held to welcome the guests. Before his return he entered his impressions in the Visitors' Book.

Another small incident which would give readers some idea of the position our mission in Israel occupies, is that in 1956, when our missionary, Choudhry Muhammad Sharif, returned to the Headquarters of the Movement in Pakistan, the President of Israel sent word that he (missionary) should see him before embarking on the journey back. Choudhry Muhammad Sharif utilized the opportunity to present a copy of the German translation of the Holy Quran to the President, which he gladly accepted. This interview and what transpired at it was widely reported in the Israeli Press, and a brief account was also broadcast on the radio.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انگریزی متن کا ترجمہ

اسرائیل میں احمدیہ مشن 'حیفہ' کے 'ماونٹ کرمال' پر واقع ہے۔ ہماری وہاں مسجد ہے، ایک مشن ہاؤس، ایک لائبریری، ایک بک ڈپو اور ایک سکول بھی ہے۔ ہمارا مشن ''البشریٰ'' نامی بھی شائع کرتا ہے جو عربی بولنے والے تیس مختلف ملکوں میں بھیجا جاتا ہے۔ مسیح موعود کے بہت سے فرمودات کا عربی میں ترجمہ بھی اسی مشن کی وساطت سے ہوا ہے۔

احمدیہ مشن، سابق فلسطین کی تقسیم سے کئی طرح متاثر ہوا ہے۔ اسرائیل میں رہ گئے چند مسلمان ہمارے مشن سے خاصی تقویت حاصل کرتے ہیں، اور ہمارا مشن ان کی خدمت کا کوئی موقع بھی ضائع نہیں کرتا۔ کچھ عرصہ ہوا ہمارے مشنری نے 'حیفہ' کے میئر سے ملاقات کی جس کے دوران کئی ایک مسائل زیرِ بحث آئے۔ اور اس نے ہمیں 'حیفہ' کے قریب 'کبابیر' میں ایک سکول بنا کر دینے کی پیشکش کی، جہاں ہمارے فرقہ کے فلسطینی عرب خاصی تعداد میں رہتے ہیں۔ انہوں نے 'کبابیر' میں آ کر ہمارے مشنری سے ملاقات کا وعدہ بھی کیا اور بعد میں حیفہ کی چار قابل ذکر شخصیتوں کے ساتھ تشریف بھی لائے۔ ہمارے فرقے کے لوگوں اور سکول کے طلباء نے ان کا استقبال کیا اور مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے لیے ایک مجلس منعقد کی واپسی سے پہلے visitors book میں انہوں نے اپنے تاثرات کا اندراج بھی کیا۔

ایک اور معمولی واقعہ سے قارئین بخوبی اندازہ کر سکیں گے کہ ہمارے مشن کو اسرائیل میں کیا حیثیت حاصل ہے، وہ یہ کہ 1956ء میں جب ہمارے مشنری چوہدری محمد شریف تحریک احمدیہ کے ہیڈ کوارٹر واقع پاکستان واپس آنے لگے تو اسرائیل کے صدر نے انہیں پیغام بھیجا کہ وہ (چوہدری صاحب) واپس جانے سے پہلے انہیں (صدر) ضرور مل لیں۔ چوہدری صاحب نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا کہ صدر کو قرآن مجید کے جرمنی ترجمہ کی ایک جلد پیش کی۔ جو انہوں نے بخوشی قبول فرمالی۔ یہ ملاقات اور اس کے دوران جو کچھ ہوا وہ اسرائیل پریس میں وسیع پیمانے پر رپورٹ کیا گیا۔ اور اس کا مختصر تذکرہ ریڈیو سے بھی براڈ کاسٹ ہوا۔

(ہفت روزہ 'چٹان'، لاہور۔ 13 جون 1966ء)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قادیانیّۃ

ا.....مرزائیت کی تاریخ......سیاسی دینیات کی تاریخ ہے

آغا شورش کاشمیری نے ہندوستانی نبوت کی پاکستانی پناہ گاہ 'ربوہ' کے دامن اور شاہجہان فرمانروائے ہندوستان کے وزیراعظم سعد اللہ خان کے مولد، چنیوٹ میں ''سٹوڈنٹس اسلامک سالڈیرٹی آرگنائزیشن'' (مجلس طلباء اسلام پاکستان۔ پرویز) کے زیر اہتمام ایک اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے ڈھائی گھنٹہ ایک معلومات افروز تقریر میں جن خیالات کا اظہار کیا، وہ عنقریب ایک کتابچہ کی شکل میں شائع کیے جارہے ہیں۔ ذیل میں اس جامع تقریر کی ایک تلخیص پیش کی جارہی ہے۔ جس سے اقبال اور قادیانیت کے ان پہلوؤں کی نشاندہی ہوجاتی ہے۔ جس کی اساس پر آغا صاحب نے اپنے خیالات قادیانی امت کے تجزیہ و تحلیل کی صورت میں پیش کیے۔ یہ اجتماع ۲۹۔ اپریل ۱۹۶۷ء کی شام کو ہورہا تھا۔ لیکن بارش کی وجہ سے اگلے روز صبح ۹ بجے ملتوی کردیا گیا۔ اس اجتماع میں دینیات و اقبالیات اور سیاسیات و عمرانیات سے شغف رکھنے والے لوگ ہزاروں کی تعداد میں موجود تھے۔ تقریر کا یہ عالم تھا کہ لوگ شامیانوں سے باہر دھوپ کی تیزی میں بھی گوش برآواز ہوکر کھڑے رہے، اور آغا صاحب نے قادیانی جماعت کے بارے میں افکارِ اقبال کی روشنی میں جو نکات پیش کیے، اس پر شروع سے آخر تک سر دُھنتے رہے۔

جلسہ سے پہلے آغا صاحب نے شہریوں کی دعوت کے جواب میں ایک مختصر سی ادبی تقریر کی جس میں ان الفاظِ تہنیت پر اظہار کیا جو ان کے بارے میں سپاس نامہ میں استعمال کیے گئے تھے۔ شام کو آغا صاحب نے تنظیمِ طلباء کے دفتر میں پرچم کشائی کی۔ اس موقع پر ''جاگ اٹھا ہے سارا وطن'' کی دھنیں بجائی گئیں۔ طلباء نے گولے، چھوڑے نوجوانوں کے ایک زبردست ہجوم نے اخلاص وارادت کا اظہار کیا۔ آغا صاحب نے سپاس نامہ کے جواب میں فرمایا:

''ہمیں الفاظ کے استعمال میں محتاط رہنا چاہیے۔ اردو، درباروں میں پلی ہے اس لیے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کے مزاج میں ابھی تک عقیدت کی افسانوی بے بصری پائی جاتی ہے''۔

اصلاً یہ ایک قسم کا ذہنی انحطاط ہے۔ جب تک اردو میں سے عقیدت کے فالتو الفاظ اور درباروں میں کورنش بجالانے والے تصورات خارج نہیں کیے جائیں گے، ہمارے لسانی مزاج میں حفظِ نفس کی روح پیدا نہیں ہوگی۔ آغا صاحب نے کہا سپاسنامہ میں میرے متعلق جن پُرشکوہ اور جمال الفاظ میں اخلاص کا اظہار کیا گیا ہے میں ممنون ہوں لیکن واقعتہً میں ان الفاظ کا مستحق نہیں۔ میں ایک انسان ہوں بہ قول اقبال ؒ

خوش آ گئی ہے جہاں کو قلندری میری

اس میں شک نہیں کہ میں نے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مولانا ظفر علی خانؒ کی صحبت سے سالہا سال فیض اٹھایا اور فکرِ اقبالؒ کے علاوہ نظر ابوالکلامؒ سے ذہنی بالیدگی حاصل کی۔ آپ کے پہلو میں ظلی و بروزی نبوت کا کا خانہ چل رہا ہے۔ بہرحال میری خواہش یہی ہے کہ آپ الفاظ کے معاملہ میں احتیاط برتا کریں۔ بسا اوقات آج کے الفاظ کل کا روگ بن جاتے ہیں۔ ۳۰ /اپریل ۱۹۶۷ء چنیوٹ کے جلسہ عام میں آغا صاحب نے یومِ اقبالؒ کی تقریب میں قادیانیت اور اسلام کے موضوع پر جو نظریات اور تصورات پیش کیے ان کا خلاصہ یہ تھا۔

سب سے پہلے آپ نے منتظمین کی محبت کا شکریہ ادا کیا اور معذرت پیش کی کہ وہ چنیوٹ میں مسلسل دعوتوں کے باوجود نہ آ سکے۔ تو اس کی خاص وجہ کوئی نہ تھی۔ صرف مصروفیتوں کی بوقلمونی اور مشغولیتوں کی بے پناہی مانع رہی۔ پار سال حاضر ہونے کا ارادہ تھا۔ وعدہ بھی کرلیا تھا۔ لیکن جیل خانے سے دعوت آ گئی، اور وہاں جانا پڑا۔ اب فرصت پیدا کر کے آج کی اس تقریب میں شمولیت کی ہے۔ www.KitaboSunnat.com

تین اہم پہلو:

آغا صاحب نے کہا: موضوع ہے ''اقبال اور قادیانیت'' اس ضمن میں تین گذارشیں ہیں۔

اوّلاً...... میں جو کچھ عرض کروں گا پوری ذمہ داری سے عرض کروں گا۔ میری گذارش ہے کہ میرے ان خیالات کو میرے ہی الفاظ میں سی آئی ڈی کے ذمہ دار بھائی، کاملاً نوٹ فرمائیں اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان کو مغربی پاکستان کے گورنر اور ان کی وساطت سے صدر مملکت کی خدمت میں پہنچا دیں۔

ثانیاً ...... اگر ان میں سے کوئی سی چیز غلط ہو یا میں اس کا ثبوت نہ دے سکوں تو میں اس کے لیے تیار ہوں کہ مجھے ہمیشہ کے لیے قید کر دیا جائے۔ ورنہ قادیانی امت کے اعمال و افکار پر کڑی نگاہ رکھنے کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ ان کے نہاں خانۂ دماغ میں اپنے مسیح موعود اور مصلح موعود کی پیشگوئیوں کے باعث ایک ریاست کی خواہش مدۃ العمر سے مخفی چلی آتی ہے۔

ثالثاً ...... اگر قادیانی امت میں سے کوئی فاضل تیار ہو تو ان سے مباحثہ پر کسی بھی اجتماع میں گفتگو کرنے کے لیے تیار ہوں جو نکات کہ اس تقریر میں پیش کر رہا ہوں۔ فیصلہ سامعین کر لیں، کوئی سا منصف تسلیم کر لیا جائے یا پھر خود ان کا ضمیر اس امر کی توثیق و تردید کرے کہ جن حوالوں سے میں خطاب کرر ہا ہوں وہ غلط ہیں یا صحیح؟ نتائج کے اعتبار سے آیا ان کے معنی وہی ہیں جو میرے ذہن میں آئے ہیں یا اس سے مختلف تعبیر و تاویل بھی ہو سکتی ہے۔ قول کی تائید یا تردید ہمیشہ عمل کرتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

بحث ہی غلط ہے:

آغا صاحب نے فرمایا: یہ بحث ہی غلط ہے کہ مرزا قادیانی نبی تھے کہ نہیں؟ جو لوگ مرزا قادیانی کی نبوت کا مفروضہ قائم کر کے نبوت کے مفہوم و مقصد پر بحث کرتے اور مناظرہ رچاتے ہیں۔ میرا خیال ہے وہ غلطی پر ہیں۔ سرور کائنات ﷺ کے مقابلہ میں پہلے کسی آدمی کو کھڑا کرنا پھر اس کی تغلیط کرنا ایک ایسا فعل ہے جس سے سوءِ ادب کا پہلو نکلتا ہے۔ رہا ظلی و بروزی کا سوال تو قرآن و حدیث میں کہیں اس اصطلاح یا اس سے ہم معنی لفظ کا تصور تو ایک طرف رہا، قیاس تک نہیں ملتا۔ نہ عربی لغت میں اس غرض سے کوئی لفظ ہے اور نہ قرنِ اوّل کے دین اور ادب میں اس کا وجود یا اس کی پرچھائیں کا نشان ملتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں، مرزائیوں سے خاتم النبیین کے لغوی، اصطلاحی یا قرآنی مفہوم پر بحث کرنا بھی بنیادی طور پر غلط ہے۔ مذہب کی بنیادی خوبی یہی ہوتی ہے کہ وہ عقائد و اعمال کی جو دنیا پیش کرتا ہے اس میں ابہام و اہمال وغیرہ کا گزر تک نہیں ہوتا۔ وہ ہر بات کھل کے کہتا ہے اور اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی دعوت وتذکیر واشگاف الفاظ میں ہوتی ہے۔ اگر ظلی و بروزی کسی نبی کے لیے اسلام میں کوئی نظریہ ہوتا یا اللہ کی رضا یہی ہوتی تو قرآن بول اٹھتا۔ احادیث نبوی میں بات آ جاتی۔ جس پیغمبر (فداہ امی وابی) نے زندگی کی ہر ضرورت واحکام وقواعد مرتب کر دیئے ہوں اور امت کے پورے نظم ونسق کی بنیادیں حشر تک استوار کردی ہوں۔ کیا وہ نبی ہم سے یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ میری تعلیم کے احیاء کے لیے وقتاً فوقتاً ظلی یا بروزی قسم کے نبی آتے رہیں گے۔ ظاہر ہے کہ قرآن وحدیث میں ایسا کوئی اشارہ یا کنایہ بھی موجود نہیں؟ رہ گیا خاتم النبیین کے معانی کا تصور، تو اس پر اجماع امت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ قطعی ہے۔ صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، محدثینؒ، فقہاء، علماء اور صلحاء سب کے سب حضورؐ کی ختم المرسلینی پر ایمان رکھتے تھے اور ان کے بعد کسی طرز کے نبی کی آمد کے قائل نہ تھے۔ نہ انہوں نے کبھی اس باب میں کوئی خفی سے خفی کلمہ کہا یا اشارہ کیا۔ یہ تو ہوتا رہا کہ نبوت کے مدعیوں کو سزا ملتی رہی اور وہ مارے گئے۔ لیکن یہ کبھی نہ ہوا کہ ان کے لیے کسی حلقہ سے کوئی تائید کی آواز اٹھی؟ یا کوئی حدیث سامنے آئی؟ یا قرآن کی کسی آیت کو تاویل کا بازیچہ بنایا گیا۔ کسی نے کبھی اس کے جواز پر سوچا تک نہیں اور نہ ان مصنوعی نبیوں کی اولاد نے خلافت کا سوانگ رچایا۔ یہ تنہا مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات ہے کہ برطانوی عہد میں ان کی نبوت قائم ہوئی، پروان چڑھی، اس کو آب ودانہ مہیا کیا گیا، حتیٰ کہ ایک باقاعدہ جماعت بن کر خلافت ہوگئی۔ اور اب اس کے دماغ میں ایک سلطنت قائم کرنے کا خواب نقش ہو چکا ہے۔

اصل بنیاد

۱۔ ...... مرزائیت کی اصل بنیاد دین نہیں، سیاست ہے۔ اس کا مطالعہ دینی اعتبار سے نہیں بلکہ سیاسی اعتبار سے کرنا چاہئے۔ ان سے مذہبی بحث چھیڑنا ہی غلط ہے۔ ان کا نفسیاتی تجزیہ کرنا چاہئے۔ جیسا کہ علامہ اقبالؒ کا خیال تھا۔

۲۔ ...... اگر ہم سلطان ٹیپو کی شہادت ۱۷۹۹ء سے لے کر بہادر شاہ ظفر کی گرفتاری ۱۸۵۷ء تک احوال و وقائع پر نظر رکھیں تو ہمیں مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت اور ان کے جانشینوں کی خلافت کے احوال وظروف کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس کی نیو رکھنے میں بالواسطہ اور بلا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

واسطہ کون سے عوامل ومحرکات کا ہاتھ شامل رہا ہے۔

۳۔ انگریزوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کے ہاتھ سے سلطنت لے کر محسوس کیا۔ جیسا کہ سر ولیم میور لیفٹیننٹ گورنر یوپی نے کہا تھا کہ: ''برطانوی عملداری کی راہ میں دو رکاوٹیں ہیں:

ایک محمدؐ کی تلوار۔

دوسرا محمدؐ کا قرآن۔

محمدؐ کی تلوار کو تنسیخ جہاد کے نظریہ سے توڑنا چاہا۔ بعض مذہبی فرقے اور ان کے فتاویٰ ممد ہوئے۔ لیکن انگریزوں کو مسلمانوں کی اجتماعی نفسیات سے اندازہ ہوا کہ مسلمان بہ الفاظ اقبالؒ ایک ہی چیز سے متاثر ہوتے ہیں، اور وہ ربانی سند ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ فرض بکمال انجام دیا۔ جہاد منسوخ کیا۔ گویا اس طرح محمدؐ کی تلوار کے لیے نیام بننا چاہا۔ خود کو محمدؐ کی مثل (خاکم بدہن) کہا اور طرح قرآن سے جہاد کی آیات ساقط کرنی چاہیں۔ نتیجتاً، سرحد سے ملحق پنجاب کے قلب میں بیٹھ کر برطانوی شہنشاہیت کی غلامی کے لیے الہامی بنیاد قائم کی۔ فی الجملہ مرزائیت سیاسی دینیات کا درجہ رکھتی ہے۔

۴۔ ...... مرزا قادیانی نے یہی نہیں کیا بلکہ اس عمارت کی نیو اٹھانے کے لیے انہوں نے مسلمانوں کی ذہنی زمین کو ہموار کرنا چاہا۔ آب و ہوا کا رخ بدلا۔ غرض وہ مسلمان جو سلطان ٹیپو کے جہاد میں شعلۂ جوالہ ثابت ہوئے تھے۔ جنہوں نے سراج الدولہ کے وجود میں تلوار کی آبرو رکھی تھی جو بہادر شاہ ظفر کے عہد میں جنگ آزادی کا مواد لے کر اٹھے تھے۔ ان کی باقیات، سید احمد شہیدؒ کی تحریک اور اس کی برگ و بار جنگ کے نتائج واثرات، انبالہ، پٹنہ، راج محل، مالوہ اور پٹنہ میں علماء کے پانچ مقدمات، علماء کا شوق جہاد و شہادت، سرحدی علاقے میں جہاد و غزا کی فراوانی، ان تمام واقعات نے مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود کو برطانوی مصالح و مقاصد کی خاک سے اٹھایا اور وہ مسلمانوں کے مزاج کا رخ بدلنے میں منہمک ہو گئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مرزا غلام احمد قادیانی کی خصوصیات

انہوں نے مسلمانوں کو فضول مذہبی مباحث میں الجھا دیا۔ مثلاً:

الف...... برطانوی فاتحوں سے ہٹا کر برطانوی پادریوں سے الجھا دیا۔ جس سے تلوار کی جگہ زبان نے لے لی اور جہاد کی امنگ سرد پڑ گئی۔ ذہنی زاویے بدل گئے۔

ب...... آریہ سماجیوں سے اس طرز کے مناظروں کی نیو رکھی کہ دشنام کے جواب میں دشنام کا جھگڑا اٹھا، اور مرزا قادیانی کے جواب میں ستیارتھ پرکاش کے اس باب کا اضافہ ہوا۔ جس میں قرآن و رسالت پر سب و شتم کیا گیا۔

ج...... خلافت کے تصور پر بحثیں ہونے لگیں کہ یہ ایک مذہبی ادارے کو سٹلزم ہے یا کسی اسلامی ریاست کا فرمانروا، ان مسلمانوں کا بھی خلیفہ ہو سکتا ہے جو اس کی فرمانروائی کے علاقہ میں آباد نہ ہوں، حکومت غیر مسلموں کے ہاتھ میں ہو اور وہ اس کی رعایا ہوں۔

د...... ہندوستان دار الحرب ہے یا دار السلام

ہ...... اولی الامر منکم کی شرحیں

ی...... احادیث میں مہدی کے ورود کی پیش گوئی کا مطلوب اور نوعیت۔

اس فضاء کے پیدا ہوتے ہی انگریزوں کو استحکام سلطنت کا موقع مل گیا۔ مسلمانوں کے فکر و عمل کا میدان بدل گیا۔ اور یہ ایک ایسی خدمت تھی جس کے نتائج و اثرات ایک پراسرار و حیرت انگیز تاریخی دستاویز کا درجہ رکھتے ہیں۔ جس سے برطانوی عہد میں مسلمانوں کی ذہنی ویرانی اور قومی بربادی کا پورا نقشہ معلوم ہو سکتا ہے۔

ارشاد اقبالؒ

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی سیاسی وحدت کو اس وقت نقصان پہنچتا ہے جب مسلمان سلطنتیں آپس میں ایک دوسرے سے لڑتی ہیں اور مذہبی وحدت اس وقت ٹوٹتی ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب خود مسلمانوں میں سے کوئی جماعت ارکان و اوضاعِ شریعت سے بغاوت کرتی ہے۔ مرزا قادیانی کا یہی جرم خطرناک ہے کہ انہوں مسلمانوں کی مذہبی وحدت کو شکست کیا۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ جب سیاسی وحدیت منتشر ہو تو مذہبی وحدت ہی ملت کے وجود کو باقی رکھتی ہے۔ اب اگر مسلمانوں کا کوئی طبقہ یہ کہتا ہے کہ دینی وحدت کے باغیوں سے رواداری برتی جائے اور صرف اس حیثیت سے کہ وہ اقلیت میں ہیں، انہیں اجازت دی جائے کہ وہ ایک دینی وحدت کی ہر مقدس اینٹ کو اکھاڑتے چلے جائیں تو وہ طبقہ اقبالؒ ہی کے الفاظ میں دینی حسیات سے نہ صرف عاری ہے بلکہ پست فطرت بھی ہے۔ کیونکہ اس کو اس امر کا احساس نہیں کہ اس صورتحال میں الحاد، غداری اور رواداری خودکشی کا درجہ رکھتی ہے۔ علامہ اقبالؒ کے نزدیک ایک یورپی دانشور کے الفاظ میں رواداری مختلف المعنیٰ احساس و تاثر رکھتی ہے۔ مثلاً فلسفی کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر صحیح ہیں۔ مؤرخ کے نزدیک غلط، مدبر کے نزدیک مفید، ہر نوعی فکر و عمل کے انسان کے نزدیک کہ وہ ہر فکر و عمل سے خالی ہوتا ہے۔ اس رواداری کی ہر شکل گوارا ہے۔ اسی طرح ایک کمزور آدمی کی رواداری ہے، جو اپنے محبوب اشیاء اور بنیادی عقائد کی ذلت و رسوائی چپ چاپ سہے جاتا ہے۔

مرزائیوں کا وظیفہ حیات

اپنے معرض وجود میں آنے سے لے کر اب تک مرزائیوں نے بتدریج جو نقشہ قائم کیا ہے وہ یہ ہے کہ:

الف مسلمانوں کے تعلیم یافتہ طبقے (بالخصوص وہ لوگ جو انگریزی تعلیم یافتہ ہیں اور بوجوہ دین میں اخلاص نہیں رکھتے یا اس کو انسان کا ذاتی فعل سمجھتے ہیں) کو اس غلط دین پر لا کھڑا کیا کہ قادیانی بھی گویا مسلمانوں کے فرقوں ہی میں ایک فرقہ ہیں اور ان کی مخالفت بھی ملاازم ہی کے برگ و بار میں سے ہے۔

ب...... مرزائی من حیث الجماعت مسلمانوں کا ہر دینی و معاشرتی میدان میں مقاطعہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرتے اور انہیں کافر تک سمجھتے ہیں۔ مثلاً مسلمانوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے۔ ان کے جنازوں میں شریک نہیں ہوتے۔ جیسا کہ چوہدری ظفر اللہ خان نے انکوائری کمیشن کے روبرو قائداعظم کا جنازہ نہ پڑھنے کا اعتراف کیا۔ لیکن سیاسی طور پر مسلمانوں سے الگ نہیں ہوتے۔ صرف اس لیے کہ اس طرح سیاسی فوائد حاصل کرنے اور ملکی اقتدار حاصل کرنے کے مدۃ العمر سے آرزومند ہیں۔

پاکستان کے بعد:

پاکستان بن جانے سے پہلے جب تک برصغیر آزاد نہیں ہوا۔ اس کا اجتماعی وظیفہ انگریزوں کی تائید و اعانت کرتا رہا۔ پھر جب قومی تحریکیں مضبوط و مستحکم ہوگئیں تو یہ سیاسی پینترے بدلتے رہے۔ لیکن اپنی اس حیثیت کو لمحہ بھر کے لیے بھی ترک نہ کیا کہ ان کا وجود برطانوی حکومت کے آلہ کار کا ہے۔ ایک مرحلہ میں انہوں نے لاہور ریلوے اسٹیشن پر پنڈت جواہر لال نہرو کا بھی استقبال کیا۔ مقصود بہ قولِ اقبالؒ یہ تھا کہ بشیر الدین محمود اس انداز میں حکومت کے ہاں پنڈت داخل کر رہا تھا۔ میں ناراض ہوں، مجھے راضی کرو۔ اسی زمانہ میں ایک ہندو کانگرسی نے اس مطلب کا مضمون لکھا کہ قادیانی جماعت عام مسلمانوں کی بہ نسبت ہندوستان کی زیادہ وفادار ہے کہ وہ پیغمبر عرب کی بجائے ایک ہندوستانی پیغمبر کی پیروکار ہے۔ غرض ان احوال و افکار اور واقعات و حالات نے مرزا بشیر الدین محمود میں برطانوی حکومت کی گرتی ہوئی دیوار کے ملبہ سے اپنے سیاسی اقتدار کا قصر اٹھانے کی خواہش پیدا کی۔ مرزا غلام احمد نے ایک امت تیار کی۔ مرزا بشیر الدین محمود نے جو خلیفہ سے زیادہ، شاطر تھے اس امت میں عصبیت پیدا کر کے حصول کا ایک طویل منصوبہ تیار کیا۔

ہوا کیا؟

غور کیجئے کہ قادیانی جماعت جس نے کبھی تحریکِ استخلاصِ وطن کا ساتھ نہیں دیا۔ خلافتِ عثمانیہ کی تاراجی پر چراغاں کیا اور انگریزی حکومت کی اطاعت و جاسوسی اپنا جزوِ ایمان سمجھا۔ ایکا ایکی اور اپنی زندگی میں پہلی دفعہ ۱۹۳۱ء میں کشمیری مسلمانوں کی آزادی کی علمبردار ہو گئی۔ برٹش میوزیم سے کبھی اس زمانہ کی سیاسی دستاویز ہاتھ آئیں تو یہ عقدہ کھلے گا کہ مرزا بشیر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الدین محمود نے کن اغراض و مقاصد کے تحت یہ قدم اٹھایا تھا؟ ان کی پشت پر کون تھا اور یہ سارا ناٹک کس لیے رچایا گیا؟ کشمیر کی سرحد پر روس کی نگاہیں کیا دیکھ رہی تھیں اور مسلمانوں کا ذہن کس طرف جا رہا تھا؟ مرزا بشیر الدین محمود کس مخفی اشارے پر مہرہ بن کے آئے تھے؟ یہ ساری کہانی ایک طاقتور قلم کے انکشاف کی منتظر ہے۔

مرزا قادیانی کی زبانی:

'تاریخ احمدیت' جلد ششم، مؤلفہ دوست محمد شاہد، ص ۴۴۵ اور ۶۷۹ پر بروایت مرزا بشیر الدین محمود مرقوم ہے کہ جماعت احمدی کو کشمیر سے دلچسپی کیوں ہے۔

اولاً...... کشمیر اس لیے پیارا ہے کہ وہاں تقریباً اسی ہزار احمدی ہیں۔

ثانیاً...... وہاں مسیح اوّل دفن ہیں اور مسیح ثانی (مرزا غلام احمد قادیانی ناقل) کی بڑی بھاری جماعت اس میں موجود ہے۔

ثالثاً...... جس ملک میں دو مسیحوں کا دخل ہے وہ بہر حال مسلمانوں کا ہے اور مرزا قادیانی کے نزدیک مسلمان ان کے پیروکار ہیں۔ (ص ۶۷۹)

رابعاً...... نواب امام الدین جنہیں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے گورنر بنا کر کشمیر بھجوایا تھا وہ اپنے ساتھ بطور مددگاران کے دادا (مرزا بشیر الدین محمود کے الفاظ میں) یعنی مرزا غلام مرتضی کو بہ اجازت مہاراجہ رنجیت سنگھ ساتھ لے گئے تھے۔

خامساً...... ان کے استاد جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ اور ان کے خسر حضرت مولوی حکیم نور الدین کشمیر میں بطور شاہی حکیم کے ملازم رہے تھے۔ (ص ۴۳۵)

جادو وہ جو سر چڑھ بولے:

چنانچہ مرزا بشیر الدین نے ۲۸ دسمبر ۱۹۵۶ء کے سالانہ جلسہ میں بروایت تاریخ احمدیت خدائی تصرف و القا کے تحت عظیم الشان آسمانی انکشاف کرتے ہوئے فرمایا: "مایوس نہ ہو اور خدا پر توکل کرو۔ اللہ تعالیٰ کچھ عرصہ کے اندر ایسے سامان پیدا کر دے گا۔ آخر دیکھو، یہودیوں نے تیرہ سو سال انتظار کیا اور پھر فلسطین آ گئے۔ مگر آپ لوگوں کو تیرہ سو سال انتظار نہیں کرنا پڑے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گا۔ ممکن ہے تیرہ بھی نہ کرنا پڑے۔ ممکن ہے کہ دس بھی نہ کرنا پڑے اور اللہ تعالیٰ اپنی برکتوں کے نمونے دکھائے گا۔" (ص ۶۷۸، ماخوذ از: 'الفضل'، مورخہ ۱۵/مارچ ۱۹۵۷ء)

آغا صاحب نے نہایت شرح وبسط سے اس کا تجزیہ کیا کہ قادیانی خلیفہ اس طرح گویا ریاست اسرائیل کے قیام کو انعام خداوندی سے تعبیر کرتا ہے اور اپنے پیروکاروں کو ان سے نسبت پیدا کر کے امیدِ خوش دلاتا ہے۔ آغا صاحب نے علامہ اقبالؒ کی اس دور اندیشی کا بھی ذکر کیا کہ آج سے تیس برس پہلے انہوں نے فرمایا تھا کہ: "احمدیت، یہودیت سے قریب تر ہے۔"

آغا صاحب نے اس ضمن میں مرزائیوں کے مختلف الہاموں اور بشارتوں کا تفصیلی جائزہ لیا اور اس ضمن میں بتایا کہ 'تاریخ احمدیت' کی اسی جلد کے ص ۳۹۵ پر خلیفہ اوّل کا انکشاف درج ہے کہ ریاست کشمیر اور ہمالیہ کے دامن میں آباد مسلم آبادی کا اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ کوہ ہمالیہ سے شروع کرتے ہوئے بلوچستان اور ڈیرہ غازیخان کے سب پہاڑی سلسلے گئے۔

آغا صاحبؒ نے اس حوالہ کے ساتھ اس امر کی وضاحت کی کہ کشمیر میں مسیح "ربوہ کا انتخاب"، بلوچستان میں اراضی کی وسیع خریداری اور بشیر الدین محمود کے اس ضمن میں ایک اسٹیٹ قائم کرنے سے متعلق خطبات کو باہم دگر ملا کر پڑھیں اور سوچیں تو بہت سی پہیلیاں خود بخود کھلتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔

ہمارے اُمراء وفضلاء:

آغا صاحب نے افسوس ظاہر کیا کہ جس "نبوت" کو اقبالؒ نے سٹہ بازی سے تعبیر کیا تھا۔ ہمارے امراء وفضلاء اس کے نتائج وعواقب پر غور نہیں کرتے۔ بلکہ بلاوجہ اس کی معاونت کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس "نبوت" کی بدولت نہ صرف آخرت کی متاع ضائع ہو رہی ہے بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی ذہنی وحدت میں پاکستان اس لحاظ سے مشتبہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا انحصار احمدیت کی سیاسی پخت وپز کے نتائج پر ہے۔

آغا صاحب نے اس ضمن میں ایک خاص پر زور دیا کہ عرب دنیا کو قادیانیت کا پورا پتہ چل جائے تو پاکستان کی دینی آبرو کو گزند پہنچے گا اور اگر احمدیت سیاسی اقتدار حاصل کر لے تو عرب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ سوچنے میں حق بجانب ہوں گے کہ اس نبوت، اس امت اور ان کی وساطت سے اس مملکت کو اسلام سے کیا نسبت ہے؟ جن عربوں نے عجمی فقہا کو تسلیم نہیں کیا وہ ایک ہندوستانی یا پاکستانی نبی پر کیسے راضی ہو سکتے ہیں۔ جس سے اسلام کے تصورِ سیاست اور اسلام کے تصورِ وحدت کا پورا کار خانہ درہم برہم ہو جاتا ہے۔

آغا صاحب نے کہا کہ قادیانی غیر عرب مسلمان ریاستوں کے مابین اپنے وجود سے ایک دوسری اسرائیلی ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لیے انہوں نے حکومت کی اہم کلیدی اسامیوں پر قبضہ کر رکھا ہے۔ ملک کی صنعتی ترقی پر اپنے تناسب سے بڑھ کر قابض ہیں۔ اکثر مالیاتی اداروں پر ان کا تصرف ہے اور ان شعبوں میں کثرت سے داخل ہو چکے اور ہو رہے ہیں، جن کے ہاتھ میں ملک کی حفاظت اور مدافعت ہوتی ہے۔

صدر ایوب سے گزارش.

آغا صاحب نے فرمایا: میں صدر مملکت سے گذارش کرتا ہوں کہ اس جماعت کی کڑی نگرانی رکھیں اور اس امر کی تحقیق کرائیں کہ:

۱)۔۔۔کیا مرزائی اپنی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں؟

۲)۔۔۔کیا یہ دوسرا اسرائیل اپنے وجود سے قائم کرنے کے متمنی ہیں؟

۳)۔۔۔ان کا علاقہ مغرب کی استعماری طاقتوں کے ساتھ تو نہیں؟ ان کے مشن مختلف ملکوں میں تبلیغ کرتے ہیں یا کچھ اور فرائض و احکام بجالاتے ہیں؟

۴)۔۔۔ان صراحتوں اور وضاحتوں کی موجودگی میں کیا یہ بات غور طلب نہیں کہ کشمیر سے ان کی دلچسپی اپنی ریاست قائم کرنے کے مفروضہ پر ہے؟

۵)۔۔۔جنرل گریسی نے کشمیر کے جہاد میں:

اولاً: پس و پیش کیا۔

ثانیاً: قائداعظمؒ کے احکام سے اختلاف کیا۔

ثالثاً: لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو مطلع کیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیکن تعجب ہے کہ کمانڈر انچیف افواج پاکستان کی حیثیت میں قادیانیوں کی فرقان بٹالین کو خوشنودی اور سپاس کا خط لکھا۔ یہ خط اس 'تاریخ احمدیت' کے ص ۶۷۴ پر درج ہے۔ کیا پاکستان میں مسلمانوں کی کسی بھی دوسری جماعت کی رضا کارانہ تنظیم کو آج تک یہ خصوصیت حاصل ہوئی ہے؟

۶)۔۔۔کیا یہ صحیح ہے کہ جولائی اگست ۱۹۶۵ء میں قادیانی جماعت کی طرف سے اس مفہوم کا پمفلٹ تقسیم کیا گیا۔ کہ مسیح موعود کے پیروکار ہی کشمیر فتح کریں گے۔ یہ ان کے الہام اور مرزا بشیر الدین محمود کی پیش گوئی کو سچا کرنے کی ایک جسارت تھی؟

۷)۔۔۔کیا شاستری کی موت بھی مرزا غلام احمد کے الہامات کا حصہ قرار دی گئی اور اس ضمن میں پمفلٹ شائع کیا گیا۔ اس پمفلٹ کو خود میں نے دیکھا اور پڑھا ہے۔

۸)۔۔۔کیا یہ صحیح ہے کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے اپنی پیش گوئیوں کی اصل پر ڈاکٹر جاوید اقبال کی معرفت بیرون پاکستان سے ایک پیغام بھیجا تھا۔

آغا صاحب نے ان اشارات کو بیان کرتے ہوئے اعلان کیا کہ وہ جن لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں ان کی طرف سے پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ کبھی کچھ ہوسکتا ہے۔ لیکن مرزائی اپنی حکومت کسی علاقے پر قائم نہیں کر سکتے اور نہ ہم ان کی عیاریوں کو پنپنے کا موقع دے سکتے ہیں۔ البتہ صدر مملکت سے یہ التماس ضرور ہے کہ وہ اس فرقۂ ضالہ کے سیاسی ہتھکنڈوں سے باخبر رہیں۔ جس جماعت کے پیروکار محمد عربی ﷺ کے مقابلہ میں ایک فرضی نبوت کے داعی ہو سکتے ہیں، اور انہیں مسلمانوں کی قومی وحدت یا دینی عمارت کو نقب لگاتے ہوئے عار محسوس نہیں ہوتی، وہ ان شواہد و نظائر کی موجودگی میں حکومتِ پاکستان اور صدر مملکت کے کب اور کہاں وفادار رہ سکتے ہیں؟ ان کا موجودہ شعار صدر مملکت جمہور المسلمین سے برگشتہ اور ان کے فعال عنصر کے خلاف تہمتیں جڑ کے مخبریاں کرنا ہے۔ انہیں جو تحفظات اس وقت حاصل ہیں وہ ایک ایسا حصار ہے جس میں وہ محفوظ ہیں۔ لیکن مسلمانوں پر ترکش کے زہر میں بجھے ہوئے تیر چھوڑتے رہتے ہیں۔ تاکہ کسی دن منزلِ مقصود تک پہنچ سکیں۔

(ہفت روزہ 'چٹان' لاہور۔ مورخہ ۸ رمئی ۱۹۶۷ء)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سالک اور ابنِ سالک

سیاسی اختلاف کے باوجود مولانا عبدالمجید سالک سے ہمارے تعلقات نہ صرف مخلصانہ تھے بلکہ نیاز مندی کا رشتہ ان کی وفات تک قائم رہا۔ اب وہ اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں لیکن ہمارا دل ان کی محبت اور اخلاص سے معمور ہے۔ اس کا بین ثبوت ایڈیٹر چٹان کی زیر طبع کتاب ''نورتن'' ہے جس میں لاہور کے نوصحافیوں کے سوانح وافکار کا جائزہ لیا گیا ہے۔ پہلا خاکہ سالک صاحب کے متعلق ہے۔ اتنی خوبصورت تصویر کسی اور اہل قلم نے اب تک پیش نہیں کی ہے۔

افسوس یہ ہے کہ ان جامع صفات سالک کے فرزند ارجمند جناب عبدالسلام خورشید یا تو اپنی کسی بیماری کے باعث اچھال چھکا واقع ہوئے ہیں، یا پھر ان کی فطرت ہی کچھ ایسی ڈھلی ہوئی ہے کہ قلم سے شوشے چھوڑنا ان کی طبیعت کا جزو لاینفک ہو چکا ہے۔ معلوم ہوتا ہے انھوں نے قسم کھالی ہے کہ ہر وہ شخص جو ان کے والد مرحوم کا دوست تھا یا جن سے ان کے والد مرحوم کے نیازمندانہ تعلقات تھے، یا جن اکابر کو سالک مرحوم اپنا والد سمجھتے تھے، خورشید صاحب ان کے معاملہ میں کوئی نہ کوئی بات اپنے قلم سے ایسی ضرور نکالیں گے جو مخفی زہر رکھتی ہو۔ ان کے قلم سے مولانا ظفر علی خاںؒ بچے نہ مولانا ابوالکلامؒ، نہ حمید نظامی حتیٰ کہ اب علامہ اقبالؒ کی تربت پر بھی ''پھول'' بکھیر رہے ہیں۔

حمید نظامی کے متعلق جو کچھ لکھا وہ ان کی نیش زنی کا نمونہ تھا۔ علامہ اقبالؒ پر توجہ پر فرمائی تو ان کی سیرت پر رنگ رلیوں کا غلاف چڑھا دیا۔ نوائے وقت نے اس کا نوٹس لیا۔ معاملہ معمولی تھا۔ خورشید صاحب اپنے جی میں عہد کر لیتے کہ آئندہ قلم کو احتیاط سکھائیں گے مگر انہوں نے لاہور کے ایک ہفتہ وار کا دامن تھاما ہے۔ اس ہفتہ وار کے قادیانی مدیر نے اس مضمون کو غنیمت سمجھا اور قادیانیت کے متعلق اقبالؒ کے محاسبہ کا انتقام بزعم خویش اس مضمون کی مکرر اشاعت کے ساتھ اپنے اس نوٹ سے لیا ہے۔ یہ نوٹ ملاحظہ فرمائیے:

''ہماری شروع سے یہ رائے رہی ہے کہ جذباتیت پرست علامہ اقبالؒ کو ایک عظیم ملت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پرست شاعر کے علاوہ کچھ اور بنانے یا ثابت کرنے کی فکر میں ہیں۔ وہ تاریخ ہی سے نہیں خود علامہ موصوف سے بھی دشمنی فرما رہے ہیں کہ اپنے نقطۂ عروج کو پہنچ کر جب ان کا یہ مفروضہ حقائق کی کسوٹی پر باون تولے پورا نہ اترے گا، قلب و ذہن علامہ کے اصل اوصاف و خصائل کے بارے میں بھی شک میں پڑ جائیں گے۔ اس حقیقت سے انکار کب ممکن ہے کہ علامہ کی زندگی کا بڑا حصہ بڑا رنگین گزرا، اور ایک عمر تک گانا سننا، ستار بجانا اور پینا پلانا آپ کے شب و روز کے معلومات کا ایک حصہ رہے۔''

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید نے تو اپنے اس مقالہ میں (جو پچھلے دنوں روزنامہ 'مشرق' میں شائع ہوا اور جس پر انہی جذباتیت پرستوں نے ایک حد تک لے دے بھی کی) صرف یہ لکھا ہے کہ:

''مرحوم کی زندگی کے اواخر میں ایک ایسا موڑ آیا، جس کے بعد انہوں نے کسی عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور ساری رنگ رلیاں ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیں۔''

اس پر لے دے کا مطلب؟ اور حاصل؟ یہ یقیناً اس غیر مؤثر لے دے ہی کا ردعمل ہے کہ ہم اس حقیقت آفریں مقالہ کو روزنامہ ''مشرق'' کے شکریے کے ساتھ ''لاہور'' کی اشاعت (زیر مطالعہ) میں شامل کر رہے ہیں۔ (ایڈیٹر ''لاہور''۔ 15 مئی)

خط کشیدہ الفاظ کو دوبارہ پڑھ لیجیے۔ مدیر ہفتہ وار کی خدمت میں تو یہ التماس ہے کہ اقبالؒ کو کوئی شخص بھی یہاں کچھ اور بنانے یا ثابت کرنے کی فکر میں نہیں۔ نہ وہ ظلی و بروزی نبی تھے نہ کوئی انھیں پیغمبر بنانے کی فکر میں ہے۔ ان سے مسلمانوں کا ایک ہی سبب ہے کہ وہ سرورِ کائناتؐ کے حلقہ بگوش تھے۔ جن لوگوں نے نبوت کا سرقہ کرنا چاہا، اقبالؒ نے ان کا سختی سے محاسبہ کیا۔ آپ اگر اقبالؒ کے دامن میں الزامات کی یہ خاک ڈالیں اور عیب بینی کا شوق آپ کو یہاں تک پہنچا دے تو عقیدتاً آپ کو اس کا حق پہنچتا ہے کیونکہ علامہ اقبالؒ قادیانیت کے اس دور میں سب سے بڑے محاسب تھے۔ انھوں نے ''احمدیت'' کو خاک نامرادی میں سلا کر دم لیا۔ لیکن خورشید صاحب کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس انداز میں ژاژ خائی کریں۔ سیرت نگاری کا یہ انداز یورپ کی نقالی ضرور ہے لیکن بھونڈی نقالی۔ ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ خورشید صاحب اپنی فطرت کو روک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں سکتے تو اپنے والد محترم مولانا عبدالمجید سالک صاحب کے گوروکفن پر رحم کریں۔

کیا انھیں معلوم نہیں کہ ان کے اس مضمون نے اقبالئین کو نعل در آتش کر رکھا ہے۔ مرکز یہ مجلس اقبالؒ کی مجلس عاملہ میں اس غصہ کو رد کنے کا باعث ہم ہوئے ہیں۔ خورشید صاحب شاید اس سے بے خبر ہیں کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں، اس کو جواب ملا تو ان کے لیے قلم کی سرزمین میں ٹھہرنا مشکل ہو جائے گا۔ (ہفت روزہ چٹان ۔۲۲ مئی ۱۹۶۷ء)

اقبالؒ کے بگلا بھگت

علامہ اقبالؒ نے عمر بھر شاہینوں کی آرزو کی، اور نوجوانوں کو مردِ کامل کے اوصاف پیدا کرنے کی دعوت دیتے رہے۔ انھیں اقبالؒ اس لیے عزیز رہا کہ آزاد فضا میں اُڑتا ہے، بلند پرواز ہوتا ہے، مردہ شکار نہیں کرتا، آشیاں نہیں بناتا اور پرندوں میں سب سے زیادہ غیرت مند ہے، لیکن اقبالؒ کے نام پر جن لوگوں نے اکیڈیمیاں بنالی ہیں، ان میں بگلا بھگت زیادہ ہیں بلکہ یوں کہیے کہ اقبالؒ ان بگلا بھگتوں کے ہاتھ میں آ گیا ہے۔ ہمارے سامنے کراچی کی مجلس اقبالؒ کا وہ مطبوعہ کتابچہ ہے، جس میں تین چوتھائی اشتہارات، باقی رطب و یابس ہے۔ یا پھر خاص دوستوں کا چرچہ کرنے کے لیے اقبالؒ کے ملفوظات، دو تین پرانے خطوط اور ایک کتاب سے اقتباس۔ اس میں ہے کیا؟

علامہ اقبالؒ کھاتے کیا تھے؟ پہنتے کیا تھے؟ انھوں نے ساری زندگی میں تین دفعہ کوٹ پہنا۔ علی بخش ان کے لیے موٹا جھوٹا خرید لاتا تھا وغیرہ۔ علامہ اقبالؒ کے حقیقی دوستوں کا بیان ہے کہ اس کا نوے فیصد حصہ غلط ہے اور جن صاحب نے علامہ اقبالؒ کے کوٹ کی روایت بیان کی ہے، وہ علامہ اقبالؒ کے ہاں جا ہی نہیں سکتے تھے۔ کبھی ایک آدھ پھیرا ڈالا ہو تو الگ بات ہے اور اگر یہ درست بھی ہو تو رطب و یابس پر روپیہ ضائع کرنے سے فائدہ؟ آرٹ پیپر کا بے ڈھنگا مصرف ہے۔ صحیح مصرف تو اقبالؒ کے افکار کی ترویج و اشاعت ہے، جس سے بگلا بھگت بھاگتے ہیں۔ کیا ان لوگوں کو علم ہے کہ مرزائی امت کی دونوں شاخیں علامہ اقبالؒ کے خلاف یاوہ گوئی میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

منہمک ہیں اور بگلا بھگت اپنے گریز وفرار سے ان کی تقویت کا باعث ہو رہے ہیں۔

لاہوری پارٹی کے ایک ماہنامہ ''روحِ اسلام'' نے مئی کے شمارے میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دفاع میں علامہ اقبالؒ کے زمانہ طالب علمی کی ایک نظم شائع کی ہے۔ یہ نظم خود ساختہ ہی نہیں بلکہ پھسپھسی ہونے کے علاوہ لغو بھی ہے۔ اس قسم کے شوشے چھوڑنا مرزائیوں نے اپنا وظیفۂ حیات بنا لیا ہے۔ لیکن بگلا بھگتوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ کوئی صاحب دل اس پر روشنی ڈالیں گے کہ اس گریز وفراز اور اعراض واجتناب کی وجہ کیا ہے؟

(ہفت روزہ چٹان۔ 29 مئی 1967ء)

اسرائیل میں مرزائی مشن

جس سال انٹرنیشنل پریس انسٹیٹیوٹ کا اجلاس اسرائیل میں ہوا تھا۔ پاکستان کے ارکان نے صدر مملکت سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہاں اجلاس میں معمول کے مطابق شریک ہونا چاہتے ہیں، صدر نے جواباً کہا کہ ہمارے تو اسرائیل کے ساتھ تعلقات ہی نہیں ہیں۔ ایک ایڈیٹر نے کہا کہ اسرائیل کی مقامی کمیٹی کے ارکان سے ٹوکیو میں بات ہوئی تھی، انہوں نے استدعا کی کہ آپ لوگ بیت المقدس پہنچ جائیں، ہم وہاں سے اپنے طیاروں پر لے جائیں گے۔ صدر ایوب نے اتفاق نہ کیا۔ ایڈیٹر نے کہا کہ ہم لوگ عرب ملکوں کے پابند نہیں۔ جبکہ ان میں سے بعض ہندوستان کے معاملہ میں ہمارے ساتھ بھی نہیں ہیں۔ کیا ہمارا ہی فرض ہے کہ ہم ان کی خواہشوں کو ملحوظ رکھیں۔

صدر نے جواب دیا معاملہ یہی ہوتا تو مجھے عذر نہیں تھا۔ عرب ملکوں کی اس روش سے قطع نظر اصل مسئلہ دینی غیرت کا ہے۔ آپ لوگوں کو نہیں جانا چاہیے۔ چنانچہ صدر کی اس خواہش پر مقامی ارکان رہ گئے۔ بلکہ اس وقت انٹرنیشنل پریس ٹرسٹ کے تمام پاکستانی ارکان نے صدر مملکت کی اس غیرت مندانہ خواہش کو حاضر وغائب میں سراہا اور اپنے طور پر تسلیم کیا کہ انہیں یہ ارادہ ہی نہیں کرنا چاہیے تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مقام تعجب ہے کہ اسرائیل میں قادیانی جماعت کا مشن ہے اور وہاں کی حکومت نے اسے تمام سہولتیں مہیا کر رکھی ہیں۔ وہیں سے اس مشن کا لٹریچر عربی میں مطبوع ہو کر مختلف عرب ملکوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ پاکستان کی حکومت کا فرض ہے کہ ربوہ کی خلافت سے دریافت کرے کہ یہ مشن وہاں کیونکر قائم ہوا؟ اس کو روپیہ کہاں سے ملتا ہے؟ اور کیا ان کے نزدیک عرب ممالک کے مسلمان واقعی مسلمان ہیں؟ اگر مسلمان ہیں، تو تبلیغ کن لوگوں میں ہو رہی ہے؟ اور اس تبلیغ کا مفہوم کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ اسرائیل کی حکومت یہودیوں کو مسلمان بنانے کے لیے تو مشن کو کام کرنے کی اجازت نہیں دی سکتی۔ لازماً اس مشن کے مقاصد سیاسی ہوں گے؟ قادیانی جماعت غیر عرب ملکوں کے لیے بھی اسرائیل کی حیثیت رکھتی ہے۔

کیا فرماتے ہیں خلیفۂ ثالث کہ اسرائیل سے تصادم کی صورت میں ان کا مشن عرب ملکوں کی اسلامی حمیت کا ساتھ دے گا۔ یا اپنے پیدائشی عقیدے کے مطابق اسرائیل کا وفادار ہو گا۔ اسرائیل کے مسلمانوں کو لازماً اندازہ ہو گا کہ اس مشن سے کیا کام لیا جا سکتا ہے۔ ہم اپنے صوابدید کی بناء پر کہہ سکتے ہیں کہ قادیانی اسرائیل کے لیے وہی کریں گے جو برطانیہ کے لیے پہلی جنگ عظیم میں کرتے رہے ہیں۔ ان کے نزدیک ہر مسلمان جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانتا، خارج از اسلام ہے۔ اصل خرابی یہ ہے کہ قادیانی تمام اسلامی ملکوں میں بحیثیت مسلمان داخل ہوتے ہیں۔ لیکن عقیدتاً انہیں نا مسلمان سمجھ کر جاسوسی کرتے اور وہ کام کر گذرتے ہیں، جو ان کی جماعت سے باہر کے مسلمانوں کی بربادی کا باعث ہو۔

اس وقت کہ اسرائیل سے عرب ملکوں کی ٹھن چکی ہے۔ لازماً یہی ہے کہ اسرائیل سے قادیانی مشن ختم کیا جائے اور وہ تمام افراد واپس بلائے جائیں جو وہاں کام کر رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ فرض حکومت سرانجام دے گی یا قادیانی جماعت خود اپنے مشن کو واپس بلا لے گی؟ حیرت ہوتی ہے کہ حکومت پاکستان نے تو اسرائیل سے سفارتی تعلقات قائم نہیں کیے۔ لیکن قادیانی خلافت کا تبلیغی مشن اسرائیل میں برابر کام کر رہا ہے اور یہ اجازت نامہ اس کو نہ جانے کس نے عطاء کیا ہے؟

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اربابِ اختیار کو کم از کم اس بات کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے کہ قادیانی مشن مختلف ممالک میں اسلام کا نام لے کر 'کرنل لارنس' کے فرائض تو انجام نہیں دے رہے ہیں؟

(ہفت روزہ 'چٹان' لاہور، مورخہ ۲۹ رمئی ۱۹۶۷ء)

قادیانی ایک سیاسی امت ہیں، ہم ان سے غافل نہیں رہ سکتے ہیں

ہم قادیانی امت کی عزت و آبرو کے دشمن نہیں۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے پاکستان کی اس اقلیت کی حفاظت ہمارا اسلامی فرض ہے، اور اس فرض سے ہم کسی حالت میں بھی روگردانی نہیں کر سکتے۔ ہمارا مطالبہ صرف یہ ہے کہ:

۱۔۔۔قادیانی امت جب مسلمانوں سے مذہباً علیحدہ ہو چکی ہے اور اس نے اس کا فیصلہ خود کیا ہے تو پھر وہ سیاسۃً مسلمانوں میں کیوں رہ رہی ہے۔ سیدھا سا سوال ہے۔ قادیانی خلیفہ ثالث اس کا جواب مرحمت فرمائیں کہ جو مسلمان مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے اور نہ اس کی ضرورت کے قائل ہیں کیا وہ ان کے نزدیک مسلمان ہیں اور مرزا قادیانی کے انکار سے وہ کافر نہیں ہو جاتے۔ اگر وہ کافر ہو جاتے ہیں تو پھر سوادِ اعظم میں قادیانی امت کس اصل کی بناء شامل رہنا چاہتی ہے۔ کیا یہ ایک سیاسی ہتھکنڈہ نہیں؟ ہم اسی سیاسی فریب کا طلسم توڑنا چاہتے ہیں۔

۲۔۔۔دوسری گذارش یہ ہے کہ اس جماعت کے پیروکار مسلمانوں کی ان مقدس اصطلاحوں کو اپنے رہنماؤں اور اپنی جماعت سے منسوب نہ کریں۔ جو لفظ و معنی کے اعتبار کے لحاظ سے حضور سرور کائنات ﷺ، ان کے صحابہؓ اور ان کے اہل بیتؓ کے لیے تاریخ دینیات میں مخصوص ہو چکے ہیں۔ اس سے جمہور المسلمین کی دل آزاری ہوتی ہیں۔ مثلاً مرزا غلام احمد کی بیویوں کو امہات المومنینؓ کہنا، کسی صاحبزادی کو سیدۃ النساء کا لقب دینا اور مرزا بشیر الدین محمود کی والدہ کو ''ملکہ دو جہاں'' لکھنا ہمارے نزدیک سخت قابل اعتراض ہے۔ اسی طرح خاندان کے افراد میں سے کسی کو قمر الانبیاء کہنا۔ کسی کو خلیفہ راشد کہنا پھر اس کو خلفائے راشدین میں سے کسی ایک ''خصوصیت'' کی بناء پر افضل قرار دینا اس قسم کی گستاخیاں ہیں کہ طبیعت کو طیش آتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب مرزا قادیانی کے پیروکار اپنی انفرادیت کو نمایاں کرنے کے لیے اپنا کیلنڈر بھی علیحدہ کر چکے ہیں تو انہیں خاندان نبوت ہی کے اثاثہ پر ڈاکہ ڈالنے کی ضرورت کیوں لاحق ہوئی ہے۔ کیا اس کی وجہ اس کے سوا کچھ اور بھی ہے کہ وہ اقلیت میں ہیں اور وہ سیاسۃً مسلمانوں میں رہ کر اپنے اقتدار کے لیے بال و پر پیدا کر رہے ہیں۔

۳۔۔۔ تیسری بات جس کا محاسبہ نہایت ضروری ہے وہ قادیانی امت کے اعمال و افکار کی سیاسی نگرانی ہے۔ کیونکہ ہم یقین سے اس امت کو عجمی مسلمانوں کے مابین ایک عجمی اسرائیل خیال کرتے ہیں۔ جس کا احساس اس وقت مسلمانوں کے سوادِ اعظم کی سیاسی قیادت کو نہیں ہے۔

ان تین چیزوں کے علاوہ ہمیں مرزائی امت کے تعاقب میں کوئی سروکار نہیں۔ ما بخیر شما بسلامت، ہمارے صفحات گواہ ہیں کہ ہم نے ان پر کبھی ذاتی حملہ نہ کیا۔ حالانکہ 'تاریخ محمودیت' موجود ہے اور اس کے مصنف و مؤلف بھی زندہ ہیں۔ ہم نے کبھی کسی فرد کا نام لے کر اس کے ذاتی چال چلن پر بحث نہیں کی۔ ہم بدزبانی کو گناہ سمجھتے ہیں۔ لیکن عجیب بات ہے کہ جب کبھی 'چٹان' میں اس جماعت کا سیاسی محاسبہ ہوا ہے، قادیانی امت کے بعض ناقوس پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑ گئے ہیں۔ وہ دلیل کا جواب دلیل سے نہیں دیتے اور نہ اس سوال کا جواب مرحمت فرماتے ہیں جو ان سے واضح الفاظ میں دریافت کیا جاتا ہے۔

ایڈیٹر 'چٹان' کو گالی دینا، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو برا بھلا کہنا، یہ کسی سوال کا جواب نہیں۔ اس ضمن میں ہمارا قادیانی دوستوں کو صحیح مشورہ یہی ہے کہ وہ ادب کو ملحوظ رکھیں۔ اگر انہیں یہ غلط فہمی ہے کہ اس طرح وہ مرعوب کر لیں گے یا گالی دے کر ان کی بات دلیل ہو جائے گی تو بہتر ہے کہ تصحیح فرمالیں۔ اس طرح کوئی شخص بھی قائل معقول نہیں ہوسکتا ہے۔

سوال ان کے دین پر کیا جاتا ہے، جواب وہ سیاست سے دیتے ہیں۔ بجائے خود یہی دلیل بس کرتی ہے کہ مرزائی امت سے مسلمانوں کی وحدت میں سرنگ لگا رہی ہے۔ غور کیجئے! مسئلہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کی نبوت اور ان کے پیروکاروں کی امت مسلمانوں کی سیزدہ صد سالہ وحدت کو تاراج کر رہی ہے۔ سوال علامہ اقبالؒ نے اٹھایا تھا۔ لیکن جواب ارشاد میں ہوتا ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ سید عطاء اللہ بخاریؒ تحریک پاکستان کے مخالف تھے۔ ایڈیٹر 'چٹان' نے مسلم لیگ کی سیاسی بیعت نہیں کی تھی۔ جواب اس سطح پر بھی ہو سکتے ہیں اور یہ سطح کوئی بلند نہیں۔ لیکن ان جوابات میں جو دراصل الزامات ہیں ان سوالات کا جواب کہاں ہے۔ جن کا اطلاق مرزا قادیانی کی نبوت اور ان کے جانشینوں کی سیاست پر ہوتا ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری تحریک پاکستان میں نہیں تھے۔ ایڈیٹر 'چٹان' کو بھی اعتراف ہے کہ اس نے مسلم لیگ میں کبھی شمولیت نہیں کی۔ لیکن یہ کوئی دینی بغاوت نہیں؟ اور نہ اس پر کسی فرد نے عفو خواہ ہونے کی ضرورت ہے۔ یہ دو ذہنوں کے سیاسی رجحان کا مسئلہ تھا۔ جو پاکستان بن جانے کے بعد ختم ہو گیا۔ اب جو پاکستان میں ہے وہ پاکستان کا وفادار اور جانثار نہیں، تو گردن زدنی ہے۔ لیکن عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ایڈیٹر 'چٹان' کا سیاسی جرم اس جرم کے مقابلہ میں جرم ہی نہیں۔ قادیانی امت نے اسلام سے بغاوت کر کے جس جرم کا اعتراف کیا ہے۔ مسلم لیگ میں شامل نہ ہونے یا قائد اعظمؒ کی سیاسی قیادت کو اس مرحلے میں تسلیم نہ کرنے کی اسلامی تعزیرات میں کوئی سزا نہیں اور نہ قرآن کے تصور توحید و رسالت کو ضعف پہنچتا ہے۔ لیکن جن تصورات پر قادیانی امت کی بنیاد ہے۔ پاکستانی تعزیرات میں اس کی سزا بے شک نہ ہو۔ جیسا کہ نہیں ہے ہم پاکستان کی حکومت سے اس تعزیر کا مطالبہ نہیں کرتے۔ لیکن اس خواہش کا اظہار ضرور کرتے ہیں کہ وہ مرزائیوں کو مسلمانوں سے الگ جماعت تسلیم کرتے ہوئے انہیں ایک اقلیت قرار دے۔

بتایئے اس میں خوفزدہ کرنے کی کیا بات ہے۔ اپنے حدود کی حفاظت کرنا جرم ہے؟ پاکستان کی سرحدوں پر فوج رہتی ہے کس لیے صرف اس لیے کہ ان کی حفاظت ہوتی رہے اور کوئی بدبخت انہیں پامال کرنے کی جسارت نہ کرے؟ کیا اسلام کی سرحدوں کا محافظ ہونا جرم ہے۔ کس ضابطہ کی رو سے؟ اور وہ کون سی رواداری ہے جو ان سرحدوں کو خطرے میں ڈالنے کی اجازت دیتی ہے؟

قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ سب سے پہلے علامہ اقبالؒ نے کیا تھا۔ وہ احراری نہیں تھے۔ سر مرزا ظفر علیؒ لاہور ہائی کورٹ نے یہی آواز اٹھائی۔ انہیں بھی کوئی شخص

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

احراری نہیں کہہ سکتا۔ مولانا ظفر علی خانؒ مسلم لیگ میں تھے، عمر بھر مرزائی امت کا تعاقب کرتے رہے۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے کلمتہ الحق بلند کیا۔ انہیں احرار سے کبھی واسطہ نہیں رہا۔ الیاس برنی احراری نہیں، مولانا ابوالحسن علی ندوی احراری نہیں لیکن ان کا محاسبہ موجود ہے۔

مرزائی کب تک اپنے مسئلہ کو احرار کی سیاسی ماضی کی آڑ میں ملتِ اسلامیہ کے احتساب سے بچاسکیں گے؟ یہ بات انہیں بھی معلوم ہے کہ مسئلہ اسلام کا ہے، احرار کا نہیں۔ مسئلہ مسلمانوں کا ہے، کسی گروہ کا نہیں۔

مرزائیوں کو غلط فہمی ہے کہ مسلمانوں کا محاسبہ کمزور پڑ جانے سے وہ پھر ایک طاقت بن گئے ہیں یا بن رہے ہیں۔ بیشک انہیں اس وقت حکومت کے مختلف دوائر میں اپنی تعداد میں سے بہت زیادہ نمائندگی حاصل ہے۔ پاکستان میں ان کے پاس کلیدی آسامیاں ہیں اور ان کی متعاقب جماعتیں اس لحاظ سے طاقتور نہیں۔ یہی غرّہ تھا کہ چوہدری ظفر اللہ خان نے اس دفعہ ربوہ کے سالانہ اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہاں ہے عطاء اللہ شاہ؟ کہاں ہیں ظفر علی خان؟ غالباً انہیں اپنی موت یاد نہیں؟

خداوند تعالیٰ کی رحمت ان دو بزرگوں کے لیے بہشت کے دروازے کھول چکی ہے اور یہ کہنا ہم مناسب نہیں سمجھتے کہ مرزا بشیر الدین کہاں ہیں؟ علامہ انور شاہ نور اللہ مرقدہٗ نے بہاولپور کے تاریخی مقدمہ میں قادیانی جماعت کے ابوالعطاء جالندھری سے جو کہا تھا" کیا چوہدری ظفر اللہ خان اس نظارہ کی تاب لا سکتے ہیں؟" ہم اس تو تکار میں الجھنا نہیں چاہتے۔ ورنہ اللہ کی رضا اور حضور ﷺ سے عشق دو ایسی نعمتیں ہیں کہ ہر خوف اور ہر طاقت سے بے نیاز کر دیتی ہیں۔

ہمیں معلوم ہے کہ ہماری گرفتاری میں مرزائیوں کا بھی ہاتھ تھا۔ بلاواسطہ نہ سہی بالواسطہ۔ ہمیں اس حقیقت کا بھی اندازہ ہے کہ مرزائی افسر ہمارے خلاف پخت و پز کرتے ہی رہتے ہیں۔ ہمارے کانوں تک یہ خبر بھی پہنچ چکی ہے کہ گذشتہ ایک ماہ سے مرزائی ہمارے بارے میں کیا صلاح مشورے کر رہے ہیں، اوران کے نہاں خانۂ دماغ میں کیا کچھ ہے۔ ہم سازشیوں کے چہروں سے بخوبی آگاہ ہیں۔ لیکن ہم ان میں کسی کو لائق مخاطبت نہیں سمجھتے؟ بے شک کوئی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہفتہ وار سب وشتم کرتا رہے یا کوئی گروہ اپنے بغض کی بناء پر ژاژ خائی پر اتر آئے۔ ہم یہ فرض ہر حال میں انجام دیتے رہیں گے، کہ صدر مملکت کو اس جماعت کے سیاسی عزائم سے مطلع کریں؟ اور مسلمانوں کے اجتماعی ضمیر کو بتاتے ہیں کہ نقاب پوش جماعت کا باطنی لائحہ عمل کیا ہے؟ اس کا انحصار خود اس جماعت کے قادیانی وغیر قادیانی گماشتوں پر ہے کہ وہ کس لہجہ میں گفتگو پسند کرتے ہیں۔ جو زبان اور انداز وہ اختیار کریں گے، ٹھیک اسی کے مطابق انہیں جواب ملے گا۔ البتہ ہم قانون و اخلاق کی حدوں سے کسی مرحلہ میں بھی دستبردار نہیں ہونا چاہتے۔

مولانا ظفر علی خانؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی رحلت کے بعد ان کا مشن ختم نہیں ہو گیا۔ ان کے جانشین ابھی بفضل تعالیٰ زندہ ہیں۔ پھر یہ مولانا ظفر علی خانؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ہی کا مشن نہیں، یہ سرور کائنات ﷺ کے ننگ و ناموس کا مشن ہے۔ مولانا ظفر علی خانؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اس مشن کے خدمت گار تھے۔ اللہ تعالیٰ کو ابد تک ناموس رسالت ﷺ (فداہ امی وابی) کی حفاظت مطلوب ہے۔ وہ اس کے لیے ہر دور میں خدمت گار پیدا کرتے رہے اور آئندہ بھی کرتے ہیں گے۔ یہ ان کے محبوب ﷺ کی ختم المرسلینی کا سوال ہے۔ اور سوال اتنا ہے کہ یہ تمغۂ خدمت کس کس کے حصہ میں آتا ہے؟

علامہ اقبالؒ نے جس رخ اور پہلو سے اس جماعت کا محاسبہ کیا پھر جس فراست و دانائی سے ان کے احوال و آثار اور مقاصد و عوامل کا تجزیہ فرمایا وہ قادیانی امت کی صحیح نشاندہی ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ علامہ اقبالؒ کے خطوط پر قادیانی مذہب کے سیاسی مضمرات سے حکومت اور عوام دونوں کو آگاہ کرتی رہے۔ جن خطرات کو ہم دیکھ رہے ہیں۔ ان کے پیش نظر فی زمانہ سب سے بڑی تبلیغ یہی ہے۔ اس غرض سے ایڈیٹر 'چٹان' مختلف مکاتیب فکر کے راہنماؤں کو مدعو کر رہے ہیں۔ باہمی گفتگو کے بعد ہی بتایا جا سکتا ہے کہ حاصلِ گفتگو کیا رہا۔

(ہفت روزہ 'چٹان'۔ لاہور۔ مؤرخہ ۵ رجون ۱۹۶۷ء)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ظفر علی خانؒ اکادمی کا قیام

پاکستان میں اس امر کا نوٹس کبھی نہیں لیا گیا کہ ایوان حکومت سے امداد حاصل کر کے لیے یہاں معمولی افراد کو بھی، قومی ہیرو، ادبی راہنما، علمی شہ دماغ اور فکری پیشوا بنایا جا رہا ہے۔ لیکن جن لوگوں نے ملک وقوم کی واقعی خدمات سرانجام دی ہیں، جن سے دین وادب اور فکر ونظر کو فائدہ پہنچا ہے وہ التزاماً ملک وقوم کے ذہن سے خارج کیے جا رہے ہیں۔ ان کا تذکرہ بعض ایسے لوگوں نے زبان وقلم کے نرغے میں لے لیا ہے، جن کا اپنا وجود مشتبہ ہے اور جو روایات وسیاسیات میں بلاخوف تردید 'کرنل لارنس' کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔

یہاں سے بھی زیادہ مظلوم وہ شخصیتیں ہیں جن کی عمریں برطانوی سامراج کے خلاف جدوجہد میں گزریں۔ جن کے قلم سے حق کی اشاعت ہوئی۔ جن کا جہاد افراد وافکار باطلہ کے خلاف رہا۔ جنہوں نے دین حقہ کے چراغ روشن رکھے۔ ان کی جگہ کون لوگ آگے آئے؟ وہی لوگ جو اس جدوجہد کے زمانے میں پیدا ہی نہیں ہوئے تھے، جن کا قلم بازار میں فروخت ہوتا رہا۔ جن کی خدمات حکومت انگریزی کے حوالے تھیں۔ جنہوں نے تلبیس کے فرائض انجام دیئے اور جو کمیروں کی حیثیت سے سرکاری نگارخانوں میں کورنش بجالاتے رہے۔ یہ ایک قومی المیہ اور ملی سانحہ ہے۔ یہ ایک ادبی حادثہ اور فکری استہزاء ہے۔

علامہ اقبالؒ کا تذکرہ کیا جا رہا تھا تو ان کا معاملہ دوسرا ہے۔ انہیں تسلیم کیے بغیر ان کوتاہ کاروں کی ویرانی ختم ہی نہیں ہوتی۔ تاہم اقبالؒ کو بھی نقب لگائی جا رہی ہے۔ جو روپیہ سرکاری خزانے سے اقبالؒ کے نام پر قائم شدہ اداروں کو ملتا ہے اس کا مصرف صحیح نہیں ہو رہا۔ کراچی کی مجلس اقبال میں ایک آدھ سے قطع نظر سرے سے کوئی عالم ہی نہیں۔ وہاں کسی شخص کی بصیرت پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ لاہور کے بزمِ اقبالؒ نے اقبالؒ پر جو کچھ شائع کیا ہے وہ ننانوے فیصد ناقص ادھورا، بدمزہ اور روح اقبالؒ کے منافی ہے۔ مجلسِ اقبالؒ کراچی کے شائع کردہ لٹریچر کا بیشتر حصہ افسوسناک ہے۔ کسی مصنف، مؤلف یا مرتب نے موضوع ومقصد کے علاوہ غور وفکر سے کام نہیں لیا۔ اقبالؒ عمر بھر شاہینوں کو سبق دیتے رہے لیکن ان کے افکار پر بگلا بھگت قابض ہو گئے ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جو اقبالؒ کے نام پر خود شائع ہونا چاہتے۔ یعنی اقبالؒ کی آڑ میں اپنے آپ کو چمکانا چاہتے ہیں۔ ان کا محاسبہ کرنے والا کوئی نہیں۔ حکمران عالمی محاسبہ نہیں کر سکتے۔ وہ ان کے کشکول میں روپیہ ڈال سکتے ہیں۔ محاسبہ صرف اہل علم کر سکتے ہیں اور وہ مدت سے علم کے اس مذبح میں خاموش ہیں۔

جو افسر ریٹائرمنٹ کے قریب آتے اور اس کی توسیعی ملازمت کے دن پورے ہونے لگتے ہیں۔ وہ اس قسم کا کھڑاک رچا کر بزعم خویش دانشور، مفکر بن بیٹھتا ہے۔ پھر انجمن ہائے ستائش باہمی کے ارکان اس کی شخصیت کو منفعتی تعریف وثناء کے سانچے میں ڈھالنے لگتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ کی اصل تعلیمات کے خلاف ایک زبردست تحریک باطنی طور پر شروع ہو چکی ہے۔ اس کا ایک مرکز تو کراچی کی مجلس اقبال ہے جس نے اقبالؒ کے مصنوعی روح شناس پیدا کر کے بعض عجیب الخلقت لوگوں کے لیے رزق ومعیشت کا دروازہ کھول دیا ہے۔ افسوسناک پہلو یہ ہے کہ مرزائیت، اقبالؒ کے دینی کارناموں کو پس پشت ڈلوا کر ان کے ذاتی پہلوں یا صرف شعری کارناموں کو باقی رکھنا چاہتی ہے اور وہ بھی بہ امر مجبوری۔ کیونکہ اس کے بغیر چارہ ہی نہیں۔ اقبالؒ کے فکری آثار دین سے لگاؤ اور قادیانی عقائد کے تعاقب کو بالکل ہی سبوتاژ کیا جا رہا ہے۔

اقبالؒ، علی بخش نہیں کہ ہر سال اس کی نمائش کی جائے، یا اقبالؒ کے نام پر چند مسیلمہ جمع کر لیے جائیں اور کہا جائے کہ انہیں اقبالؒ سے دوستانہ قرابت رہی ہے۔ اقبالؒ کے نام پر سب سے بڑا حادثہ یہ ہے کہ ان کا بھتیجا اعجاز احمد مرزائی ہے۔ وہ اپنے چچا کا نہیں مرزا غلام احمد کا متبع ہے۔ ذرا اس سے گفتگو کر لیجئے۔ آپ محسوس کریں گے کہ وہ اقبالؒ کے افکار کو کس حد تک تسلیم کرتا ہے۔ یہ گویا روحِ اقبالؒ سے ایک زبردست انتقام لیا جا رہا ہے۔

اقبالؒ کے علاوہ اور کسی بھی ہم عصر فکری راہنما اور ادبی شخصیت کے افکار ونظریات اور اس کی خدمات یا کارناموں کا تذکرہ نہیں ہو رہا۔ بلکہ مرزائی اثر ورسوخ اس راستے میں سختی سے مزاحم ہے۔

ظفر علی خانؒ اور "زمیندار" نے دین، ادب، صحافت، انشاء، سیاست اور قومی بیداری میں زبردست کام کیا ہے۔ اگر پنجاب مرحوم میں قدرت انہیں یہ فرض نہ سونپتی تو ممکن تھا کہ مغربی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کا بیشتر علاقہ سیاسی طور پر غیر متحرک رہتا اور قومی زبان سے وہ لگن پیدا نہ ہوتی جو آج اردو کو پنجاب میں حاصل ہے۔ لیکن مرزائی اثر ورسوخ نے پاکستان کی مختلف حکومتوں کو ادب ودین کی تاریخ سے ان کی ناواقفیت کے باعث ظفر علی خانؒ کی طرف آنے ہی نہیں دیا، اور نہ کوئی ادارہ یا مجلس قائم ہونے دی، جو کالج قائم ہو رہا ہے مولانا ظفر علی خانؒ کے نام سے منسوب ہو۔ پچھلے دنوں مطالبہ کیا گیا کہ وزیر آباد میں جو کالج قائم ہو رہا ہے، مولانا ظفر علی خانؒ کے نام سے منسوب کیا جائے تو اس شہر کے ایک قادیانی نے ایک مؤقر روزنامہ میں اعتراض کیا کہ ان کی خدمات کیا ہیں؟ حالانکہ ان کی ان گنت خدمات کا یہ پہلو ہی عظیم ہے کہ وہ عمر بھر ایک خانہ ساز نبوت کا تعاقب کرتے رہے اور اس کی دینی مضرتوں کا سد باب کیا۔ مولانا اس پنجاب میں نہ ہوتے تو یہ ایک سیاسی ویرانہ، دینی مرگھٹ اور ادبی عزا خانہ ہوتا۔

ایک اور افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ مرزائیوں نے مولانا ظفر علی خانؒ کی مہتمم بالشان خدمات کو سبوتاژ کرنے اور ان کی ذات میں مین میخ نکالنے کے لیے اپنے دو مہرے چھوڑ رکھے ہیں۔ پاکستان بن جانے کے بعد قلم کے ان دو کمیروں نے مولانا ظفر علی خانؒ کی سیرت کو داغدار کرنے اور ان کی صورت کو برص آلود بنانے میں بڑی چابکدستی سے کام لیا ہے:۔

اوّلاً: عبدالسلام خورشید جو مرزائی امت کا گماشتہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کا یہ احساس ابھی تک اس کے ذہن سے نہیں نکلا کہ مولانا ظفر علی خانؒ کی قادیان شکن تحریک ہی کا بالواسطہ اثر تھا کہ اس کے دادا کو مرزائی ہونے کے باعث مسلمانوں نے اپنے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیا تھا۔ خورشید ہر اس شخص کے خلاف جلی وخفی زہر چھوڑتا ہے، جو مرزائی امت کا محاسب رہا ہے۔

ثانیاً: شیخ محمد اسماعیل پانی پتی جو مختلف دینی کتابوں کے تراجم مختلف ادبی کتابوں کی ترتیب اور مختلف مقالوں کی تسوید میں قادیانی عقرب کی حیثیت سے ڈنک مارجاتا ہے۔ مسلمان ناشروں کو اس کے عقربی اسلوب تحریر سے مطلع رہنا چاہئے۔ یہ ایک قلمی فتنہ ہے جو آئندہ مہلک ثابت ہوگا۔

چوہدری ظفر اللہ خان کا یہ سوال کہ ظفر علی خان کہاں ہے؟ یہ اجلاس اس کا جواب دینے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے لیے مدعو کیا گیا ہے۔ یہ تھے وہ خیالات جن کا اظہار ۲؍ جون ۱۹۶۷ء کو مدیرِ 'چٹان' نے شرکاء اجلاس سے کیا۔ انہوں نے مرزائیت کے جدید حوصلوں کا پس منظر بیان کرتے ہوئے چنیوٹ کی تقریر کے مختلف پہلو بہ صراحت بیان کیے اور مرزائیوں کے ان محاذوں کا ذکر کیا جو اس وقت وہ قائم کر چکے ہیں۔ چنانچہ تمام احباب، جوش و اعتقاد کے ساتھ اس امر پر متفق ہو گئے کہ مولانا کی خدمات جلیلہ کو نئی پود کے ذہن نشین کرانے اور ظفر اللہ خان کے سوال دینے کے لیے ظفر علی خان اکادمی قائم کی جائے۔ جس کے مقاصد میں دو اہم پہلو یہ ہوں:

اوّلاً: مولانا کے افکار و سوانح اور خدمات و مہمات کا تذکرہ و اشاعت

ثانیاً: مرزائیت کا شدید تعاقب، ظفر علی خان اکادمی اس سلسلہ میں لٹریچر شائع کرے گی۔ چنانچہ اس سال کے آخر تک چھ کتابیں شائع کرنے کا اہتمام ہو چکا ہے۔ سال رواں کے لیے مندرجہ ذیل عہدیداروں کا انتخاب کیا گیا:

صدر ۔۔۔ ملک اسلم حیات ایڈووکیٹ

جنرل سیکرٹری ۔۔۔ آغا شورش کاشمیری

ارکانِ اکادمی:

۱۔۔۔ چوہدری عبدالحمید ایم، اے۔

۲۔۔۔ ملک امجد حسین ایڈووکیٹ۔

۳۔۔۔ سید انور حسین نفیس رقم۔

۴۔۔۔ مولانا تاج محمود مدیر لولاک۔

۵۔۔۔ خواجہ محمد صادق کاشمیری۔

۶۔۔۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی، مہتمم جامعہ عربیہ چنیوٹ۔

۷۔۔۔ مولانا ضیاء القاسمی۔

۸۔۔۔ مولانا عبدالرحمٰن، جامعہ اشرفیہ لاہور۔

۹۔۔۔ ماسٹر تاج الدین انصاری۔

۱۰۔۔۔ خطیب اسلام مولانا مجاہد الحسینی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔۔۔شیخ محمد بشیر، لائل پور۔

۱۲۔۔۔مولانا حبیب اللہ مہتمم جامعہ رشیدیہ ساہیوال۔

۱۳۔۔۔مسٹر مختار احمد ایم اے۔

مزید ارکان کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔ اجلاس میں پچاس کے قریب ممتاز شخصیتیں شریک ہوئیں۔ جنہوں نے فتنہ مرزائیت کے مخفی ارادوں پر تشویش کا اظہار کیا۔

(ہفت روزہ 'چٹان' لاہور، ۱۲/ جون ۱۹۶۷ء)

'الفضل' کا لاہوری متنبّی

ہم کہتے ہیں کہ:

۱۔۔۔مرزا غلام احمد نبی نہیں تھے۔ یہ ہماری رائے نہیں تمام دنیائے اسلام کے علمائے حق اس بارے میں دے چکے ہیں۔

۲۔۔۔ہم کہتے ہیں مرزائی جب مسلمانوں سے معاشرتی، مذہبی طور پر الگ ہیں۔ یعنی وہ مسلمانوں کو مرزا غلام احمد کے بغیر مسلمان ہی نہیں سمجھتے، نہ ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، نہ ان کے جنازے میں شریک ہوتے ہیں اور نہ ان سے اپنی بیٹیوں کے نکاح کرتے ہیں تو پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں میں کیوں شامل ہیں؟

۳۔۔۔اسی بنیاد پر علامہ اقبالؒ نے انہیں ایک علیحدہ اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا تھا۔ یہ مطالبہ ہم مملکت پاکستان کے گوش گزار کرتے ہیں۔

۴۔۔۔ہم کہتے ہیں کہ مرزائی ان اکابر امت کو برا بھلا نہ کہیں، جو ان کی نبوت کا تعاقب کرتے رہے ہیں، اور جنہوں نے اس مسئلہ میں علم و دین کی اساس پر انہیں فاش شکستیں دی ہیں۔

۵۔۔۔ہم کہتے ہیں کہ مرزائی خاندان رسالت کی مقدس اصطلاحیں مرزا غلام احمد کے خاندان پر چسپاں نہ کریں۔ کیونکہ جب وہ اپنی عورتوں کو ام المومنین لکھتے اور پیرووں کو صحابہ کہتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں تو ہمارے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے۔

۶۔۔۔ہم کہتے ہیں کہ مرزائی امت ایک سیاسی جماعت ہے۔ جس کو بھی اسرائیل کا نام دینے سے مضمر خدشات واضح ہو جاتے ہیں۔

۷۔۔۔ہم کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد اپنے ہی الفاظ میں انگریزوں کا خود کاشتہ پودا تھا۔

۸۔۔۔ہم کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے جانشین مرزا بشیر احمد بن محمود آنجہانی کے رشحات قلم کا بہت بڑا حصہ اہانت رسول ﷺ اور مسلمانوں کی دل آزاری کے باعث ضبط کر لینے کے قابل ہے۔

۹۔۔۔ہم کہتے ہیں کہ مرزائیوں کو ان کی آبادی کے تناسب کے مطابق سرکاری ملازمتوں اور اقتصادی دوائر میں حصہ دیا جائے۔ عام مسلمانوں کے حصہ میں سے نہیں۔

۱۰۔۔۔ہم کہتے ہیں کہ مرزائیوں کی نگرانی کی جائے۔ کیونکہ ایک مدت سے ان کے دفاع میں قادیانی ریاست قائم کرنے کا خواب پرورش پا رہا ہے۔

۱۱۔۔۔ہم کہتے ہیں غیر ممالک میں ان کے جو مشن کام کر رہے ہیں انہیں روپیہ کہاں سے ملتا ہے اور کس اصل کی بنیاد پر ملتا ہے؟ اسلام کی تبلیغ کا کارنامہ انہیں کس کی سفارش یا ہدایت پر دیا گیا ہے؟

۱۲۔۔۔ہم کہتے ہیں کہ اسرائیل میں ان کا مشن کیسے قائم ہوا۔ اس کو روپیہ کون دے رہا ہے۔ اب جنگ کے زمانہ میں اس کی پوزیشن کیا ہے؟

۱۳۔۔۔ہم کہتے ہیں مشرقی پاکستان سے تمام مسلمانوں کا انخلا ہو گیا۔ لیکن مرزائی قادیان میں کس بنیاد پر رہ رہے ہیں؟ بھارت اور پاکستان میں جو جنگ ہوئی کیا اس وقت بھی یہ مرزائی وہاں موجود تھے اور ان کا مرکزِ ہدایت ربوہ اس کا خلیفہ ہی تھا، یا کسی اور مقام سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں؟

۱۴۔۔۔ہم کہتے ہیں کہ دو متحارب ملکوں میں ایک مذہبی جماعت کا بنا ہوا وجود اور ربوہ پر قادیان کی فوقیت اپنا ایک خاص باطنی ضمیر رکھتی ہے۔ جس کا محاسبہ اشد ضروری ہے۔

۱۵۔۔۔ہم کہتے ہیں مرزائی حکام اپنی جماعت کے پیروؤں کو ملک کے نظم و نسق میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مراعات ہی نہیں دیتے۔ بلکہ اپنے مذہب کی سہاتیا بھی کرتے ہیں۔

۱۶۔۔۔ہم کہتے ہیں کہ چوہدری ظفراللہ خان، استعمار کی شطرنج کا خاص مہرہ ہے۔

فرمایئے اس میں کوئی بات ایسی ہے جس کی تائید خود مرزائی کے لٹریچر سے نہ ہوتی ہو۔ اگر ہمارا دعویٰ غلط ہے تو ہم گردن زدنی اور اگر صحیح ہے تو اس پر جز بز ہونا اور سب وشتم کرنا کس ضابطہ کی رو سے جائز ہے۔ ہم گالی نہیں دے رہے۔ بلکہ گالی دینے والے کو کمینہ سمجھتے ہیں۔ ہماری کسی تحریر سے کوئی لفظ نکال کر دکھایئے جس پر دشنام کا اطلاق ہوتا ہو۔ ہم نے جو حوالے دیئے ہیں ان کی تغلیط فرمایئے۔ پھر جو سزا بھی آپ تجویز کریں ہمیں عذر نہیں ہوگا۔ لیکن ہماری ان تحریروں اور تقریروں سے تلملا کر لاہور کے نمک خوار نے جو لب ولہجہ اختیار کیا اور اپنے مرشد موعود کے انداز میں سب وشتم کی جو برکھا شروع کی ہے۔ وہ اس کی تعلیم وتربیت کا شاہکار ہے۔ ہمیں اس کے خلاف شکایت نہیں۔ کیونکہ اس کا وجود ہی اس ٹکسال میں ڈھالا ہوا ہے۔ 'الفضل' کے اس لے پالک کا نام 'چٹان' میں لکھنا اس کی عزت بڑھانا ہے لیکن ہماری توہین ہوگی۔ لہٰذا ہم ربوہ کے خلیفہ ثالث سے یہ دریافت کرنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ اپنے بارے میں یہی لب ولہجہ پسند کرتے ہیں۔ انہیں گوارا ہے کہ ہم تاریخِ محمودیت کے حقائق شائع کریں۔ ہم سے کوئی چیز ڈھکی چھپی نہیں۔

بہتر یہی ہے کہ خلیفہ صاحب اپنے اس یک رخے کو لگام دیں۔ بصورت دیگر

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

اس ہفتگی میں پردہ زنگاری کے معشوق نے جو حوالے گھڑے ہیں اور متنبی کے الہامی لہجہ میں جو گالیاں تصنیف فرمائی ہیں تو بہ نہ کی گئی تو ان کا جواب ربوہ کے قصرِ خلافت کی غزلہائے رواں کو دیا جائے گا۔

ہمیں ہفتگی کے نقاب پوش اور عبدالسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ کیونکہ ہم انہیں مرفوع القلم سمجھتے ہیں۔ خود 'چٹان' بھی اس بحث میں نہیں آئے گا۔ البتہ منبر ومحراب اور کوچہ وبازار اس طلسم ہوشربا کے افسانوں سے گونجیں گے جس کی تسوید وترتیب قدرت نے اس احقر کو سونپ دی ہے۔

مرزائی اگر یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے قلم کا ہدف نہ بنیں تو انہیں عطاء اللہ شاہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بخاریؒ، مولانا ظفر علی خانؒ اور علامہ اقبالؒ کے معاملہ میں اپنی زبانوں کو قابو میں رکھنا چاہیے۔ ربوہ کے اخلاقی ویرانے میں بیٹھ کر بڑ ہانکنا آسان ہے کہ ظفر علی خان کہاں ہے اور عطاء اللہ شاہ کدھر ہے؟ یہ سوال لاہور میں یا پاکستان کے کسی بھی شہر میں دریافت کیا ہوتا تو جواب کماحقہٗ عرض کیا جا سکتا تھا۔ بہر حال عرض مختصر یہ ہے کہ 'الفضل' کا لاہوری ''شتونگڑہ'' اپنی حیثیت عرفی پر غور کرے اور خلیفۂ ثالث اس کو ہدایت کر دیں۔

اگر اس خانوادے کو اپنے موجود لب ولہجہ پر اصرار ہے اور اس کے ساتھ یقین بھی کہ سیاسی شطرنج پر انہی کے مہرے جیت رہے ہیں تو شیش محل میں بیٹھ کر پتھر پھینکنا دانشمندی نہیں، احمقانہ جسارت ہے۔

'بیاس' اور 'چناب' کے رنگا رنگ قافیوں کا دفتر کھلا تو کیا کچھ سامنے نہیں آئے گا۔ اب یہ فیصلہ کرنا خلیفۂ ثالث کا کام ہے کہ وہ جواب آں غزل چاہتے ہیں یا فی الواقعہ لاہوری متنبی کو روک دیتے ہیں۔ (ہفت روزہ 'چٹان' لاہور۔ مؤرخہ ۱۲ر جون ۱۹۶۷ء)

www.KitaboSunnat.com

عجمی اسرائیل

مدیر ''چٹان'' نے چنیوٹ میں جو تقریر کی ہے، معلوم ہوا ہے اس سے مرزا قادیانی کی امت حد درجہ پریشان ہے۔ سب سے پہلے لاہور کا ایک ہفتہ وار قادیانی، مسلم ٹاؤن کے عبدالسلام خورشید کی شہ پر سامنے آیا۔ اس نے مغلظات بکنا شروع کیں۔ اصل بحث سے گریز کیا اور ٹاپنے لگا۔ چونکہ اس سے ہمکلامی ہمارے منصب سے فروتر ہے۔ لہذا ہم نے پہلے دن ہی سے اس کو مخاطب کرنا یا اس کی ژاژ خائی کا جواب دینا اپنی توہین سمجھا۔ 'الفضل' نے دیکھا کہ اس کا لاہوری پٹھا لائق اعتنا ہی نہیں تو عجمی اسرائیل کا یہ ٹینک فوراً میدان میں آ گیا۔ اس نے اپنے ایشکول مرزا ناصر کے خوان استدلال کی خوشہ چینی کرتے ہوئے چار دن تک اپنی نبوت کے حق میں وہی کھڑاگ رچایا جو استعماری طاقتوں نے اسرائیل کے حق میں رچا رکھا ہے۔ اس کی ہمنوائی کو تل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابیب یعنی ربوہ کا الفرقان دیان بن کر نکلا ہے۔ جناب ابوالعطاء جالندھری نے آٹھ صفحات میں زہرافشانی کی ہے۔

مدیر 'چٹان' نے جو کچھ کہا۔ اس کی اساس علامہ اقبالؒ کے افکار پر تھی۔ بلکہ جن حوالوں کو ان تینوں نے اپنی جوابی حملے کی اساس بنایا ہے، وہ تمام تر علامہ اقبالؒ کی تحریروں سے ماخوذ ہیں۔ لیکن خانۂ ساز نبوت کے ان خوشہ چینوں کی بد دیانتی کا شاہکار ہے کہ علامہ اقبالؒ کا نام نہیں لیتے۔ اس لیے کہ مسلمانوں کے احتساب سے ڈرتے ہیں۔ لیکن ان کی بنیاد پر شورش کاشمیری پر گالی گفتار کرتے ہیں؟ کیا اس کا نام دیانت ہے۔ شورش کاشمیری نے جو کچھ کہا وہ تمام علامہ اقبالؒ کے ارشادات ہیں۔ مثلاً:

۱۔۔۔ قادیانی برطانیہ کے جاسوس اور اسلام کے غدار ہیں۔

۲۔۔۔ ان کی تحریک اسلام کے خلاف بغاوت ہی نہیں بلکہ ان کا وجود یہودیت کا مثنیٰ ہے۔

۳۔۔۔ مسلمانوں میں سیاسی فوائد حاصل کرنے کے لیے شریک ہوتے۔ لیکن مذہباً ان سے الگ رہتے اور تمام دنیائے اسلام کو مرزا غلام احمد قادیانی کے انکار کی بنیاد پر کافر سمجھتے ہیں۔

۴۔۔۔ حکومت کا فرض ہے کہ انہیں مسلمانوں سے الگ اقلیت قرار دے۔

شورش کاشمیری نے علامہ اقبالؒ کے ان نکات کی وضاحت میں تقریر کی، کوئی ایسا لفظ نہیں کہا، جو محض الزام یا دشنام ہو۔ لیکن سارا قادیانی پریس اس پر چلا اٹھا اور لگا تار چلا رہا ہے کہ:

''ان دنوں گذرے ہوئے احرار کی نمائندگی ہفت روزہ 'چٹان' کے ایڈیٹر شورش کاشمیری کر رہے ہیں۔''

ابوالفضل نے ایڈیٹر 'چٹان' کو پسماندگان احرار کا سرخیل لکھا ہے۔ لاہوری ہفتہ وار کے توشہ خانے میں بھی بول و براز ہے۔ سوال گندم ریسماں۔ ایڈیٹر کو پسماندگانِ احرار ہونے پر فخر ہے۔ سوال یہ ہے کہ مرزائی پسماندگان انگریز میں سے ہیں یا نہیں۔ مرزا غلام احمد کی تحریریں اس پر شاہد ہیں؟ پھر مرزائی اس کا اعتراف کیوں نہیں کرتے؟

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پہلے اپنے ''پیغمبر'' کے فرمودات کی تردید کریں، پھر احرار پر تعریضاً قلم اٹھائیں۔ اپنے عیب کو چھپانے کی انوکھی منطق ہے کہ دوسروں کو گالی دی جائے۔ کیا اس نبوت اور اس خلافت پر مرزائی امت کا دارومدار ہے؟

علامہ اقبالؒ کے بارے میں فرمائیے کہ ان کے ارشادات پر آپ کے جوابات کیا ہیں؟

شورش کاشمیری اس وقت احرار کی نہیں اقبالؒ کی نمائندگی کر رہا ہے۔ جواب مرحمت فرمائیے! جواب میں گالی دینا شیوۂ شرفاء نہیں۔ ذرا تاریخِ محمودیت پر بھی ایک نگاہ ڈال لیجئے۔ پھر سوچئے کہ آپ میں کسی شخص کو گالی دینے کا حوصلہ ہے؟ ابوالعطاء صاحب نے جو کچھ لکھا ہے۔ ہم اس کا مکمل جواب تو شمارہ آئندہ پر اٹھا رکھتے ہیں۔ کیونکہ اس شمارے میں عربوں پر فتنہ اسرائیل کی یلغار کا تذکرہ تفصیل سے ہو گیا ہے۔ لیکن دو چار باتیں زیرِ قلم تحریر میں عرض کرنی ضرور ہیں:۔

اولاً۔۔۔ مرزائی قلمکار جو سلطان القلم کے تلامذہ ارشد ہیں۔ تحریر میں شرافت پیدا کریں۔ ورنہ جس لہجہ میں انہوں نے گفتگو شروع کی ہے اس کا جواب دیا گیا تو بہشتی مقبرے کی ہڈیاں پٹخنی شروع ہو جائیں گی اور چوہدری ظفر اللہ خان کی سیرت سے گلستان کا باب پنجم نکال کر شیزان ہوٹل کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔

ثانیاً۔۔۔ عاجزی ان لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے جن میں انکسار ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کی دینی بصیرت ایک خود ساختہ عمارت ہے جس میں نہ فہم قرآن کی گہرائی ہے اور نہ ادب وانشاء کی گہرائی۔ ان کا مجموعۂ شعر 'درثمین' شاعرانہ عیوب کا مرقع ہے۔ جو شخص شاعرانہ محاسن نہیں رکھتا اس میں ''پیغمبرانہ محاسن'' کیونکر پیدا ہو سکتے ہیں؟

آج تک ایک مرزائی بھی ایسا نہیں جس کو قدرت نے شاعری کا صحیح ذوق دیا ہو یا جس کو انشاء پر قدرت ہو یا جو اردو، عربی، فارسی کی چند سطریں صحیح لکھ سکتا ہو۔ بفضل تعالیٰ ایڈیٹر 'چٹان' ہر مرزائی مصنف، شاعر اور مبلغ کی تحریر و تقریر میں زبان و بیان کے اعتبار سے کئی پشتوں تک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اصلاح دے سکتا ہے۔

ثالثاً۔۔۔ہمیں معلوم ہے کہ مرزائی افسروں کی لادین کھیپ سے رابطہ پیدا کر کے خفی و جلی بنیادوں پر جھوٹی رپورٹیں اور بے اصل تبصرے کرانے کے عادی ہیں۔منیر انکوائری رپورٹ میں سی آئی ڈی کے مراسلے اس امر کا بین ثبوت ہیں۔ ہماری گرفتاری میں بھی بروایت ان مرزائی افسروں کی ذریت کا ہاتھ تھا۔اب بھی ان کی تگ ودو کا سارا انحصار اس پر ہے کہ اپنے مذہبی پاکھنڈ کو سیاسی ہتھکنڈوں سے جاری رکھیں اوران عناصر کے خلاف ژاژ خائی کر کے پہلو بچاتے رہیں، جو ان کی طرح برطانوی سرکار کے گماشتے نہیں تھے۔جنہوں نے سامراج سے ٹکر لی اور آزادی کی جدوجہد میں قربانی اور استقامت کی شمعیں جلاتے رہے۔مرزائیوں کا شعار ان شمعوں کو گل کرنا اور برطانوی سامراج کی خدمت بجالانا تھا۔انہیں اب یہ ہتھکنڈے جاری رکھنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے۔انشاءاللہ تعالیٰ!

رابعاً۔۔۔مرزائی اصل سے انحراف کر کے نقل پر اتر آتے ہیں۔انہیں کذب وافتراء سے عار نہیں۔احرار کے معاملہ میں لاہوری لے پالک اور اس کے چچیرے وخلیرے بھائی بڑی ڈھٹائی سے اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔جھوٹ کا جواب اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں پر لعنت بھیجی ہے اور فی زمانہ اس کا صحیح اطلاق غلام احمد کی امت پر ہوتا ہے۔

خامساً۔۔۔ابوالعطاء صاحب نے اپنے دیا کھیان کے آخر میں ہمیں تحریری مناظرہ کا چیلنج دیا ہے۔ اوّل تو یہ تحریری مناظرہ خوب ہے۔ آمنے سامنے کیوں نہیں؟کھل کے آیئے۔مسلمانوں کے شہروں میں نہیں تو ہم ربوہ میں آنے کے لیے تیار ہیں۔لیکن شرط یہ ہوگی کہ عام مسلمانوں کو بھی اس میں شریک ہونے کی اجازت ہو۔اس کے باوجود ہم تحریری مناظرہ کے لیے بھی تیار ہیں اور جو کچھ ہم نے لکھا ہے۔اس کی صحت پر اصرار کرتے ہیں۔اصل مسئلہ چند نکات کا نہیں پوری مرزائیت اور اس کے خدوخال کا ہے۔بحث اس پر ہونی چاہئے کہ:

۱۔۔۔مرزا غلام احمد برطانوی حکومت کے خود کاشتہ تھے یا نہیں؟

۲۔۔۔انہوں نے برطانوی حکومت کی وفاداری پر مذہباً صاد کیا اور چاپلوسی کی حد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تک چلے گئے۔

۳۔۔۔مرزائیت کے مشن صرف ان علاقوں میں قائم ہیں جہاں برطانوی نوآبادیاں رہی ہیں یا برطانوی اثرات موجود ہیں۔

۴۔۔۔مرزائیت نے اصل اسلام سے بغاوت کر کے مسلمانوں کی دینی وحدت کو تاراج کیا۔

۵۔۔۔مرزائی ایک مدت سے اپنی الگ ریاست قائم کرنے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔

۶۔۔۔مرزائیت مسلمانوں کے سوادِ اعظم سے خارج ہے۔اب ایک اور بات بھی سن لیجئے۔یہ دو چار سوال ہیں۔فرمایئے کیا جواب ہیں؟

۱۔۔۔اسرائیل کی عربوں سے جنگ میں آپ کا کردار کیا رہا؟

۲۔۔۔آپ کا جو مشن اسرائیل میں تھا۔اسلام کی اس مصیبت عظمیٰ پر اس کا رول کیا تھا؟

۳۔۔۔کیا یہ صحیح ہے کہ آپ کے مشن نے اسرائیل کی فتح پر اسرائیل کے صدر کو مبارک باد دی؟

۴۔۔۔کیا آپ اس سے انکار کرتے ہیں کہ بیت المقدس میں اسرائیل کے داخلہ پر اس مشن نے عربوں کی اذیت میں اضافہ کیا اور انہیں گمراہ کرنا چاہا؟

۵۔۔۔کیا سبب ہے کہ صرف آپ کے مشن کو اسرائیل میں رہنے کی اجازت ہے؟ یہ مسلمانوں سے انقطاع کا باعث ہے یا مغلوب مسلمانوں میں برطانوی مقاصد اور اسرائیلی اغراض کی آبیاری کا حیلہ ہے؟

۶۔۔۔اس سے آپ انکار کر سکتے ہیں کہ آپ مسلمانوں کی شکلیں بنا کر مسلمان ملکوں میں استعماری قوتوں کے لیے جاسوسی کرتے ہیں۔

(ہفت روزہ "چٹان" لاہور۔۱۹ جون ۱۹۶۷ء)

اقبالؒ سے بغض کی بناء پر نہرو کا استقبال

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قادیانیت کا ایک لاہوری متنبّی آج کل ہمارے خلاف خانہ ساز نبوت کی ٹکسالی زبان کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ بزعم خویش اس نے ہمیں نہرو کا پیشہ وار ایجنٹ لکھ کر مصلح موعود کی قبر پر فاتحہ پڑھی ہے۔

حقیقت حال کیا ہے۔۔۔؟

روزنامہ 'الفضل' کا اقتباس ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ علامہ اقبالؒ سے بونا دانہیں کہاں کہاں نہیں لے گیا۔ اوران کے شوق جبہ سائی پر کس آستانہ کی خاک نہیں ہے۔ اگر یہ حوالہ غلط ثابت ہو تو ہم ہر سزا وصعوبت کے حقدار ہیں۔ بلکہ جناب ابوالعطاء جالندھری کو دس ہزار نقد چہرہ شاہی پیش کرنے کے لیے تیار۔

فخرِ وطن، پنڈت جواہر لال نہرو کا لاہور میں شاندار استقبال

آل انڈیا نیشنل لیگ کورز کی طرف سے

('الفضل' کے خاص رپورٹر کے قلم سے)

لاہور۔ 29 مئی۔ آج حسبِ پروگرام پنڈت جواہر لال صاحب نہرو لاہور تشریف لائے۔ پنجاب پراونشل کانگریس کمیٹی کی خواہش پر (قادیانی جماعت کی) آل انڈیا نیشنل لیگ کورز کی طرف سے آپ کے استقبال کا انتظام کیا گیا تھا۔ چونکہ کانگریس نے صرف پانچ صد والنٹیر وں کی خواہش کی تھی، اس لیے قادیان سے تین صد اور سیالکوٹ سے دوصد کے قریب والنٹیر 28 مئی کو لاہور پہنچ گئے۔ قادیان کی کور دس بجے پہنچی۔ گاڑی کے آنے پر جناب صدر آل انڈیا نیشنل لیگ اور قائد اعظم آل انڈیا نیشنل لیگ کورز موجود تھے۔ پولیس کے بڑے بڑے افسر بھی موجود تھے۔ قادیان سے کار خاص کے سپاہی ساتھ آئے اور عصر تک ساتھ رہے۔ احمدیہ ہوسٹل میں جہاں قیام کا انتظام تھا، جناب شیخ بشیر احمد صاحب (قادیانی) ایڈووکیٹ لاہور، صدر آل انڈیا نیشنل لیگ نے ایک مختصر مگر برمحل اور برجستہ تقریر کی، جس میں بتایا کہ آج ہم اپنے عمل سے یہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ثابت کرنے کے لیے آئے ہیں کہ آزادی وطن کی خواہش میں ہم کسی سے پیچھے نہیں ہیں، اور ہم نے نہ صرف بلکہ تمام دنیا سے ظلم و ناانصافی کو مٹانا ہے اور صحیح سیاسیات کی بنیاد رکھنی ہے۔ آپ لوگ اس موقع پر کسی صورت میں کوئی ایسی حرکت نہ کریں جو سلسلہ کے لیے کسی طرح بدنامی کا موجب ہو۔

علی الصبح چھ بجے تمام باوردی والنٹیر باقاعدہ مارچ کرتے ہوئے سٹیشن پہنچ گئے۔ یہ نظارہ حد درجہ جاذب توجہ اور روح پرور تھا۔ ہر شخص کی آنکھیں اس طرف اٹھ رہی تھیں۔ استقبال کا تقریباً تمام انتظام کور ہی کر رہی تھی اور کوئی آرگنائزیشن اس موقع پر نہ تھی، سوائے کانگریس کے ڈیڑھ دو درجن والنٹیر وں کے۔ سٹیشن سے لے کر جلسہ گاہ تک اور پلیٹ فارم پر انتظام کے لیے ہمارے والنٹیر ز موجود رہے۔ پلیٹ فارم پر جناب چودھری اسد اللہ خان صاحب (قادیانی) بیرسٹر ایم ایل سی قائد اعظم آل انڈیا نیشنل لیگ کورز بہ نفس نفیس موجود تھے اور باہر جہاں آکر پنڈت جی نے کھڑا ہونا تھا، شیخ صاحب موجود تھے۔ ہجوم میں بے حد اضافہ ہو گیا اور لوگوں نے صفوں کو توڑنے کی کوشش کی۔ مگر ہمارے والنٹیر وں نے قابل تعریف ضبط و نظم سے کام لیا اور حلقہ کو قائم رکھا۔ پنڈت جی کے سٹیشن سے باہر آنے پر جناب شیخ بشیر احمد (قادیانی) ایڈووکیٹ صدر آل انڈیا نیشنل لیگ نے لیگ کی طرف سے آپ کے گلے میں ہار ڈالا۔ کور کی طرف سے حسب ذیل 'موٹو' جنڈیوں سے آویزاں تھے۔

Beloved of the Nation, Welcome You.

محبوب قوم خوش آمدید

We join in Civil Liberties Union.

ہم شہری آزادیوں کی انجمن میں شامل ہوتے ہیں۔

Longe Live Jawaher Lal.

جواہر لال نہرو زندہ باد

کور کا مظاہرہ ایسا شاندار تھا کہ ہر شخص اس کی تعریف میں رطب اللسان تھا اور لوگ کہہ رہے تھے کہ ایسا شاندار نظارہ لاہور میں کم دیکھنے میں آیا ہے۔ کانگریسی لیڈر، کور کے ضبط و ڈسپلن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے حد درجہ متاثر تھے اور بار بار اس کا اظہار کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ ایک لیڈر نے جناب شیخ صاحب سے کہا کہ اگر آپ لوگ ہمارے ساتھ شامل ہو جائے تو یقیناً ہماری فتح ہو گی۔ پنڈت جی کے قیام کی طرف تشریف لے جانے پر کورز باقاعدہ مارچ کرتے ہوئے احمدیہ ہوٹل میں آئیں اور جناب شیخ صاحب نے پھر ایک تقریر کی، جس میں کور والوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیا اور بتایا کہ آپ لوگ ہمیشہ اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ دنیا میں انصاف قائم کرنے اور ظلم و ناانصافی کو مٹانے کے لیے ہر قربانی کرنا آپ کا فرض ہے۔

احمدیہ ہوسٹل میں کھانے کا بہت اچھا انتظام تھا، جس کے مہتمم بابو غلام محمد صاحب تھے۔ ماسٹر نذیر احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ احمدیہ ہوسٹل نے بھی مہمانوں کی آسائش کے لیے بہت کوشش کی۔ قادیان کی کورز 29 مئی کو 9 بجے کی گاڑی سے واپس پہنچ گئیں۔

(اخبار 'الفضل' قادیان۔ مورخہ 31 مئی 1936ء)

استقبال کی وجہ

اگر پنڈت جواہر لال صاحب نہرو اعلان کر دیتے کہ احمدیت کو مٹانے کے لیے وہ اپنی تمام طاقت خرچ کر دیں گے، جیسا کہ احرار نے کیا ہوا ہے تو اس قسم کا استقبال بے غیرتی ہوتا لیکن اگر اس کے برخلاف یہ مثال موجود ہو کہ قریب کے زمانہ میں ہی پنڈت صاحب نے ڈاکٹر اقبال صاحبؒ کے ان مضامین کا رد لکھا ہے جو انہوں نے احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ قرار دیئے جانے کے لیے لکھے تھے اور نہایت عمدگی سے ثابت کیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے احمدیت پر اعتراض اور احمدیوں کو علیحدہ کرنے کا سوال بالکل نامعقول اور خود ان کے گذشتہ رویہ کے خلاف ہے۔ تو ایسے شخص کا جب وہ صوبے میں مہمان کی حیثیت سے آ رہا ہو ایک سیاسی انجمن کی طرف سے استقبال بہت اچھی بات ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار 'الفضل' قادیان۔ مؤرخہ ۱۱؍ جون ۱۹۳۶ء) (ہفت روزہ 'چٹان'۔ ۲۶؍ جون ۔ ۱۹۶۷ء)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

.....قادیانی ڈھولک اور.....؟

قادیانی پریس، بالخصوص اس کا لاہوری لے پالک جس ننگے لہجہ میں ایڈیٹر 'چٹان' کو گالیاں دے رہا ہے۔ہمیں اس پر حیرت نہیں، یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی خلقی سنت ہے۔گذارش یہ ہے کہ مغربی پاکستان کی پریس برانچ ضرور پڑھا کرے۔

ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ جس وزیر کے پاس یہ محکمہ ہے وہ ہمارے بارے میں خوش رائے نہیں اور ہمیں بھی اس کے بارے میں حسن ظن نہیں۔لیکن ہم اس محکمہ کے دوسرے تمام افسروں سے حسن ظن رکھتے ہوئے یہ عرض کرنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ لب ولہجہ نوٹ کرتے جائیں اور مذاقِ سلیم سے فیصلہ کریں کہ اس نبوت کی تحریر میں متانت ہے یا ہم ایسے 'حاقہ بگوشان ختم المرسلین' کا لب ولہجہ شریفانہ ہے۔

ہم نے ہمیشہ محسوس کیا ہے کہ جب ہمارا قلم ترکی بہ ترکی چلا ہے تو پھر خفتگانِ بیدار نے کروٹ لی ہے۔یہ اصول غلط ہے کہ ہم مرزائیت کا علمی اور دینی محاسبہ کریں اور یہ لوگ ننگی گالیاں دیں اور جب ہم انہیں گالی ثابت کرنے کے لیے تیار ہوں تو حکومت میں مرزائی اثرات ہمارے خلاف استعمال ہوں۔

مرزائیوں سے ہمارا کوئی شخصی یا جماعتی تنازعہ نہیں۔ہماری گذارش یہ ہے کہ:

ا۔۔۔مرزائی اپنی مصنوعی نبوت کے کاروبار کو بند کریں۔ورنہ مسلمانوں سے الگ ہوجائیں۔

۲۔۔۔مرزائی اسلام کی مقدس اصطلاحات کو استعمال نہ کریں۔مثلاً اپنی عورتوں کو 'امہات المومنین' یا 'سیدۃ النساء' نہ لکھیں۔اس سے ہمارا خون کھولتا ہے۔

۳۔۔۔مرزا غلام احمد کی دشنام آلود کتابیں ضبط کی جائیں۔

۴۔۔۔مرزائیوں کو تبلیغ اسلام کے نام پر کوئی زرمبادلہ نہ دیا جائے۔

۵۔۔۔۲۵رجون الفضل کے شمارے میں کسی قاضی محمد عبداللہ کے بیمار پڑنے کی خبر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چھپی ہے۔ کہا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کے ۳۱۳ صحابہ میں سے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! کیا یہ اسلام کی مقدس روایتوں اور اصطلاحوں پر ڈاکہ نہیں۔

۶۔۔۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ قادیانی امت ایک سیاسی جماعت ہے جو مقتدرِ اعلیٰ کی رائے کو سوادِ اعظم کے خلاف زہر آلود کرنا اپنا دھرم سمجھتی ہے۔

ہم ہر جگہ ثبوت دینے کو تیار ہیں۔ لیکن ہمیں طرح طرح کی گالیاں دی جا رہی ہیں اور انہیں کوئی ٹوکتا نہیں۔ ہمیں قادیانی حکام کی لیپا پوتی معلوم ہے۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے چٹان' مٹ جائے، شورش کاشمیری فنا ہو جائے۔ اس کی اولاد کو ختم کر دیا جائے۔ لیکن ہم رسولؐ، اہل بیتؓ اور صحابہؓ کے بارے میں ان کی بھونڈی نقلیں ایک لحظہ کے لیے بھی سہ نہیں سکتے۔ نزع تک یہی ہوگا۔ مرزائیوں کے تعاقب میں ظفر علی خانؒ، علامہ اقبالؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی روحیں زندہ جاوید ہیں۔ (ہفت روزہ 'چٹان'، لاہور۔ مؤرخہ ۳ر جولائی ۱۹۶۷ء)

انگلستان میں مرزائی مشن

ہم خدا اور رسول کے نام پر صدر مملکت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ دل و دماغ کے مسلمان آفیسر کو جو صحیح العقیدہ ہونے کے علاوہ ان کا معتمد ہو، اس امر کی تحقیق کے لیے مقرر کریں کہ:

۱۔۔۔ قادیانی جماعت کا جو مشن انگلستان میں کام کر رہا ہے وہ مسلمانوں کو مرزائی بنا رہا ہے یا انگریزوں میں تبلیغِ اسلام کے نام پر اپنے اغراضِ مشؤمہ کا کھڑاگ رچا کے بیٹھا ہے؟ ہماری مصدقہ معلومات کے مطابق صورتحال یہ ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان اپنے تبلیغی دستہ کی بہ نفس نفیس قیادت کر رہے ہیں اور تین سے چار لاکھ تک جو مسلمان انگلستان میں مقیم ہیں ان میں مرزائیت پھیلانے کے لیے شب و روز ایک کر رہے ہیں۔ اس مقصد کے لیے وہاں ایک مرکز اور اقامتی ہوٹل قائم کیا گیا ہے۔ جہاں نو واردوں: جز رسوں اور کم آمدنی کے مسلمانوں کو رہائشی سہولت کے علاوہ سستی روٹی دی جاتی ہے۔ چوہدری ظفر اللہ خان ان لوگوں میں پھسکڑا مار کر بیٹھ جاتے اور تبلیغ مرزائیت کرتے ہیں۔ اکثر لوگ محدود، دینی واقفیت کے باعث ان کے دام میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پھنس جاتے ہیں۔ ان سے پوچھا جائے کہ اس مشن کا مقصد مسلمانوں کو مرزائی بنانا ہے یا عیسائیوں کومسلمان؟ اس مشن پر آج تک کتنا سرمایہ خرچ ہوا اور اس کی بدولت کتنے انگریز مسلمان یا مرزائی ہوئے ہیں، صحیح اعداد سے حقیقت کھل جائے گی۔

۲۔۔۔مرزائی مشن کی اس جارجیت سے تنگ آکر انگلستان میں مقیم مسلمانوں نے انٹرنیشنل تبلیغی اسلامی مشن قائم کیا ہے۔ایک برطانوی نژاد مسلمان کرنل کا وہاں کے اخباروں میں بیان چھپا تھا کہ قادیانی مشن کی دعوتِ اسلام دوغلہ ہے اور یہ دوغلہ اسلام ہمیں اس لیے منظور نہیں کہ برٹش میوزیم سے جو سیاسی ریکارڈ ہم نے دیکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں برطانوی حکمرانوں نے مسئلہ جہاد کی تنسیخ اور مسلمانوں کی وحدت میں تفریق کے لیے مرزا غلام احمد اور اس کی سیاسی امت کو پیدا کیا تھا۔ ہم انگلستان کے باشندے اپنے ہی خود ساختہ سیاسی نبی پر کیونکر ایمان لاسکتے ہیں۔ جب کہ پاکستان اور ہندوستان سے ہماری حکومت کا دور لد چکا ہے۔ اس کے بعد تو اس نبی کو بھی لد جانا چاہیے تھا۔

۳۔۔۔مرزائیوں کے اس مشن نے مسلمانوں کے درمیان فتنے کی شکل اختیار کر لی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ برطانیہ میں مقیم مسلمانوں کو ارتداد کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ ایک مشن پاکستان کے زرمبادلہ سے انگلستان میں تبلیغ اسلام کا مدعی ہو اور وہاں مسلمانوں کو مرزائی بنانے میں مشغول ہو۔ایک ایسا شرمناک بلکہ ہولناک فعل ہے کہ اس کا تدارک نہ کرنا بھی خسران عظیم کا باعث ہے۔ (ہفت روزہ 'چٹان'، مورخہ ۳؍ جولائی ۱۹۶۷ء)

انگریزوں کے خاندانی ایجنٹ

ایڈیٹر 'چٹان' نے مرزائی امت کا جائزہ لیتے ہوئے گذارش کی تھی کہ:

۱۔۔۔قادیانی جماعت کوئی دینی جماعت نہیں بلکہ ایک سیاسی جماعت ہے۔ جب تک ملک غلام رہا، اس جماعت کے پیروکار انگریزوں کے خانہ زاد رہے۔ ملک آزاد ہو گیا تو اس جماعت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے بوجوہ اپنی حکومت قائم کرنے کا خواب دیکھنا شروع کیا۔ اس امر کے دلائل وشواہد موجود ہیں کہ قادیانی غیر عرب اسلامی مملکتوں کے قلب میں ایک عجمی اسرائیل قائم کرنا چاہتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے اسرائیلی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس غرض سے ان کی نگاہ عموماً کشمیر پر رہی ہے۔ ان کے نزدیک کشمیر 'مسیح ناصری' کا مدفن ہے اور مسیح موعود کی پیش گوئی کا محور بھی۔

۲۔ ...... سیاسی زندگی کا فقدان جس نہج پر چل رہا ہے اس کے پیش نظر ہمارا قطعی خیال ہے کہ مرزائی اپنے پرانے خواب کی تعبیر کا راستہ بنانے میں بڑی ہوشیاری سے مشغول ہیں۔ لہٰذا ان کا احتساب ضروری ہو گیا ہے کہ ملک کے اہم محکموں میں بہ لحاظ تناسب ان کی تعداد کیا ہے؟ اگر یہ تناسب سے زیادہ ہیں اور بعض کلیدی آسامیاں ان کے قبضہ میں ہیں تو آئندہ ان کی بھرتی روک دی جائے اور ان کے اعمال وافعال کی کڑی نگرانی کی جائے۔

۳ ...... ہم نے صدر مملکت سے گذارش کی تھی کہ وہ اپنے ذرائع سے ان پر نگاہ رکھیں اور معلوم کریں کہ ربوہ کی اندرونی زندگی کیا ہے؟ جب سے ربوہ بنا ہے اس وقت سے لے کر آج تک انٹیلی جنس بیورو نے جو مواد مہیا کی ہے اس مواد کی ابتدائی رپورٹوں سے لے کر فوقانی تجزیہ تک ہر ورق مطالعہ فرمائیں۔ انشاء اللہ بہت کچھ آشکار ہوگا۔

اگر قادیانی امت محسوس کرتی ہے کہ ہم نے جو کچھ لکھا محض افتراء ہے تو اس کا فرض ہے کہ سامنے آئے حکومت کو دعوت دے کہ وہ ان امور کی تحقیق کرے۔ ہم غلط ثابت ہوں تو ہر سزا کے لیے تیار ہیں۔ ورنہ مرزائی امت کو اعلان کرنا چاہئے کہ وہ مسلمانوں سے الگ ایک اقلیت کی زندگی بسر کرنے کے لیے آمادہ ہیں؟

مرزائی کج بحثی کے استاد ہیں۔ اس طرف آتے نہیں، مسخرگی پر اترے ہوئے ہیں۔ پچھلے دنوں ظفر علی خانؒ اکادمی کا اعلان ہوا تو قادیانی ناقوس 'الفضل' نے لکھا کہ اس اکادمی کو احرار کی خانقاہ پر عرس رچا کر قوالوں سے مولانا ظفر علی خانؒ کا کلام گوانا چاہئے۔

پنجاب کے احرار...... اسلام کے غدار۔ دیکھا آپ نے، اندھے کو اندھیرے میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بڑے دور کی سوجھی۔

خبر 'الفضل' تک نہیں پہنچی، ورنہ پچھلے دنوں بہشتی مقبرے میں ہریانہ کی سنگت سبھا کا جو اجلاس منعقد ہوا، اس میں بڑے بڑے گنی شریک ہوئے۔ ارمغان قادیان (مؤلفہ مولانا ظفر علی خانؒ) سے وہ رنگ بندھا کہ فضا گوش بر آواز ہو گئی۔ ٹیپ کا بند تھا:

سجیلی ہے نبوت قادیاں کی
رسیلی ہے نبوت قادیاں کی
فتاویٰ دے چکے ہیں جانِ عالم
رنگیلی ہے نبوت قادیاں کی
کہا اک مغبچہ نے تخلیہ میں
نشیلی ہے نبوت قادیاں کی

ہم کئی بار دہرا چکے ہیں کہ علامہ اقبالؒ نے جو کچھ آپ کے متعلق کہا اس کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟ لیکن ۲۵؍جون کے شمارے میں حقائق و نکات کے تحت ارشاد ہوتا ہے۔ مولوی حسین احمد مدنیؒ، آزاد کے حاشیہ بردار (اور یکے از) پسماندگانِ احرار کو علامہ اقبالؒ کی نمائندگی کا حق کس نے دیا ہے۔ یہ گویا اصل سوال کا جواب ہے؟ کیا اس سے علامہ اقبالؒ کے ارشادات ختم ہو جاتے ہیں۔ کنی کترانے سے فائدہ؟ جواب عنایت فرمایئے۔ رہا پسماندگانِ احرار میں ہونے کا سوال، تو ایڈیٹر 'چٹان' کو اس پر فخر ہے اور اس کا اعتراف بار بار کیا جا چکا ہے۔ احرار نے نبوت کا کھڑاک نہیں رچایا، نبوت کی حفاظت کی ہے۔

قادیانی 'احرار' کا نام ادب سے لیں، انہیں احرار سے کوئی نسبت نہیں۔ وہ (قادیانی) عمر بھر برطانیہ کے ذلہ خوار رہے ہیں۔ انہیں استقامت و ایثار کے مجسموں سے کیا نسبت ہو سکتی ہے؟ رہ گئے مولانا حسین احمد مدنیؒ اور مولانا آزادؒ، تو ان کا حاشیہ بردار ہونا عیب نہیں، اعزاز ہے۔ آپ اس ذلت کے متعلق کیا فرماتے ہیں، جو ٹکے ٹکے کے انگریز افسروں کی حاشیہ برداری کے باعث آپ کا توشۂ آخرت ہو چکی ہے؟ پاکستان کے سیاسی مزاج کی آڑ لے کر آپ مولانا آزادؒ کو گالی دیتے ہیں۔ لیکن ہندوستان میں آپ ان کے دروازہ پر قادیانی درویشوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے لیے بھیک مانگنے گئے تھے؟

'الفضل' نے اسی شمارے میں زبان و بیان کے تحت ہمارے اس دعویٰ پر اپنے روایتی لہجہ میں نکتہ چینی کی ہے کہ: ''ایڈیٹر 'چٹان' ہر مرزائی مصنف، شاعر اور مبلغ کی تحریر و تقریر میں زبان و بیان کے اعتبار سے کئی پشتوں تک اصلاح دے سکتا ہے۔''

ہم اپنے اس دعویٰ پر اصرار کرتے ہیں، ارشاد ہو تو 'درثمین' کی غلطیاں پیش کریں؟' سلطان القلم' کی عبارتوں کے امراض کا علاج بھی ہمارے پاس ہے۔ لیکن جب آپ نے جہالت میں پختہ ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے تو شوق سے اسی حال میں رہیے۔

جس کا دین صحیح نہ ہو، اس کا ادب کب صحیح ہو سکتا ہے۔ ہم نے لاہوری' ہفتہ وار' کی مغلظات کو بول و براز لکھا تھا۔ 'الفضل' نے اس پر اعتراض کیا ہے۔ فرمایئے اور کیا لکھتے، گالی کو گندگی کہنا جرم ہے؟ آپ کے سلطان القلم نے مسلمانوں کو کنجریوں کی اولاد تک لکھا ہے۔ اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ ہم چھاپنا نہیں چاہتے۔ ہمارے اوراق متحمل ہی نہیں ہو سکتے۔ ورنہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مخاطبین کو جس زبان میں خطاب کیا ہے اس کا بیشتر حصہ صرف دشنام ہے۔ مرزا قادیانی کی کتابوں سے اس وقت سات سو تیرہ گالیاں نکال کے علیحدہ کاغذ پر لکھی پڑی ہیں۔ ضرورت پڑی تو انہیں مقننہ انتظامیہ اور عدلیہ کے روبرو رکھا جائے گا، کہ استعماری ٹکسال میں جو نبوت مضروب ہوئی تھی اس کا معیار، قیمت اور مذاق کتنا پست تھا۔

(ہفت روزہ 'چٹان' لاہور۔ مؤرخہ ۳ر جولائی ۱۹۶۷ء)

خلیفہ ثالث کا عزمِ یورپ

مرزائی امت کے تیسرے خلیفہ مرزا ناصر احمد ۶ر جولائی ۱۹۶۷ء کو اپنے راج بھون سے یورپ کے لیے روانہ ہو گئے۔ حسنِ ظن بڑی اچھی چیز ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ انہیں اور ان کے ساتھ افراد کی ایک جماعت کو اس نازک مرحلہ میں سفرِ یورپ کی اجازت دی گئی ہے تو اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ یہ بھی غور کیا گیا ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان بھی لندن میں ہیں۔ ادھر پلاننگ کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین مسٹر ایم ایم احمد بھی چار ہفتے کے لیے سرکاری دورے پر چلے گئے ہیں۔ مسٹر ایم ایم احمد بھی اس نبوت ہی کے فرزند ہیں۔ ہماری گذارش اتنی ہے کہ اس امر کا ضرور خیال رکھا جائے کہ خلیفۂ ثالث کی ملاقاتیں کس رخ پر چلتی ہیں۔ وہ کن کن لوگوں سے ملتے، ان کے لیے کیا انتظام کیے جاتے اور ان کے سفر کی غایت کیا ہے۔ آواز حقیر سہی، لیکن دردمندانہ ہے اور ملک وقوم کے مفاد کو ملحوظ رکھ کر عرض کیا گیا ہے۔ (ہفت روزہ 'چٹان' لاہور۔ مؤرخہ ۱۰ر جولائی ۱۹۶۷ء)

مرزائی اور 'چٹان'

مرزائیوں کی عادت مستمرہ ہے کہ مسلمانوں کے تعاقب سے بھاگتے وقت حکومت کی آڑ میں چلے جاتے اور ترپ کے پتوں کو لگا کر خود بی جمالو کی حیثیت سے تماشائی بن جاتے ہیں۔

آج کل ہمارے معاملے میں ان کا یہی شعار نمایاں ہو رہا ہے۔ ان کے تمام سرکاری ملازمین اپنی اپنی جگہ شست باندھ رہے ہیں، ہم ان سے غافل نہیں۔ حکومت کو یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ ہم نے گویا فرقہ واریت کے ساز سے کوئی نغمہ اٹھایا ہے۔ اپنی جماعت سے یہ کہا جا رہا ہے کہ 'چٹان' ہی واحد آوازہ رہ گئی ہے۔ جس سے ہمیں گزند پہنچ سکتا ہے۔ لہذا جس طرح بھی ممکن ہو اس کو ختم کرانے کے لیے اعضائے حکومت کو آمادہ کیا جائے۔ چنانچہ ان کے مختلف چہرے مختلف دروازوں پر دستک دے رہے ہیں۔ ہماری معلومات کے مطابق 'چٹان' کی شہ رگ پر چھری رکھوانے کے لیے 'الفضل' نے اپنے اژدہوں کو متحرک کر دیا ہے۔

فرض کیجیے مرزائیت کی خوشنودی کے لیے 'چٹان' کسی احتساب کا شکار ہو جاتا ہے اور 'الفضل' کو بگٹٹ چھوڑ دیا جاتا ہے تو کیا یہ ملک وقوم کی خدمت ہوگی؟ قلم نہ رہا زبان سہی۔ مرزائیت نے یہ کیوں کر باور کر لیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے دینی احتساب سے محفوظ رہ سکتی ہے اور اس طرح اس کے سیاسی عزائم کو آب ودانہ مل سکتا ہے، ناممکن!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(ہفت روزہ ’چٹان‘ لاہور ۔ مورخہ ۱۰؍جولائی ۱۹۶۷ء)

مسیلمہ کے جانشین

ہمارا مخاطب لاہور کا ’لے پالک‘ ہفتہ وار جریدہ نہیں ۔ وہ شوق سے ہمیں گالیاں دیتا رہے ہم نہ تو اس کو منہ لگائیں گے اور نہ اس کو قابل سمجھتے ہیں کہ اس کی ہفوات پر قلم اٹھائیں ۔ ہمیں مرزائیوں سے بحیثیت انسان کوئی تعرض نہیں ۔ ایک پاکستانی کی حیثیت سے ہم ان کے وجود، ناموس اور آبرو کی حفاظت ملکی حکومت کے فرائض کا جزو غیر منفک سمجھتے ہیں ۔ لیکن جس دن سے ہم نے اس جماعت کے سیاسی عزائم کا محاسبہ کیا اور حکومت سے درخواست کی ہے کہ ان پر کڑی نگاہ رکھے ۔ اس دن سے ربوہ کی خلافت کے تمام سرکاری بزرجمہر اپنے رسوخ و اقتدار کے نیزے لے کر ہمارے جسم کے چھید کرنے پر تلے ہوئے ہیں ۔

ہمارے خلاف اندر خانہ محاذ باندھا جا رہا اور ہمیں صرف اس کے جرم میں سزا دلوانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ ہم نے صدر ایوب کو ان کی فطرت اور سرشت کے احوال و آثار سے آگاہ کیا ہے ۔

پھر سن لیجئے ہماری خواہش صرف اتنی ہے کہ:

۱.....مرزائیوں کو علامہ اقبالؒ کے فکر و نظر کی بنیاد پر مسلمانوں سے علیحدہ ایک اقلیت قرار دیا جائے ۔

۲.....انہیں روکا جائے کہ سرورِ کونین ﷺ ، صحابہؓ اور اہل بیتؓ کی مقدس کی اصطلاحات، القابات، خطابات اور فضائل و مناقب کو اپنے نام کے ساتھ استعمال نہ کریں ۔ کیونکہ یہ سرمایہ مسلمانوں کی محبوب ترین متاع ہے ۔ جب قادیانی روزنامہ ’الفضل‘ اس سرمایہ کا استعمال اپنے حلقہ بگوشوں کے لیے کرتا ہے تو مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے ۔

مرزا غلام احمد کی کسی بیوی کو ام المومنین لکھنا اور لڑکی کو سیدہ النساء کہنا ہمارے نزدیک ہولناک جسارت ہے ۔ ایک طرف دلجوئی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ خلافتِ راشدہ کا تذکرہ تاریخ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے تعلیمی نصاب سے حذف کیا جا رہا ہے۔ دوسری طرف مٹھی بھر مرزائیوں کے ناقوس 'الفضل' کو اذن عام ہے کہ وہ مسلمانوں کے مسلمات کا استخفاف کرے اور اس سرمایہ اسلام کو ہتھیا تا رہے۔ جس پر محمد عربی ﷺ (فداہ امی وابی) کے اسلام کی اساس ہے۔ دلجوئی کے مقابلہ میں اس دل آزاری کا جواز کیا ہے؟

۳...... مرزائی ایک سیاسی تنظیم ہیں۔ ہم اپنی حکومت سے مؤدبانہ التماس کرتے ہیں کہ ان کے حرکات واعمال سے باخبر رہے۔ فرمایئے ان گذارشات میں کوئی ایسی بات ہے جس سے قانون اور اس کی منشاء پر آنچ آتی ہو یا پاکستان کی اقلیت اور اکثریت کے مابین نفرت پیدا ہونے کا شائبہ ہو۔ ہماری گذارش کا مدعا یہ ہے کہ مرزائی نبوت کا کھڑاک رچا کر جس نفرت کو پیدا کر چکے ہیں۔ ان کے ایک علیحدہ اقلیت ہو جانے سے اس نفرت کا خاتمہ ہو جائے۔

علامہ اقبالؒ کی اس بارے میں قطعی رائے دیکھنی ہو تو اقبال اکادمی پاکستان کراچی کی تازہ کتاب ''انوارِ اقبال'' مرتبہ: بشیر احمد ڈار اور پیش لفظ: جناب ممتاز حسن، کا ص ۴۴ ملاحظہ فرما لیجئے۔ اصل خط چھاپ دیا گیا ہے۔ اس کا دوسرا پیرا کتابت میں غائب کر دیا گیا ہے۔ لیکن متن میں من وعن چھپا ہوا ہے۔ مسیلمہ کے کذب اور سزا کے جواز پر واضح اشارہ موجود ہے۔

یہ جرم ہے جس کی بناء پر مرزائی اپنے اقتدار و رسوخ کو استعمال کر کے 'چٹان' اور ایڈیٹر 'چٹان' کو سزا دینا چاہتے اور حکومت کے سربراہوں کو بدگمان کر رہے ہیں۔ لیکن ہمارا اس سے کوئی مقابلہ نہیں۔ نہ ہمیں اس سے کوئی مشکلات ہے نہ ہم نے اسے لائق سمجھا۔ ہمارے صفحات میں اس کے خلاف کچھ نہیں لکھا گیا۔ ہمارا حریف بلکہ مسلمانوں کا حریف 'الفضل' ربوہ ہے۔ اس نے ہمارے خلاف سب وشتم کا انبار لگایا۔ اپنی پیدائش سے لے کر اب تک وہ مسلمانوں کے لیے دل آزاری کا باعث بنا ہوا ہے۔

اگر اس کو محفوظ رکھنے کے لیے کسی مرزائی گوشہ سے یہ فتنہ اٹھا کہ 'چٹان' زیر عتاب ہو، اور لاہور کا لے پالک برائے وزن بیت نتھی کیا جائے، تو اس کا مطلب ہوگا کہ مرزائی 'چٹان' کو اس لیے مٹانا چاہتے ہیں کہ ان کے نزدیک اقبالؒ، ظفر علی خانؒ، اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تو موت کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آغوش میں جا چکے ہیں۔ باقی ان کے خدنگِ ناز کی چوٹ سے سہم گئے ہیں۔ صرف ایک 'چٹان' ہے جس ان کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا ہے۔ اس کو مٹا کر پھر ان کے لیے سب اچھا ہو جائے گا۔ کیا یہ ممکن ہے؟ اور قانون مطابع یہ نہیں سوچے گا کہ وہ ایک خانہ ساز نبوت کی حفاظت کے لیے نافذ نہیں ہوا۔ بلکہ اس کے حدود میں مملکت کا استحکام اور اس کے لوازمات ہیں۔

ہم اس سے غافل نہیں کہ مرزائی ہمارے خلاف ایڑی چوٹی کا لگا رہے ہیں۔ لیکن 'الفضل' صحیفۂ اقدس نہیں کہ اس کو عصمت مریم کا درجہ دے کر محفوظ رکھا جائے؟ اور مرزائی بزعم خویش مطمئن ہو جائیں کہ انہوں نے جیسا کہ وہ لکھ رہے ہیں علامہ اقبالؒ، مولانا ظفر علی خان اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ترکش کا آخری تیر بھی تڑوا ڈالا ہے۔ معاف کیجئے، قانون کا مقصد مرزائیوں کی حفاظت نہیں، اس ملک میں اس دین اور قوم کی حفاظت ہے۔

(ہفت روزہ 'چٹان' لاہور۔ مؤرخہ ۱۰ر جولائی ۱۹۶۷ء)

چکنی داڑھی، منفی چہرے

'الفضل' کا لاہوری فرزند بے قابو ہو گیا ہے۔ ہر ہفتہ 'درثمین' کے انداز میں گالیاں بکے جا رہا ہے۔ کوشش اس کی یہ ہے کہ ہم اسے منہ لگائیں اور وہ اپنی قیمت بڑھالے۔ قیمت لگ چکی ہے۔ سرکاری اشتہار، مرزائی اداروں کی سرپرستی، پھر جہاں تہاں قادیانی بیٹھے ہیں اپنا صدقہ اور زکوۃ اس کو دے رہے ہیں۔ پرچہ مفت تقسیم ہو رہا ہے۔ افسروں، ججوں اور دوستوں کے ہاں حقے کی نے بناء ہوا ہے۔

غرض بوبک حجام کو جو چاہیے تھا، مل گیا۔ سکت کہاں کہ بتاشوں کی طرح بٹتا رہے؟ خواہش یہ ہوگی کہ روٹیاں توڑتا رہے۔ سو قسمت جاگ اٹھی ہے۔ ہم اس کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اسے کچھ نہیں کہیں گے۔ آموختہ دہراتا رہے۔ جواب اس کو دیا جاتا ہے جس کی عزت یا حیثیت ہو۔ برأت پر سہرا پڑھنے سے کوئی شخص معزز نہیں ہو جاتا۔ ہماری طرف سے کھلی اجازت ہے، شوق سے بکتے رہیئے۔ بلکہ ہنہنایئے۔ ذرا زور سے ہنہنایئے۔ آپ کے متنبی کی سنت ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جس شخص کی آنکھ کا پانی مر چکا ہو اس سے مختلف زبان کی توقع ہی عبث ہے۔ اس طائفہ کا انحصار ہی دشنام ہے۔ جس کی دم اٹھائی مادہ، جسے پایا ٹھگ، کھال اوڑی بال رو کھے، کہے کون؟ کہ آج کے تھپے آج ہی نہیں جلا کرتے۔ پیچوان کا دھواں ہے، اڑنے دو۔ اختر بختر کھول رکھا ہے۔ بچکا عبدالسلام خورشید کے ہاتھ میں ہے۔ ڈور کی چرخی بنو کے ہاتھ میں۔ مرزا کدال لیے پشت پر ہیں۔ مرزا چڑیا کھونٹیوں میں پانی اتار رہے ہیں۔ مرزا جھرجھری کی شہ پر وتادی اور سہ تادی تکلیں بڑھادی ہیں۔ غرض ہر چگی داڑھی ان کے ساتھ ہے۔

جی ہاں گڈی اڑانا مشکل نہیں۔ مرزائی الفن ہمیشہ ہی کٹتی ہے۔ ہم نے پیچ لڑایا تو اس کنکوے سے نہیں۔ مرزا رنگیلے اور مرزا رسیلے سے دو دو ہاتھ ہوں گے۔ یہ بیچارہ تو لنڈوری میں پنچھلا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس کو ٹمپل روڑ کا ادھا کہہ لیجئے۔ ادھر پیٹھا چھوڑا، ادھر ڈوریں زمین تک لٹک آئیں گی۔ بھلا کانے پتنگ میں بوتا کہاں کہ جھونک سنبھال سکے۔ ہم طرح دے رہے ہیں۔ لیکن یہ پرنالے کی طرح دھائیں دھائیں بہہ رہا ہے۔

ہذیان اس بری طرح اس کو چمٹا ہے کہ زبان لگا تار مغلظات اگلتی جارہی ہے۔ مثلاً اب کے اس نے گالیوں کی بوچھاڑ لگادی ہے۔ یہاں تک کہ وہ تمام محاورے، اشارے، کنائے، تلمیحیں اور رمزیں اڑائیں ہیں۔ جن کے بارے میں ایک ثقہ راوی کا خیال ہے کہ میر ناصر نواب دہلوی نے عقد کی شرینی میں ساتھ کر دی تھیں۔ اس بازار کا خلجان عموماً اس بے سرے کو رہا ہے۔ حالانکہ جس ٹہنی کا یہ پتہ ہے، اس کی جڑیں جاوڑی سے پھل پھول لائی تھیں۔ گالی دینا شیوہ شرفاء نہیں۔ نہ ہفوات بکنا ہی ادب وانشاء ہے۔ سوالات بنیادی تھے۔ جوابات استادی ہیں۔ 'چٹان' نے آپ کی عزت و آبرو پر حملہ نہیں کیا۔ کوئی ایسی بات نہیں کہی جو محض گالی ہو۔ لیکن آپ کو دشنام کے سوا سوجھتا ہی نہیں۔ آپ نے لکھا ہے:

''کوئی چنڈی داس یا پربودھ آپ کو چار چھ ماہ کی خرچی دے کر شکار دیتا تھا۔''

مسیح موعود کے اس انداز میں بھی جواب دیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ صحافت نہیں سخافت ہو گی۔ خرچی ہی کا شوق ہے تو ربوہ سے رجوع کیجئے اور مبشر اولاد سے پوچھ کر فرمائیے کہ مہدی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

موعود جب دوسری شادی کے لیے دہلی تشریف لے گئے تھے تو بحوالہ تاریخ احمدیت، صفحہ ۵۶، سطر ۱۵، حافظ حامد علی اور لالہ ملاوامل کو ساتھ رکھا تھا۔ ان لالہ ملاوامل کا ایک نبی کی شادی سے کیا تعلق تھا؟ ملاوامل کے نام پر بھی غور کیجیے۔ معانی کی بہت سی گرہیں کھلتی جائیں گی۔ ہم سے نہ کہلوائیے، ہم وہ زبان استعمال نہیں کر سکتے جو آپ کے سلطان القلم کی زبان ہے؟ البتہ یہ بات ضرور ذہن میں رکھیے کہ ؎

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

چنیوٹ میں ایڈیٹر 'چٹان' کی تاریخی تقریر سے آپ کو قرا قر اٹھا۔ آپ نے گالیاں دیں۔ ہم نے اغماض کیا۔ آپ نے ہمارے اغماض کو اپنے لیے حیاتین سمجھا اور غرانے لگے۔ ہم نے پھر بھی منہ نہ لگایا۔ آپ نے ننگی گالیاں بکیں، ہم نے معذور سمجھا، کچھ نہ کہا۔

محسوس ہوتا ہے آپ شرفاء کی زبان ہی نہیں سمجھتے۔ اچھا صاحب! اور گالیں دے لیجیے۔ جی بھر کر دیجیے۔ بہشتی مقبرے پر فاتحہ پڑھ کر الاپئے۔ چشم ماروشن چشم ماشاد، لیکن ہم نے دہلی کے میر توڑ کا تانا بانا کھولا تو نہ صرف خرچی کا مفہوم آپ کے ذہن پر اچھی طرح نقش ہو جائے گا۔ بلکہ ربوہ کی اقلیدس شکلیں بھی دانت نکوس دیں گی۔ خدا جانے آپ کس کھونٹے پر ناچ رہے ہیں؟ ضرور ناچئے، اس کھونٹے پر! یہ کھونٹا آپ ہی کے لیے ہے۔ دہلی مرحوم کا محاورہ ہے:

سیاں بھے کوتوال اب ڈر کاہے کا

لیکن جس نبوت یا خلافت کو آپ جیسے قلمکار (بروزن اداکار) مل جائیں اس کی ہڈیاں بھی چیخنے لگتی ہیں۔ عزتیں برابر کی چیز ہیں۔ اپنی زبان، اپنے قلم، اپنے الفاظ، اپنی نگارش غرض ایک ایک چیز پر غور کر لیجیے۔ انسانوں کی طرح گفتگو کیجیے۔ ہم نے چھیڑا تو آقایانِ ولی نعمت سے شکایت نہ کیجیے گا۔ اس وقت تو آپ بے تو اکا سونٹا بنے پھرتے ہیں۔ نہ بڑوں کا ادب نہ چھوٹوں کی لاج۔ ہم نے قلم اٹھایا تو پھر لیچپی اور ملائی کی طرح نرم زبان نہیں چلے گی۔ اصطبل میں بندھے رہئے، آپ کی کون سی چیز چھپی ہوئی ہے کہ آپ مور پنکھی ناچ پر اتر آئے ہیں۔

احرار کا نام وضو کر کے لیا کیجیے۔ آپ کو سالک صاحب کا درد بھی اٹھا ہے اور آپ نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک فرضی خط میں متلی فرمائی ہے۔ خورشید سلمہ کو بھی ہم مشورہ دے چکے ہیں۔ آپ سے بھی گذارش ہے کہ سالک صاحب کی نمائندگی نہ کیجئے۔ انہیں قبر میں آرام کرنے دیجئے۔ ہم نے سالک صاحب کا ذکر کیا، تو اس لیے کہ شائد بیٹے کو غیرت ہو اور بات کے احترام میں ان کے دوستوں کا ذکر کرتے وقت ادب کو ملحوظ رکھے۔ بکنا ہے تو ہمارے خلاف بکیے۔ خوب بکیے کھل کے بکیے۔ غصہ ایڈیٹر 'چٹان' پر ہے، گالیاں مولانا آزادؒ کو دے رہے ہو۔ مولانا حسین احمدؒ پر زبان کھولنے سے توبہ کیجئے توبہ! ان مرحومین کا اس بحث سے کیا تعلق؟ مولانا آزادؒ ہی ہیں جن کے آستانہ پر آپ قادیان کے بہشتی مقبرے کی حفاظتی بھیک مانگنے دہلی گئے تھے۔ مولانا حسین احمدؒ کی ہتک کرکے آپ کس کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ تحریکِ پاکستان کا ناجائز فائدہ نہ اٹھایئے۔ آپ کا اس سے کیا تعلق؟ کسی قادیانی کا نام لیجئے جو تحریک پاکستان میں شامل تھا۔ صف ثانی یا صف ثالث کے لیڈروں میں تھا؟ زعیم تھا؟ کارکن تھا؟ لیگ کے ٹکٹ پر کسی اسمبلی کا ممبر منتخب ہوا؟ قادیانی لیگ کا نام لیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ابولہب مسلمان ہو گیا ہے۔

'الفضل' کے لاہوری فرزند نے اکیلے پر بودھ کا بھی ذکر کیا ہے۔ جناب والا منہ نہ کھلوایئے۔ بودھ گورداسپور کے حلقہ سے جس میں قادیان بھی ہے شروع سے صوبائی اسمبلی کے ممبر ہیں۔ آپ انہیں مسلسل ووٹ دیتے اور ان کی وزارتوں سے مستفیض ہوتے رہے ہیں۔ آپ کا بہشتی مقبرہ ان کی طفیل بچا تھا۔ تفصیلات درکار ہیں؟

آپ کا یہی لہجہ رہا تو سب کچھ حاضر کر دیا جائے گا۔ اصل مطالبہ ہمارا آپ سے یہ ہے کہ ہمارے بزرگوں کے نام ادب سے لیجئے۔ ورنہ اس حقیقت سے آپ انکار نہیں کر سکتے کہ خود کاشتہ پودے کا ایک ایک فرد چھلنی ہے یا چھاج!

ربوہ والو! علامہ اقبالؒ، سید عطاء اللہ بخاریؒ اور مولانا ظفر علی خانؒ کا نام ادب سے لو، ادب سے! ورنہ بے پیندے کے بدھنو، تمہارے ٹھیکرے بھی ہو سکتے ہیں۔

حد ہے کہ جب کبھی ان سے سیدھا سادا سوال کیا جائے اس امت کا سارا کنبہ بدگوئی پر اتر آتا ہے؟ انہیں اپنی آبرو عزیز ہے؟ اور کوئی شخص آبرو نہیں رکھتا؟ ہر ایک قلمکار کے خط وخال

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہمیں معلوم ہیں۔ عبدالسلام خورشید آج اس تھیٹریکل کمپنی کا پلے بیک سنگر ہے۔ لحاظ اس وقت تک ہوسکتا ہے جب تک اس کلال کی زبان حدود میں ہو۔ اب اگر زبان بدرنگ ہوگئی ہے تو اس کی گراریاں درست کرنا ہمارا فرض ہے۔ (ہفت روزہ 'چٹان' لاہور۔ مورخہ ۱۷ رجولائی ۱۹۶۷ء)

www.KitaboSunnat.com

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

'تاریخ احمدیت' جلد دوم، مؤلفہ دوست محمد شاہد (ادارۃ المصنفین ربوہ) کا صفحہ ۵۳ تا ۶۴ ملاحظہ ہو۔ اس کتاب کی چھ ضخیم جلدیں ہمارے پاس ہیں۔ مزید جلدیں چھپی ہیں تو ہمارے پاس نہیں، محولہ مضمون میں مرزا غلام احمد کی دوسری شادی کے حالات درج ہیں۔ یہ قادیانی امت کی سرکاری تاریخ ہے۔ اس کے بارے میں چوہدری ظفراللہ خان نے لکھا ہے کہ:

''دوسری جلد ختم کرنے پر میری طبیعت اس قدر متاثر تھی اور میرے دل پر اس قدر شدید احساس تھا کہ گویا میں حضرت مسیح موعود کی صحبت اقدس میں کئی گھنٹے متواتر گذار کر اٹھا ہوں۔''

۱۔۔۔ دنیا میں اسلام کے عالمگیر نظام روحانی کے قیام اور امام عصر حاضر کے لائے ہوئے آسمانی انوار و برکات کو جہاں بھر میں پھیلا دینے کے لیے ازل سے یہ مقدر تھا کہ ہندوستانی کے صوفی مرتاض اور ولی کامل حضرت خواجہ محمد ناصر کی نسل سے ایک پاک خاتون مہدی موعود کی زوجیت میں آئے گی۔ جس کے نتیجہ میں ایک نہایت مبارک اور مقدس خاندان کی بنیاد رکھی جائے گی۔

۲۔۔۔ حضرت مرزا (غلام احمد) ایک عرصہ سے عملاً تجرد کی بسر کر رہے تھے اور مسلسل علمی مشاغل و بیداری کے باعث ضعف قلب، ذیابیطس اور دوران سر وغیرہ امراض سے طبیعت انتہاء درجہ کمزور ہو چکی تھی۔ عمر پچاس تک پہنچ رہی تھی۔ جو ملک کی اوسط عمر کے مطابق پیرانہ سالی میں شمار ہوتی ہے اور اقتصادی مشکلات اور اہل خاندان کی مخالفت الگ ایک مستقل مصیبت تھی۔

۳۔۔۔ چونکہ خدائی منشاء میں نکاح ثانی کا ہونا ضروری تھا۔ اس لیے خود اللہ تعالیٰ نے غالباً ۱۸۸۱ء میں آپ کو نئی شادی کی تحریک فرمائی۔

۴۔۔۔ اس خدائی بشارت کے تین سال بعد نومبر ۱۸۸۴ء میں حضرت میر ناصر نواب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دہلوی کے ہاں آپ کی دوسری شادی ہوئی اوران کی دختر نیک اختر نصرت جہاں بیگم ''خدیجہ'' بن کر آپ کے حرم میں داخل ہوئیں اور لاکھوں ''مؤمنوں'' کی روحانی ماں ہونے کی وجہ سے ''ام المؤمنین'' کا خطاب پایا۔

۵......ان کی عمر سترہ اٹھارہ سال کی تھی اور حضرت کی عمر پچاس سال کے لگ بھگ ،تاریخ طے پاگئی تو آسمانی دولہا یعنی حضرت مسیح موعود لی جانے کے لیے حافظ حامد علی اور لالہ ملاوامل کی معیت میں لدھیانہ سٹیشن پر وارد ہوئے۔ حضرت میر صاحب نے رشتہ کا معاملہ اپنے خاندان بلکہ اپنی والدہ ماجدہ سے بھی مخفی رکھا۔ حضرت پہنچے تو انہیں بھی خبر ہوگئی اور وہ بھڑک اٹھے کہ ایک بوڑھے شخص اور پھر ایک پنجابی کو رشتہ دے دیا تھا۔

۶......حضرت دوسرے دن حضرت سیدہ النساء ام المؤمنین نصرت جہاں بیگم کو ساتھ لے کر دہلی سے روانہ ہوئے اور قادیان تشریف لے آئے۔ حضرت مسیح موعود کی پہلی خوشدامن محترمہ چراغ بی بی کے سوا سب رشتہ دار شدید مخالف اور بالخصوص اس دوسری شادی پر طیش میں آئے ہوئے تھے۔ کنبہ سخت مخالف تھا۔

۷......(بروایت اہلیہ محترمہ) ''جب ہم پہنچے ،تنہائی کا عالم ،بیگانہ وطن اور دل کی عجیب حالت ،روتے روتے برا حال ہوگیا تھا۔ نہ کوئی اپنا تسلی دینے والا ،نہ منہ دھلانے والا ،نہ کھلانے پلانے والا ،کنبہ نہ ناتہ ،اکیلی حیرانی پریشانی میں آن کر اتری۔ کمرے میں ایک کھری چارپائی پڑی تھی۔ جس کی پائینتی پر ایک کپڑا پڑا تھا۔ اس پر تھکی ہاری جو پڑی تو صبح ہوگئی''۔ مؤلف مرزا قادیانی کی اہلیہ کے ان الفاظ کو نقل کرکے لکھتا ہے۔

۸......''یہ اس زمانے کی ملکہ دوجہاں کا بستر عروسی تھا اور سسرال کے گھر میں پہلی رات تھی۔ خدا کی رحمت کے فرشتے پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ اے کھری چارپائی پر سونے والی پہلے دن کی دلہن ،دیکھ تو سہی دو جہان کی نعمتیں ہوں گی اور تو ہوگی ،بلکہ ایک دن تاج شاہی تیرے خادموں سے لگے ہوں گے۔''

۹......''حضرت ام المؤمنین کے ذریعہ سے ایک مبارک نسل کا آغاز ہوا اور آپ کے بطن مبارک سے پانچ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۰ حضرت ام المؤمنین کا بیان ہے کہ ''حضرت مسیح موعود کو اوائل ہی سے پہلی بیوی سے بے تعلقی سی تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ حضور کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی۔ نکاح ثانی کے بعد حضرت اقدس نے انہیں کہلا بھیجا۔ اب میں نے دوسری شادی کر لی ہے۔ اس لیے اب دو باتیں ہیں، یا تم مجھ سے طلاق لے لو، یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو۔ انہوں نے کہلا بھیجا۔ اب میں بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی۔ بس مجھے خرچ ملتا رہے۔ میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں۔''

مؤلف نے اسی ضمن میں صفحہ ۵۹ پر لکھا ہے کہ: ''حضرت کے بعض قدیم اور مخلص رفقاء نے بھی آپ کی صحت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر اظہار افسوس کیا۔ چنانچہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے خط بھیجا کہ مجھے حکیم محمد شریف صاحب کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے۔ اگر یہ امر آپ کی روحانی قوت سے تعلق رکھتا ہے تو میں اعتراض نہیں کر سکتا۔ ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے، ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلاء پیش آوے۔''

یہ سب کچھ مولف کے اپنے الفاظ میں جوں کا توں نقل کیا گیا ہے۔ ہمیں اس سے کوئی تعرض نہیں کہ شادی کا کھڑاک کیونکر رچایا گیا اور کہاں ختم ہو گیا۔ مرزائی جانیں ان کا نبی جانے، یا ان کے مؤلف جانیں۔ ہمارا اعتراض 'ام المؤمنین' کے الفاظ پر ہے کہ اس کا اطلاق صرف حضور سرور کائنات ﷺ فداہ امی وابی کی ازواجؓ پر ہوتا ہے۔ سیدۃ النساء کا لقب حضرت فاطمہ علیہا السلام کے لیے ہے۔ نصرت جہاں بیگم کو ان کے پاؤں کی خاک سے بھی نسبت نہیں۔ ہمارے نزدیک یہ شرمناک گستاخی ہے کہ مرزا قادیانی کی بیوی کو 'سیدۃ النساء' کہا جائے یا 'خدیجہ'۔

ملکہ دو جہاں کا لقب:

ظالمانہ جسارت ہے۔ یہ لقب تو حضور ﷺ کی ازواج مطہراتؓ کے لیے بھی استعمال نہیں ہوا ہے۔ چہ جائیکہ مرزا غلام احمد کی اہلیہ کے لیے۔ حکومت نے کبھی غور کیا؟ کیا سرکار کے محاسب محکمے صرف سیاسی اپوزیشن ہی پر نگاہ رکھنے کے لیے رہ گئے ہیں۔ ان کے نزدیک ذوالفقار علی بھٹو کا تعاقب، چوہدری محمد علی کا محاسبہ اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی نگرانی ہی فرائض ریاست کا سب سے بڑا حصہ ہے۔ ریاست، مملکت اور صدر کا احترام درست، لیکن اسلام، محمدؐ اور قرآن کل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کائنات سے بڑے ہیں۔ ان کے لیے تعاقب، محاسبہ اور نگرانی میں غفلت کا جواز کیا ہے؟ پریس برانچ ہفوات کا بھی جائزہ لیا کرے؟ آخر وہ کون سی طاقت ہے جس نے اس دینی اپوزیشن کو بگٹٹ چھوڑ رکھا ہے۔

کسی عورت کو ملکہ دو جہاں کہنے کا مطلب ہے کہ وہ دارین کی ملکہ ہے۔ یعنی اس جہاں کی ملکہ اور اگلے بھی ملکہ۔ اس دنیا کی ملکہ جو عرش کی دنیا ہے۔ جہاں انبیاء ہیں، صدیقین ہیں، شہداء ہیں، صلحاء ہیں اور ان کی ملکہ کون؟ مرزا غلام احمد قادیانی کی اہلیہ؟ انا للہ و انا الیہ راجعون!

آخر اس دل آزاری کا جواز کیا ہے؟ اس کا نام دلجوئی ہے؟ کس کی دلجوئی، قادیانی امت کی، حضورؐ کی ازواج مقدسہؓ کا مقابلہ، فاطمہ علیہا السلام کا سامنا اور نام دلجوئی۔ یہ صریحاً دل آزاری ہے۔ جس کی اجازت دین، قانون اور اخلاق کے نزدیک جرم ہے۔ منیر انکوائری رپورٹ میں ان مقدس القابوں اور ان مقدس اصطلاحوں کے استعمال پر واضح کی نشاندہی موجود ہے۔ لیکن مرزائی دیدہ دلیری، شوخ چشمی، کور باطنی اور ہٹ دھرمی سے ان کے استعمال پر تلے ہوئے ہیں، اور انہیں صرف اس لیے ٹوکا یا روکا نہیں جاتا کہ انہیں حکومت کے نزدیک قرب حاصل ہے اور جو لوگ انہیں ٹوکتے یا روکتے ہیں وہ سیاسی وجوہ کے باعث ارباب بست و کشاد کے عتاب کا شکار ہیں۔ جن کی ذمہ داری ہے، انہیں مشیتِ ایزدی کے اس اعلان کو ذہن میں رکھنا چاہیے۔ جس اعلان کو علامہ اقبالؒ نے ان لفظوں میں سمو دیا ہے:

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

مطالبہ نہیں استدعا ہے کہ اربابِ اقتدار ان اصطلاحوں اور القابوں کی تقدیس کے لیے قانون نافذ کریں۔ جو سرور کائناتؐ اور آپؐ کے خاندان کی میراث و متاع ہیں۔ ان کا سرقہ ہر حال میں قابل مواخذہ ہے اور 'تاریخِ احمدیت' اپنے مندرجات کے لحاظ سے ضبط کیے جانے کے قابل ہے۔ (ہفت روزہ 'چٹان' لاہور۔ مورخہ ۱۷ر جولائی ۱۹۶۷ء)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عجمی اسرائیل اور پاکستان کی اقتصادیات

قادیانی امت نے بالکل اسرائیل کے سے انداز اختیار کر لیے ہیں۔ خواندگان محترم کو معلوم ہے کہ:

ا۔۔۔۔ امریکہ اور برطانیہ کی اقتصادیات و مالیات پر یہودیوں کا قبضہ ہے۔ ان کے بعض بڑے جرائد بھی ان کے تصرف میں ہیں۔

۲۔۔۔۔ جانسن نے اسرائیل کی مدد کی ہے تو اس کی وجہ امریکہ کا اسرائیل سرمایہ اور اسی سرمائے کا امریکی عوام پر رسوخ ہے۔ ورنہ جانسن یا ولسن کو اپنے پیغمبر مسیح علیہ السلام کے قاتلوں سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے؟

۳۔۔۔۔ جانسن نے جو کچھ کیا آئندہ صداتی انتخابات میں اپنی کامیابی کے لیے امریکہ کی دولتمند صیہونیت کی خوشنودی کے لیے کیا ہے۔

پاکستان میں مرزائیت نے صیہونیت ہی کے راستہ پر چلنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان کے دل پر یہ بات نقش کالحجر ہو چکی ہے کہ مسلمان عوام ان کے مذہبی دھوکے میں نہیں پھنسیں گے۔ کیونکہ علامہ اقبالؒ، مولانا ظفر علی خانؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دوسرے اکابر نے ان کا یہ دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا ہے۔ امریکی اور برطانوی یہودیوں کی طرح اب ان کے سامنے ملک کی اقتصادی زندگی پر قبضہ کرنے کا خفیہ پلان ہے۔ صدر مملکت اور گورنر صوبہ تحقیق فرمائیں کہ:

ا۔ ملک کے اقتصادی پلان میں کتنے پراجیکٹ (ملیں اور کارخانے) ان کے لیے منظور ہوئے یا نہیں۔

۲۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ جب تک چوہدری بشیر احمد 'پکک' کے کرتا دھرتا رہے۔ انہوں نے دفتر میں تمام قادیانی بھرتی کیے اور ان کے عہد میں جتنے پراجیکٹ منظور ہوئے یا سفارش کیے گئے وہ تمام تر (شاید ہی کوئی دوسرا ہو) قادیانی امت کے فرزندوں کو ملے ہیں۔ یہ غلط ثابت ہو تو ہم گردن زدنی، ورنہ جائزہ لیا جائے کہ کروڑوں روپے کا سرمایہ اور کتنے پراجیکٹ ایک خاص امت کو کس طرح عطاء ہوئے ہیں۔ کیا پاکستان کی قومی دولت اس عجمی صیہونیت کی جاگیر ہے؟

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۳۔اس امر کی تحقیق کر لیجیے کہ قادیانی خلافت اپنا سرمایہ ان بنکوں میں جمع کراتی ہے جس کی انتظامیہ ان کے پیروؤں کی مقررہ تعداد کو ملازم رکھے۔ چنانچہ جن بنکوں نے ان سے سرمایہ محفوظ (Fixed Deposit) لے رکھا ہے۔ وہاں مقررہ تعداد کے مطابق قادیانی موجود ہیں۔

(ہفت روزہ 'چٹان' لاہور۔ مؤرخہ ۱۷/ جولائی ۱۹۶۷ء)

قادیانی امت اور فاطمہ جناحؒ

روزنامہ 'الفضل' ربوہ نے مادرِ ملت کی خبرِ رحلت آخری صفحہ پر دی ہے۔ پہلے صفحہ پر خلیفہ ناصر کے 'فرنکفورٹ' پہنچنے کو نمایاں کیا گیا۔ حالانکہ یہ کوئی خاص خبر نہیں اور مادرِ ملت سے خلیفہ ناصر کو حقیری سی نسبت بھی نہیں ہے۔ ۲۱/ جولائی کے شمارے میں افتتاحیہ لکھا لیکن ان کے لیے دعائے مغفرت کی تحریک نہیں کی؟ اور نہ کسی قادیانی نے ان کا جنازہ پڑھا ہے۔ سوال یہ ہے کہ مرزائی امت نے اپنی کسی مسجد یا مقام پر مادرِ ملتؒ کے لیے اجتماع کیا؟ سب کا جواب نفی میں ہے؟ اس کے برعکس ٹکے ٹکے کے مرزائی کی موت پر 'الفضل' مغفرت کی دعاؤں کا جھالا بنا ہوتا ہے۔ افسوس!

(ہفت روزہ ''چٹان'' لاہور۔ ۱۷ جولائی ۱۹۶۷)

ربوہ والوں کا خفیہ نظام

بلا خوف تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ:

۱۔۔۔ربوہ کی خلافت نے اپنی امت کو اس امر کی ہدایت کی ہے کہ کوئی مرزائی گریجویٹ مرد ہو یا خاتون، اس کی منشاء کے بغیر خود کسی سرکاری یا غیر سرکاری ادارے میں ملازمت کے لیے درخواست نہیں دے سکتا۔ پہلے خلافت کا مقررہ بورڈ نوجوان یا خاتون مذکور کے مزاج و طبیعت کا جائزہ لے گا۔ پھر اس کے لیے ملازمت خود تجویز کرے گا۔

۲۔۔۔قادیانی خلافت کے خفیہ نظام نے اہل قلم کو اپنا رنگ دینے کے لیے بروایت کئی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لاکھ کا بجٹ منظور کیا ہے۔ چنانچہ اس محاذ پر ان کی سرگرمیاں شروع ہو چکی ہیں۔ مثلاً:

الف ۔۔۔ ایک ایک قادیانی روزانہ اخباروں کے ادارہ تحریر میں شامل کیا جا رہا ہے۔ جن کا یہ کام ہو گا کہ:

☆ ۔۔۔ اس اخبار کے جملہ امور بالخصوص مالیات پر نگاہ رکھے اور ربوہ کو مخبری کرے۔

☆ ۔۔۔ قادیانی امت کے مخالفوں کی خبروں کو حتی الامکان سبوتاژ کرتا رہے۔

☆ ۔۔۔ جن لوگوں کا ان سے اختلاف ہے یا ان کے محاسب ہیں۔ ان کے خلاف غیر قادیانی قلمکاروں سے مضمون لکھوائے اور ان مضامین کو نمایاں کرے۔

☆ ۔۔۔ قادیانی جماعت بالخصوص خلیفہ ثالث کا پراپیگنڈا ہوتا رہے۔

ہماری مصدقہ اطلاع کے مطابق تقریباً سبھی روزناموں میں قادیانی داخل ہو گئے ہیں۔ اسی طرح اخباروں کے شعبہ نسواں میں بھی انکی امت نے شمولیت اختیار کی ہے اور اخباری ملازمت کے بوتے پر تبلیغ کی جا رہی ہے۔

ب ۔۔۔ لاہور میں شیخ محمد اسماعیل پانی پتی، جناب ثاقب زیروی، محترمہ وحیدہ نسیم اور مسٹر عبدالسلام خورشید اخباروں، رسالوں، کتابوں اور مشاعروں میں حسب ہدایت کام کر رہے ہیں۔

ایک روایت کے مطابق لاہور کا ادبی اور کتابی محاذ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی کے سپرد ہے۔ صحافتی محاذ عبدالسلام خورشید اور ثاقب زیروی کے، مشاعروں میں محترمہ وحیدہ نسیم شرکت فرماتی ہیں۔

۳ ۔۔۔ ہمارے مشاہدے میں بھی یہ بات آ چکی ہے کہ قادیانی عموماً شیزان کا مشروب پیتے ہیں۔ ہمارے ایک سرکاری دوست نے پچھلے دنوں اس کا تجزیہ بھی کیا ہے۔ ان کے ایک قادیانی دوست ان سے ملنے آئے تو انہوں نے ملازم سے کہا، بینز لاؤ۔ قادیانی دوست نے روک دیا میں بینز نہیں پیوں گا۔ اس میں جراثیم ہوتے ہیں۔ پلانا ہے تو شیزان منگوا لیجئے۔ ہمارے دوست کا بیان ہے کہ تقریباً ہر قادیانی شیزان کے مشروب پر اصرار کرتا اور اپنے ملاقاتیوں کو پلاتا ہے۔ ذرا اسی سے اندازہ کر لیجئے کہ ان کا معاشرتی ذہن کیا ہے۔

۴ ۔۔۔ جہاں تہاں قادیانی افسر مامور ہوتا ہے تمام عملہ کو قادیانی اہل کاروں سے بھر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دیتا ہے۔ مثلاً ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں لاہور کے 'پلک' آفس میں چودھری بشیر احمد نے دو کام کیے۔ عملہ میں قادیانی بھر دیئے یا پھر قادیانی اداروں کو بے شمار قرض دیئے۔ ان دونوں باتوں کا احساس 'پلک' کے بانی جنرل منیجر کو جو ایک ڈچ تھا۔ آخر وقت تک رہا۔ تحقیق فرمالیجئے غلط ہو تو ہم سزاوار، مقصود یہ ہے۔ اس خفیہ نظام سے تمام مسلمان اور حکومت بے خبر نہ رہے۔

(ہفت روزہ 'چٹان' لاہور۔ مورخہ ۱۷ر جولائی ۱۹۶۷ء)

روحِ اقبالؒ بنام ممتاز حسن

روزنامہ 'امروز' لاہور کی اطلاع کے مطابق مرزائیوں نے ربوہ میں دو روزہ کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ کانفرنس وسط اکتوبر میں منعقد ہوگی۔ خبر میں کہا گیا ہے کہ اس کانفرنس کا افتتاح نیشنل بنک کے مینیجنگ ڈائریکٹر ممتاز حسن جو اقبال اکادمی کراچی کے چیئر مین بھی ہیں، فرمائیں گے۔ جو مقالات پڑھے جائیں گے ''ذکرِ اردو'' کے نام سے شائع ہوں گے۔ دو سو مندوبین کی شرکت کا انتظام کیا جارہا ہے۔ محکمہ ریلوے نے اس کانفرنس میں شرکت کرنے والوں کے لیے رعائتی ٹکٹ جاری کرنے کا اعلان کیا ہے۔

اعلان کے مطابق 'زبان اور اس کے مسائل' کے لیے دو اجلاس، 'ادب اور اس کے مسائل' کے لیے تین اجلاس، 'اردو کے محسنین' کے لیے دو اجلاس منعقد ہوں گے۔ 'اردو صحافت کی مشکلات' پر ایک مجلس مذاکرہ ہوگی۔ آخر میں ایک مشاعرہ ہوگا وغیرہ۔ ('امروز'۔ ۱۸ جولائی، صفحہ ۶ کالم ۴)

غور کیجیے......!

ا۔۔۔ ہم نے کئی ماہ پہلے لکھا تھا کہ مرزائی اپنے مقاصد مشؤمہ کے لیے ادبی اور لاثانی محاذ قائم کر رہے ہیں۔ یہ گویا ادیبوں، شاعروں کو کرپٹ (Corrupt) کرنے کی ایک حرکت ہے۔ ورنہ جس ربوہ میں کوئی غیر مرزائی آباد نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ وہاں کسی غیر مرزائی سب انسپکٹر اور اسٹیشن ماسٹر کو بھی لگنے نہیں دیا جاتا، اردو کانفرنس کا انعقاد؟...... خوب می شناسم۔

۲۔۔۔ اس کانفرنس میں نوٹ کر لیجیے کہ مرزا غلام احمد کو 'سلطان القلم' اور مرزا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بشیر الدین محمود کو 'محسنِ اردو' کے طور پر پیش کیا جائے گا کہ تاریخِ اردو میں ان کا ذکر لا کر اس کے حوالوں کو اپنی نبوت کے جواز میں پیش کیا جائے گا۔

۳۔۔۔ہم اردو کے اہل قلم سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس فتنہ سے خبر دار ہو جائیں۔

۴۔۔۔اسلام پسند مصنفین کو ابھی سے اس کا تدارک کرنا چاہیے۔

۵۔۔۔ریلوے نے کس مفروضہ پر رعائتی ٹکٹ جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے؟ اس کا یہ برتاؤ آج تک کسی ادبی اور لسانی کانفرنس کے ساتھ ہوا؟ آخر اس رعایت کی دلیل کیا ہے؟

۶۔۔۔مسٹر ممتاز حسن کو مفکر، ادیب، نقاد بننے کا بیحد شوق سہی، سبکدوشی سے پہلے بعض افسروں کا یہ رجحان اب عام ہو چکا ہے۔ لیکن ممتاز حسن صاحب اس کانفرنس میں شریک ہونے سے پہلے علامہ اقبالؒ کی روح سے استخارہ کر لیں، مبادا انہیں اذیت ہو۔'انجمن حمایتِ اسلام' کی کارروائی پڑھ لیجیے۔ علامہ اقبالؒ نے مرزائی ارکان کو جب تک اجلاس سے نکلوا نہیں دیا تھا وہ خود صدارت کی کرسی پر تشریف فرما نہیں ہوئے تھے۔ (ہفت روزہ 'چٹان' 24 جولائی 1967ء)

قادیانیت

کیا ہندوستان کی پاکستانی سرحد پر کسی مسلمان کو بھارتی شہری بن کر رہنے کی اجازت ہے؟ بالکل نہیں اور کبھی نہیں۔ سترہ روزہ جنگ میں بھارتی جارحیت کے جواب میں پاکستان کی فضائیہ نے بھارت کے جن ہوائی اڈوں کو نشانہ بنایا ان میں پٹھان کوٹ کا ہوائی اڈہ بھی تھا۔ جو قادیان سے ہم آغوش ہے۔ پھر وہاں قادیانی امت کے ۳۱۳ درویش کس طرح رہے؟ اور انہیں وہاں رہنے کی اجازت کیوں کر ملی؟

آج تک ربوہ کی خلافت نے اس کی صراحت نہیں کی۔ اگر حکومت پاکستان کو مرزائی امت نے یہ تاثر دے رکھا ہے کہ ان کا وہاں رہنا پاکستان کے لیے مفید ہے تو معاف کیجیے ہندوستان کی حکومت اناڑی نہیں اور اگر ہندوستان کی حکومت انہیں اپنے لیے مفید سمجھتی ہے تو ربوہ کا دوغلہ نظام سیاسی نگرانی کا مستحق ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کے لیے کوئی جگہ نہیں۔لیکن قادیان میں ۳۱۴ مرزائیوں کا مستقل قیام اور ربوہ سے ان کا رابطہ جانبین میں سے کس کے لیے مفید ہے؟ اندریں حالات یہ بات اور بھی خطرناک ہو جاتی ہے کہ بھارت پاکستان کا دشمن نمبر ایک ہے۔ایک دشمن ملک میں ایک سیاسی خلافت کے پیروؤں کا قیام یا سیاسی کہہ مکرنی ہے یا پھر سیاسی معمہ جس کو اندریں حالات حل کرنا ازبس ضروری ہو گیا ہے۔

غور فرمایئے ! بھارت سے ہمارا کٹا چھنی اور شدید کٹا چھنی لیکن مرزائی مشن کو ہندوستان میں قیام کی اجازت دولت مشترکہ کا فیضان ہے یا مرزا غلام احمد قادیانی کی خدمات کا صلہ اور چوہدری ظفر اللہ خاں کے رسوخ کا شعبدہ؟

اسرائیل! کسی اسلامی ملک نے دینی غیرت کے پیش نظر اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا اور نہ اسرائیل میں کوئی مسلمان رہ سکتا ہے۔جن عربوں کی یہ سرزمین ہے انہیں چن چن کر اس مقدس سر زمین سے نکالا جا رہا ہے۔جرم ان کا یہ ہے کہ محمد عربی کا کلمہ پڑھتے ہیں۔لیکن قادیانی مشن ہے کہ اسرائیل میں قائم ہے۔کس غرض سے؟ جب پاکستان نے اسرائیل سے تعلقات قائم نہیں کیے اس کا سفارتی مشن وہاں نہیں تو قادیانی مشن کس کی اجازت سے وہاں قائم ہے۔اس کا مقصد کیا ہے؟ کن لوگوں میں تبلیغ کر رہا ہے؟ کیا ان یہودیوں کو دعوت دیئے گیا ہے جو اپنی مملکت کو مستحکم کرنے کے لیے تمام عصبیتوں کے تحت وہاں اکٹھے ہیں۔

ایک دفعہ نہیں بار بار غور کیجئے قادیانی مشن کو ہندوستان میں کھلی چھٹی ہے۔ وہاں پاکستان کی شہ رگ پر بیٹھا ہے تو اُدھر اسرائیل میں ڈیرہ ڈالے ہوئے ہے۔اب سوال یہ ہے کہ پاکستان کے خلقی دشمن بھارت اور اسلام کے خلقی دشمن اسرائیل سے قادیانی مشن کا عقد کس نے باندھا؟ ہماری معلومات کے مطابق اسرائیل میں قادیانی مشن صیہونیت کی دماغی تربیت حاصل کرنے کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ورنہ اس کے علاوہ اور کون سی غایت ہو سکتی ہے کہ کیا یہودی مرزا غلام احمد کو نبی مان لیں گے۔جنہوں نے مسیح علیہ السلام کو پھانسی پر کھنچوانا چاہا،جس قوم کی فطرت میں اللہ کے حقیقی نبیوں کی نافرمانی لکھی گئی ہے اور جس قوم کو نبیوں کا قاتل کہا گیا۔کیا وہ

www.KitaboSunnat.com

قوم مسیح کی برطانوی امت کے ایک ساختہ پرداختہ نبی کی پیرو ہوگی۔ ناممکن!

تو پھران عربوں کو مسلمان بنانے کے لیے یہ مشن قائم کیا گیا ہے جو محمد ﷺ کے حلقہ بگوش ہیں۔ عرب محمد کو چھوڑ کر غلام احمد کے متبع بن جائیں گے۔ ناممکن!

ظاہر ہے کہ قادیانی امت اور اس کے مختلف مشن یا تو سکاٹ لینڈ یارڈ کے گماشتوں کی حیثیت سے مختلف ملکوں میں کام کر رہے ہیں یا پھر ''مصلح موعود'' کی تحریک پر ان کے دماغ میں اپنی ریاست قائم کرنے کا جو منصوبہ نامرادی کے مرحلے طے کر رہا ہے۔ یہ مشن اس کے تحت اپنا راستہ ہموار کر رہے ہیں۔ حال ہی میں ایک قادیانی سول جج نے اپنے حلقہ احباب میں بیان کیا کہ نبوت کو طاقت بننے کے لیے مملکت کی ضرورت ہوتی ہے۔ فی الحال ہم یہ چاہتے ہیں کہ ویٹیکن کی طرح ربوہ یا قادیان کی خصوصیت قائم ہو جائے۔ خلیفہ ثالث کی وہی حیثیت ہو جو ہز ہولی نس پوپ' کی ہے۔ پوپ کے سفراء مختلف ملکوں میں ہیں۔ ہم اپنے مختلف الملکی مشنریوں کی یہی حیثیت چاہتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ افسوس ہے کہ حکومت ابھی تک اس جماعت کے سیاسی ارادوں کا جائزہ نہیں لے رہی۔ ہمیں اس کے وجوہ معلوم ہیں اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اس امت کے افراد حکومت کو ان لوگوں سے کس طرح بدظن کرتے ہیں۔ جن کے ہاتھ ان کی شہ رگ پر ہیں اور جو اس سیاسی امت کے خدوخال کو اچھی طرح پہچانتے ہیں۔

'ٹائن بی' نے لکھا ہے کہ اسرائیلی اس وقت فتح کے نشہ میں ہیں۔ لیکن ان کا یہ نشہ جلد اتر جائے گا۔ پھر انہیں خمار ٹوٹتے ہی ابکائیاں آنی شروع ہو جائیں گی۔ تب وہ عربوں کے محاسبہ سے بچ نہیں سکتے ہیں۔ یہی حالت قادیانیوں کی ہے بے شک انہیں اس وقت رسوخ حاصل ہے۔ انہوں نے ملک کی سیاسی فضا سے فائدہ اٹھا کر اپنے بال و پر پھیلا رکھے اور 'شرلک ہومز' کے جاسوسی کرداروں کی طرح کام کرتے ہیں۔ تاہم ان کا خمار دیرپا نہیں۔ پاکستان کو نہ ان کے متنبی کی ضرورت ہے، نہ ان کی خلافت درکار ہے، نہ ان کے مصلح موعود کی مسخرگی پر ایمان لا سکتے ہیں اور نہ خلیفہ ناصر کی اڑانیں مطلوب ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ مرزائی اپنے خدا سے معافی مانگیں۔ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں جھک جائیں اور توبہ کریں کہ انہوں نے حضور سرور کائنات ﷺ کی ختم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

المرسلینی کے دامن پر مقراض رکھ کر خوفناک جسارت کی ہے؟ ورنہ یہ حقیقت نوٹ کر لیں کہ ان کی ریاست دوزخ کے سوا اور کہیں قائم نہیں ہو سکتی ہے۔

صدر مملکت نے عربوں کے لیے جو ریلیف فنڈ قائم کیا ہے اس میں مرزائی امت نے بھی ۱۵ ہزار روپیہ بھیجا تھا۔ اس روپیہ کی رسید کے ساتھ صدر کی طرف سے ڈپٹی سیکرٹری مسٹر اے وحید نے جو خط لکھا ہے وہ 'الفضل' ۱۸؍ جولائی کے صفحہ اوّل پر شہ سرخی کے ساتھ چھپا ہے۔ اس خط کا اصل متن انگریزی میں ہے۔ اردو ترجمہ مرزائیوں نے کیا ہے۔ تیسرے پیرا کا ترجمہ ہے:

''صدر کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنی جماعت کے تمام اراکین کو تحریک فرمائی ہے کہ وہ اس فنڈ میں دل کھول کر حصہ لیں اور دعاؤں پر زور دیں''۔

ہمارا خیال ہے کہ یہ ترجمہ غلط ہے۔ یا اس میں تحریف کی گئی ہے۔ صدر مملکت کبھی اس جماعت کے سرخیل کو حضرت امام لکھنا پسند نہیں کریں گے اور نہ انگریزی خطوط میں اس طرح حضرت لکھا جاتا ہے۔ یہ الگ بات ہے سٹینو سے غلطی ہوگئی ہو یا کسی قادیانی نے قلم سے فائدہ اٹھایا ہو۔

(ہفت روزہ 'چٹان' لاہور۔ مؤرخہ ۲۴؍ جولائی ۱۹۶۷ء)

سات نکات

کبھی آپ نے اس پر غور کیا ہے کہ:

۱۔۔۔ مرزائی کا چہرہ ختم نبوت سے بغاوت کے باعث منفی ہو جاتا اور اس کی رونق مر جاتی ہے۔

۲۔۔۔ مرزائیوں میں سے ایسا کوئی شخص نہیں جس کے زہد وورع کی شہرت ہو اور عامۃ الناس میں اس کی نیکی، دیانت، اخلاص، تقویٰ، اور علم دین کے باعث رغبت اور کشش ہو۔

۳۔۔۔ ان میں کوئی شخص محدث، مفسر، فقیہہ، اور عالم نہیں اور دین و ادب کی تاریخ میں ان کے فکر ونظر کا کوئی سرمایہ ہے۔

۴۔۔۔ ان میں کوئی اچھا شاعر، کوئی ادیب کوئی اچھا مؤرخ اور کوئی اچھا صحافی آج

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تک پیدا ہی نہیں ہوا اور نہ آئندہ پیدا ہو سکتا ہے۔

۵۔۔۔مرزائی جس قومی مقدمہ میں وکیل ہو وہ ہمیشہ مر جاتا ہے۔مثلاً چوہدری ظفر اللہ خان ہی کو لیجئے، باؤنڈری کمیشن کے سامنے گیا اور یو، این ،او میں لمبی لمبی تقریریں کیں۔نتیجہ ڈھاک کے تین پات۔غرض قدرت نے اس سے استدلال کی تاثیر سلب کر رکھی ہے اور ان کے جھرمٹ میں برکت ہی نہیں ہے۔

۶۔۔۔مرزائی سیاسی سازش ضرور کرتے ہیں۔لیکن سیاسی علم سے خلقتہً محروم ہیں۔

۷۔۔۔کوئی مرزائی حافظ قرآن نہیں ہوسکتا۔جس حافظ قرآن نے مرزائیت قبول کی اس کو نسیان ہو گیا۔ (ہفت روزہ 'چٹان' لاہور۔مؤرخہ ۲۴ر جولائی ۱۹۶۷ء)

۳۱۳ قادیانی

مشرق پنجاب میں کوئی شہر، کوئی قصبہ، کوئی علاقہ ایسا ہے؟ جہاں مسلمانوں کو ۳۱۳ کی تعداد میں رہنے کی اجازت ہو۔کیا وجہ ہے کہ مرزائی امت کو قادیان میں ۳۱۳ کی تعداد میں اپنے اہل وعیال سمیت رہنے کی اجازت ہے؟

ایک طرف تو بھارتی سرکار کسی مسلمان کو پاکستان کی سرحد کے نزدیک رہنے کی اجازت نہیں دیتی۔دوسری طرف مرزائی مسلمان کہلا کر مقبوضہ کشمیر اور بھارت کے ''دفاعی'' راستہ میں مقیم ہیں۔یہ رعایت انہیں کس بنیاد پر حاصل ہوئی ہے۔؟ ظاہر ہے کہ بھارتی حکومت ہی انہیں یہ رعایت دے سکتی ہے۔اس کی قیمت کیا ہے؟ معمولی سوال نہیں؟ کسی مرحلہ میں اہم دستاویز پاکستانی حکومت کے ہاتھ میں آئیں اور انشاء اللہ ضرور آئیں گی۔تب یہ حقیقت منکشف ہو گی کہ اس مار آستین جماعت نے برطانوی آغوش میں پرورش پا کر ایک مہیب کردار ادا کیا ہے۔ 'الفضل' کو شرم نہیں آتی کہ 'احرار' کو نہرو کا ایجنٹ لکھتا ہے۔لیکن اس کے نبی کی قبر صرف نہرو کی وجہ سے بچی رہی اور آج بھی نہرو کی بیٹی اس کی محافظ ہے۔

(ہفت روزہ 'چٹان' لاہور۔مؤرخہ ۲۴ر جولائی ۱۹۶۷ء)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مرزائی! ہمارا اعتراض ان کے پاکستان میں رہنے پر نہیں مسلمانوں میں رہنے پر ہے!

قادیانی تمام مسلمانوں کو جو ان کی جماعت میں شامل نہیں یا مرزا غلام احمد کو مسیح موعود وغیرہ نہیں مانتے، اپنے عقیدہ کی رو سے کافر سمجھتے ہیں۔ ایسا مسلمان اگر مر جائے تو اس کا جنازہ نہیں پڑھتے۔ مثلاً قائداعظمؒ کا جنازہ نہیں پڑھا نہ قائد ملتؒ کا اور نہ ہی مادر ملتؒ کا جنازہ پڑھا۔ حتیٰ کہ ایک قادیانی اپنے غیر قادیانی باپ، بھائی، ماں اور بیٹے کا جنازہ نہیں پڑھتا ہے۔

قادیانی من حیث الجماعت مسلمانوں سے دین کے علاوہ عام معاشرت میں بھی الگ ہی رہتے ہیں۔ وہ کسی مسلمان سے اپنی لڑکی نہیں بیاہتے۔ ان کے نزدیک ایسی شادی ارتداد ہے۔ وہ اپنے دین، اپنے پیغمبر، اپنی خلافت، اپنے اہل بیت، اپنے صحابہ، غرض زندگی کے ہر عمرانی پہلو میں مسلمانوں سے علیحدہ ہیں۔

جب زندگی کے ہر میدان میں ان کی طرف سے علیحدگی ہی علیحدگی ہے اور وہ اپنے آپ کو علیحدہ تشخص کرا چکے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں سے اس مغائرت کے باجود انہیں مسلمانوں میں رہنے پر اصرار ہے؟ کیا اس لیے نہیں کہ وہ ملک کی حقیر سی اقلیت ہیں۔ انہیں اگر جمہوری اصول کے مطابق ملک کی سرکاری اور اقتصادی زندگی میں حصہ دیا جائے تو عددی اعتبار سے ان کا تناسب نہ ہونے کے برابر ہوگا اور وہ ان تمام استحصالات و مفادات سے محروم ہو جائینگے۔ جن سے اس وقت ان کی جماعت متمتع ہو رہی ہے۔

ہماری گذارش پر ایک دفعہ پھر غور کیجئے۔ عرض ہے کہ جس جماعت سے مسلمانوں کی اپنی وحدت میں خلل آتا ہے، اس جماعت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ مسلمانوں کی معاشرتی وحدت میں گھس کر ان کی دولت اور حکومت میں انہی کے نام پر حصہ دار ہو۔ جو کچھ اس کو لینا ہے۔ اپنی تعداد اور حصہ کے مطابق لے، کسی مسلمان کو اس پر اعتراض نہیں ہوگا۔ اسی بنیاد پر ہم بار بار یہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گذارش کر رہے ہیں کہ انہیں اقلیت قرار دیا جائے۔ جب یہ احساسات وایمانیات میں مسلمانوں سے الگ ہیں تو انہیں الگ ہونے اور حکومت کو الگ کرنے میں کیا عذر ہے؟

مرزائی اپنے مسئلہ کو صاف نہیں ہونے دیتے۔ انہوں نے شیعہ اکابر کو یہ تأثر دے رکھا ہے کہ مسئلہ سنیوں کا ہے۔ ہم پٹ ہو گئے تو اس کے بعد سنی شیعوں پر چڑھ دوڑیں گے۔ چونکہ شیعہ اکابر اصل حقیقت سے بے خبر ہیں۔ اس لیے وہ ان کے داؤں میں آ جاتے اور کچھ لوگ اس تأثر کی چھاپ قبول کر لیتے ہیں۔ حالانکہ شیعہ مسلمانوں کا دوسرا بڑا فرقہ اور صدیوں سے اسلام کی شاخ ہیں۔ شیعہ سنی اختلاف بنیادوں میں نہیں شاخوں میں ہے۔ مرزائیوں نے تو نبوت سے لے کر خلافت تک الگ قائم کر رکھی ہے۔ جو شیعہ و سنی فروعات پر نہیں بلکہ اسلام سے بغاوت کی بنیاد پر ہے۔

ہمارے پاس شواہد و نظاہر بلکہ دستاویزی ثبوت موجود ہیں کہ قادیانی خلافت کے انٹیلی جنس بیورو نے شیعہ سنی اختلاف کو نہ صرف آب و دانہ مہیا کیا۔ بلکہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں ذہنی طور پر جو تصادم و تکرار پایا جاتا ہے۔ اس کی بالواسطہ نشو و نما بھی قادیانی کر رہے ہیں۔

اس اختلاف و تصادم کو نظیر بنا کر قادیانی حکومت کو یہ تأثر دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں کہ یہ گویا مسلمان علماء کی فطرت کا خاصہ ہے اور قادیانی امت کا مسئلہ مسلمانوں ہی کے ایک فرقہ کا مسئلہ ہے۔ چونکہ ارباب بست و کشاد دین کی نزاکتوں سے آگاہ نہیں۔ اس لیے وہ اس کو مذہبی تنازعات کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں۔ مسلمانوں کے سوادِ اعظم کی بدقسمتی ہے کہ سیاسی مسلمان ان کے دینی مؤقف سے بوجوہ آگاہ نہیں یا اس سے دلچسپی نہیں رکھتے یا رواداری کے مفروضہ کا شکار ہیں یا بعض کے نزدیک خود اسلام ہی متروکات سخن میں سے ہے۔ نتیجتاً مرزائی حکام نے حکومت کے اجتماعی ذہن کو قادیانی نبوت کے عوارض پر غور کرنے سے روک رکھا ہے۔ ان کی سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ اپنے مسئلہ کو ملاّ کا مسئلہ بنا دیں۔ علماء کو حکومت کے ہاں معتوب ٹھہرا کر خود ملک میں ریڑھ کی ہڈی بن جائیں۔ یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ عوام و حکومت میں جو دیوار کھینچی ہوئی ہے اس کی اینٹیں قادیانی بھٹوں سے بھی آئی ہیں اور جانبین میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے کسی کو بھی اس کا احساس نہیں ہے۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ مرزائی پاکستان میں نہ رہیں، ضرور رہیں لیکن اقلیت کے طور پر۔ ہم ان کے حقوق نہیں چھیننا چاہتے۔ جیسا کہ وہ بعض سیاسی عناصر کو یہ تأثر دے رہے ہیں کہ جو لوگ ان کے محاسب ہیں وہ ان سے حقِ شہریت سلب کرنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ پاکستانی بن کر رہنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس سے تعرض نہیں۔ ہمارا اعتراض ان کے مسلمانوں میں رہنے پر ہے۔ پاکستان میں رہنے پر نہیں۔

ہمارا ان کے خلاف الزام یہ ہے اور ہم اس کی صحت پر اصرار کرتے ہیں کہ مرزائی امت ایک مدت سے اپنی ریاست قائم کرنے کا خواب دیکھ رہی ہے۔ اس غرض سے اس نے مسلمانوں میں اپنے آپ کو سیاستۃً شامل کر رکھا ہے۔ جن فعال اجزاء پر حکومت کا انحصار ہوتا ہے، ان فعال اجزاء میں مرزائی خفی وجلی شریک ہیں۔ ان کا خفیہ نظام ہے۔ اس خفیہ نظام میں حکومت سے متعلق ضروری معلومات ہیں۔ رعایت مقصود ہو تو ہمارا عرض کرنا بیکار ہے ورنہ اچانک چھاپہ مار کر ربوہ کے مرکز سے حیرت انگیز دستاویز قبضہ میں لی جا سکتی ہیں۔

خلیفہ ناصر احمد کا اس مرحلہ میں جب کہ یورپی اور امریکی استعمار، عربوں کو ختم کرنے پر تلا ہوا ہے۔ یورپ جانا اور وہاں عیسائی دنیا سے ایک مذہبی پیشوا کے طور پر متعارف ہونا خالی از علت نہیں۔ وہ مرحوم آغا خاں کی طرح پیشوائی کے طور پر اپنا ایک نقش جمانا چاہتا ہے۔ برطانوی رسوخ لازماً اس کی معاونت کر رہا ہے۔ قادیانی اسرائیل خدانخواستہ قائم ہوا تو یہ سفر تعارفی اعتبار سے اس کا مقدمہ ثابت ہوگا۔ یہ ایک پلان ہے جو بڑی چابکدستی سے تیار کیا گیا ہے۔ مسلمانوں میں سے مرزائی کی توسیع ان حالات میں ناممکن ہے۔ علامہ اقبالؒ، مولانا ظفر علی خانؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دوسرے علماء کی مساعی مشکور سے ان کا یہ راستہ بند ہو گیا ہے۔ اب قادیانی یہودیوں کی طرح ملک کی اقتصادی پر قابض ہو کر اٹھنا چاہتے ہیں۔ جہاں تہاں مرزائی حکام ہیں۔ اپنی اسرائیلیت کو پروان چڑھانا ان کا فرض ہو گیا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ نبوت طاقت کے بغیر ادھوری رہ جاتی ہے اور طاقت مملکت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ لہٰذا ریاست بناؤ،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طاقت حاصل کرواور نبوت منواؤ۔ پاکستان کی عوام طاقت کے آگے آگے اور دولت کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں۔ طاقت اور دولت ہاتھ میں ہو تو نبوت کے سامنے گردنیں بہ آسانی جھکائی جاسکتی ہیں۔ تمام قادیانی اپنے شاطر کی ہدایت کے مطابق انہی خطوط پر کام کر رہے ہیں۔ مطالبہ کہہ لیجئے یا التماس، اس امر کا پتہ لگایا جائے کہ:

ا۔۔۔ قادیانی کے فعال شعبوں میں کس نسبت سے شریک ہیں؟

۲۔۔۔ انہیں ربوہ سے دہری ہدایات تو نہیں ملتی ہیں؟ ان کے سرکاری فرائض کی معلومات ربوہ میں پہنچتی ہیں کہ نہیں؟

۳۔۔۔ ملک کی موجودہ اور آئندہ صنعتی زندگی میں حکومت کے پلانوں (Plans) سے انہیں کیا ملا۔ کس طرح ملا، کیوں کر ملا، اب اس کی رفتار کیا ہے؟

۴۔۔۔ ان کے بیرونی مشن کس اساس پر قائم ہیں؟ ان کے پس منظر، پیش منظر اور تہ منظر کا جائزہ لیا جائے تو اسرار ورموز کا ایک کارخانہ کھل جائے گا۔

اس ضمن میں چند واقعات بھی سن لیجئے۔

اوّلاً۔۔۔ مرزائی بعض قومی بنکوں میں اپنی جماعتی رقمیں مرزائی نوجوانوں کی ایک خاص تعداد کو ملازم رکھنے کی شرط پر جمع کراتے ہیں۔

ثانیاً۔۔۔ منیر انکوائری رپورٹ کی واضح سرزنش کے باوجود مرزائی حکام اپنے ہتھکنڈوں سے رکتے نہیں۔ مثلاً:

ا۔۔۔ 'پلک' کے لاہور آفس میں جب تک چوہدری بشیر احمد رہے انہوں نے ادنیٰ و اعلیٰ اہلکاروں میں زیادہ تر اپنے ہم عقیدہ افراد ہی کو بھرتی کیا۔ جتنا قرضہ جاری کیا اس کا ننانوے فیصد مرزائیوں کو ملا۔ چوہدری بشیر احمد میں ہمت ہے تو اس کی تردید کریں یا پھر حکومت تحقیق کرلے غلط ثابت ہو تو ہم سزاوار۔

۲۔۔۔ حکومت سے باہر مثلاً 'برماشیل' لاہور زون کے انچارج مرزا منور احمد تھے۔ جب تک یہاں رہے۔ انہوں نے 'برماشیل' کے پٹرول پمپ نوے فیصد مرزائیوں کو الاٹ کیے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یا پھر جس کی سفارش کسی منفی چہرے اور چگی داڑھی نے کی اس کو مل گیا۔

۳۔۔۔عبدالحمید واپڈا کے جنرل منیجر ہیں۔ اس سے قطع نظر کہ ان کے اختیارات کہاں تک قادیانی امت کے کام آئے ہیں۔ صرف اتنی سی بات پر غور کر لیجئے کہ 'ہمبرگ' میں ایک مسلمان واپڈا کی سپلائی کے شپنگ ایجنٹ ہیں وہ اپنے طور پر ایک مسجد بنانا چاہتے تھے۔ عبدالحمید صاحب نے ان کو زور دیا کہ قادیانی مشن کی زیر تعمیر مسجد میں روپیہ دیں۔ اور اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ خلیفہ ثالث بظاہر جس مسجد کا افتتاح کرنے گیا ہے وہ مسجد مختلف گوشوں پر اس طرزی دباؤ ہی کے روپیہ سے بنی ہے۔

۴۔۔۔جن برطانوی کمپنیوں کے اندر خانہ سیاسی روح کام کر رہی ہے۔ اس کے بعض عہدوں پر مرزائی مامور ہیں۔

بتایئے! اس میں کوئی لفظ یا معنی ایسا ہے جس پر دشنام کا شائبہ ہو۔ لیکن جب ہم یہ لکھتے ہیں تو مرزائی اہل قلم اپنے اخباروں میں ہمیں ماں اور بہن کی گالیاں دینے پر اتر آتے ہیں۔ گویا ان کے نبی اور ان کے خلیفہ میں سے کسی کی ماں بہن نہیں ہے۔

ہماری گذارشات کا جواب دیجئے، خلاصہ یہ ہے کہ:

"مرزائی مسلمانوں سے الگ ملت ہیں۔ انہیں الگ ہو جانا چاہئے اور حکومت کو الگ کر دینا چاہئے۔ وہ مسلمانوں میں رہ کر ان کے سیاسی و اقتصادی حقوق سے متمتع ہوتے اور اس طرح غلبہ و اقتدار حاصل کرنے کے متمنی ہیں۔ ان کے مختلف افراد نے کلیدی اسامیوں پر بیٹھ کر مرزائی امت کے افراد کو ان کے تناسب سے بہت زیادہ بلکہ کئی ہزار فی صد جگہیں دے رکھی ہیں۔ اس کے مضمرات انتہائی خطرناک ہیں۔ انہیں پاکستان میں رہنا ہے تو پاکستانی بن کر رہیں۔ مسلمان کہلا کر نہیں۔"

فرمایئے! اس میں کون سی بات ایسی ہے کہ مرزائی امت کا ناقوس صرف اس شہ پر ننگا ہو کر بازار میں آ گیا ہے۔ کہ مرزائی حکام نے اس کی پشت پر ہاتھ رکھا ہوا ہے اور قادیانی صنعت کار اس کو نفقہ مہیا کر رہے ہیں۔ (ہفت روزہ 'چٹان' لاہور۔ مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۶۷ء)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ راگنی بند کرو

ڈنمارک کے دارالحکومت 'کوپن ہیگن' میں مرزائیل (اسرائیل کے شرعی و سیاسی ہم زلف) نے چھٹی مسجد ضرار تعمیر کی ہے۔اس سے پہلے پانچ مسجدیں ایک لندن میں، ایک ہالینڈ میں، دو مغربی جرمنی میں اور ایک سوئٹزرلینڈ میں چل رہی ہیں۔ان کے نام خانوادۂ مرزائیل سے باہر کسی اور کے نام پر نہیں صرف انہی کے نام پر ہیں۔ڈنمارک کی مسجد کا نام مرزا غلام احمد کی بیوی نصرت جہاں کے نام پر رکھا گیا ہے۔مرزا ناصر احمد نے آج کل سیاسی مشن پر یورپ کا دورہ کر رہے ہیں۔اس کا افتتاح فرمایا ہے۔('الفضل' ۲ر جولائی ۲۱ص ۵۶ نمبر ۱۶۳) میں اس کی روداد شائع ہوئی ہے۔ہمیں اس روداد سے کوئی دلچسپی نہیں اور نہ کوئی اعتراض ہے البتہ ان الفاظ سے ہمارے دل و دماغ کوفت محسوس کر رہے ہیں کہ: 'اس مسجد کا نام حضرت ام المؤمنین کے نام نامی پر مسجد نصرت جہاں رکھا گیا ہے۔' نصرت جہاں 'ام المؤمنین' کیونکر ہو گئیں؟ پاکستان کے نو کروڑ مسلمان بلکہ تمام دنیا کے مسلمان اس سے آگاہ نہیں بلکہ اس عورت کا نام بھی نہیں جانتے۔ 'امہات المؤمنین' تو صرف رسول ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں۔نصرت جہاں کو تو امہات المؤمنینؓ کی لونڈیوں کے غلاموں کے غلام زادیوں سے بھی دور کی نسبت نہیں ہے۔جب ہم مانتے ہی نہیں تو 'الفضل' خواہ مخواہ نصرت جہاں کو ہماری ماں کیوں بنا رہا ہے؟ خدا کے لیے اس گستاخی کو بند کیجئے اور خدا کے غضب سے ڈریئے۔افسوس! روکنا اور ٹوکنا بھی خطا ہو گیا ہے۔

(ہفت روزہ 'چٹان' لاہور۔مؤرخہ ۳۱ر جولائی ۱۹۶۷ء)

'کبابیر' میں جشن مسرت

ایک خبر آئی ہے کہ 'حیفہ' کے نزدیک قادیانیوں کا ایک گاؤں 'کبابیر' نامی جبل الکرمل کی ایک پہاڑی پر واقع ہے۔یہ گاؤں ابتداء سے ہی اسرائیلی علاقے میں ہے۔اس گاؤں کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قادیانی باشندوں نے اسرائیل کی فتح اور عربوں کی عارضی شکست پر کبابیر میں جشن مسرت منایا اور چراغاں کیا۔ کیا یہ خبر ارباب حکومت کے کانوں تک پہنچی ہے؟ اور کیا دنیائے اسلام کی سب سے بڑی حکومت پاکستان نے اس خبر کے 'مالہ وماعلیہ' پر غور کیا اور اس کی تصدیق کی ہے؟۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس خبر کی تصدیق کی جائے اور اگر یہ خبر سچ ہو تو اس کا رد عمل کیا ہوگا؟

(ہفت روزہ 'چٹان' لاہور۔ مورخہ ۳۱ رجولائی ۱۹۶۷ء)

نقل کفر، کفر نباشد

احتساب محوِخواب ہے۔ لہذا مرزائیل بگٹٹ ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے ترجمان 'نامۂ خالد' ربوہ کے شمارہ جولائی ۱۹۶۶ء میں مرزا غلام احمد کے ''چشم و چراغ'' اور خدام الاحمدیہ کے صدر مرزا رفیع احمد کی ایک تقریر شائع ہوئی ہے۔ خبر یہ ہے۔ 'خالد' ربوہ ۱۳ر جولائی ۱۹۶۶ء۔

''ہمارا مقصد یہ ہے کہ بہت سے چھوٹے چھوٹے محمد پیدا کریں۔ دنیا کی نجات محمدیت میں ہی ہے۔''

''قائدین اضلاع سے محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کا خطاب''

نعوذ باللہ! اس گستاخی کے بعد کوئی حد گستاخی کی رہ جاتی ہے؟ صرف امتناع نظیر کی بحث پر آج تک علمائے بریلی نے حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ پر اپنی نیام خطابت سے تکفیر کی تلوار کھینچ رکھی ہے۔ حالانکہ واقعہ صرف اتنا تھا:

مولانا قاسم نانوتویؒ سے دریافت کیا گیا کہ: ''اللہ تعالیٰ ہر باب میں کامل حاصل ہے۔''

فرمایا ''بے شک''۔

پوچھا گیا: ''تو کیا اللہ تعالیٰ دوسرا محمدؐ پیدا کر سکتے ہیں؟''

جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ دوسرا محمدؐ پیدا کر سکتے ہیں۔ انہیں کاملہ قدرت حاصل ہے۔ لیکن اب دوسرا محمدؐ پیدا نہیں کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر نبوت ختم کر دی ہے اور ان کی ذات سلسلۂ انبیاء کی آخری حجت ہے۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بس، اس جواب پر آج تک، دیوبند کے اس عظیم وجود کو بریلی کے مکتب فکر نے قہر و غضب کا نشانہ بنا رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ، محمد ﷺ کی نظیر ہی پیدا نہیں کر سکتے۔ مولانا قاسم نانوتویؒ نے یہ کہا کیوں؟

چونکہ دیوبند اور اس کے بانی یہاں اجنبی ہیں۔ انہیں کوئی طاقت حاصل نہیں۔ اس لیے ان کے خلاف سیاسی قہر پیدا کیا گیا۔ مرزائیل طاقتور ہے۔ لہذا اس کے ترجمان ہر دینی قدغن سے آزاد ہیں۔ حوصلہ ملاحظہ ہو کہ مرزائیل نے چھوٹے چھوٹے محمد پیدا کرنا اپنا مقصد قرار دیا ہے۔ اس خوفناک جسارت کا جواز اور اس خطرناک گستاخی کی حد؟ انا للہ وانا الیہ راجعون!

کیا مسئولین کو معلوم نہیں، بقول اقبالؒ:

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

مرزا رفیع احمد نے اس تقریر میں اپنے دادا ابا مرزا غلام احمد کے متعلق کہا ہے۔ آپ کو وہ مقام عطاء ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب انبیاء میں آپ کا بلند تر مقام ٹھہرا۔ دیکھا آپ نے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ محمدؐ کے بعد اب دوسرا محمد نہیں ہو سکتا۔ لیکن قادیانی جماعت چھوٹے چھوٹے محمد پیدا کرے گی۔ تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو......

اور مرزا غلام احمد قادیانی سب انبیاء میں بلند تر؟ انا للہ وانا الیہ راجعون! باغیوں سے رواداری کا سبق دینے والے اپنے گریبانوں میں جھانکیں۔ وہ کس منہ سے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش ہوں گے۔ (ہفت روزہ 'چٹان' لاہور۔ مورخہ ۳۱ رجولائی ۱۹۶۷ء)

اقبالؒ کے پیرو جواب دیں

ہم اقبالؒ کے عقیدت مندوں، مفسروں اور پیرووں کی اس روش کا مفہوم سمجھنے سے قاصر ہیں کہ وہ اقبالؒ کی اجارہ داری تو غیر منقولہ جائداد سمجھتے ہیں، لیکن اقبالؒ کے حقیقی ارشادات سے انھیں اتنا تعلق بھی نہیں جتنی ماش کے دانے پر سفیدی ہوتی ہے۔ ہم مسئلہ کو طول نہ دیتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوئے یہ پوچھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ مرزائیوں سے متعلق جو کچھ اقبالؒ نے کہا، وہ غلط ہے یا صحیح؟ اگر غلط ہے تو پھر انھیں اقبالؒ کی وراثت سے دستبردار ہو جانا چاہیے۔ اقبالؒ سے بڑھ کر نہ ان کی فراست ہے، نہ ان کی عقل اور نہ تدبر۔ اقبالؒ نے مرزائیوں کو ملک وقوم اور دین ومذہب کا غدار لکھا ہے۔ وہ حکومت سے مطالبہ کرتے رہے کہ انھیں مسلمانوں سے الگ اقلیت قرار دیا جائے ہم بھی یہی مطالبہ کرتے ہیں۔ ہمیں مرزائیوں کے دین سے کوئی دلچسپی نہیں۔ وہ دین ہی نہیں صرف مسخرہ پن ہے۔ جو لوگ اس مسخرے پن پر قائم رہنا چاہتے ہیں، شوق سے رہیں۔ علماء کا فرض ہے کہ وہ دینی طور پر ان کا تعاقب کریں۔ ہمارا سوال اقبالؒ کے مدرسۂ فکر سے ہے کہ وہ قادیانی امت کے متعلق مداہنت یا مصلحت اختیار کر کے نہ صرف اسلام کو ضعف پہنچا رہا ہے بلکہ خود اسلام سے غافل ہے۔ اس قسم کے عناصر ہمارے نزدیک قلم کے میدان میں اس آوارہ عصمت کی طرح ہیں، جو آبرو کے سودے پر روپیہ کماتی ہے۔

(ہفت روزہ 'چٹان' لاہور۔ مؤرخہ ۳۱ر جولائی ۱۹۶۷ء)

قادیانیت، آغا شورش کاشمیریؒ کی شاعری کے آئینہ میں

آغا شورش کاشمیریؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم کے جانثار رفقاء میں سے ایک تھے۔ آپ ایک ممتاز خطیب، سیاستدان، صحافی اور شاعر تھے۔ حضرت امیر شریعت، مولانا ابوالکلام آزادؒ اور مولانا ظفر علی خانؒ سے بہت فیض پایا اور ان کے بیسیوں علمی وادبی کمالات اپنے میں منتقل کیے۔

قادیانیت کا تعاقب مجلس احرار اسلام کے خمیر میں شامل ہے۔ اس کا بے ساختہ اعتراف جسٹس منیر اپنی بدنام زمانہ انکوائری رپورٹ میں بھی کیا ہے۔ آغا شورش بھی مجلس احرار اسلام کے ساختہ پرداختہ تھے۔ آپ نے ہفت روزہ 'چٹان' کو اس کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ آپ نے نثر ونظم میں قادیانی عقائد اور قادیانی زعماء وکارکنان کا بڑی جرأت سے محاسبہ کیا ہے۔ اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ میں آپ مولانا ظفر علی خانؒ کے صحیح جانشین تھے۔کاش کہ محبوب کی زلف و رخسار کے تذکرہ میں اپنی زندگیاں صرف کرنے والے نامور شعراء بھی اس طرف متوجہ ہوں تو بے شمار مسلمانوں کا اور خودان کا بھی بھلا ہوگا۔شاعری میں قادیانی تعاقب کا یہ زریں سلسلہ جاری رہنا چاہئے۔

بہر حال آغا صاحب مرحوم نے قادیانیت کے متعلق نظم میں جو کچھ لکھا ہے نذر قارئین ہے:

ا)۔۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت قادیانی سازشوں کی نذر ہوگئی۔حکومت نے قادیانیوں کے ایماء پر مجاہدین ختم نبوت پر بے دریغ گولیاں چلائیں۔سینکڑوں افراد شہید و زخمی ہوئے۔ہزاروں مسلمانوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔حضرت امیر شریعت اور مولانا ابوالحسنات قادری سمیت متعدد رہنماؤں کی زندگیوں سے کھیلنے کی سازش کی گئی۔مولانا مودودی اور مولانا عبدالستار نیازی کو سزائے موت سنائی گئی جو کہ کچھ ہی عرصہ بعد عوامی دباؤ کے باعث حکومت کو منسوخ کرنا پڑی۔یہ تحریک تو کامیابی سے ہم کنار نہ ہوسکی لیکن بے پناہ ظلم کرنے والی حکومت بھی قائم نہ رہ سکی اور سیاسی سازشوں کا شکار ہوگئی۔اس پس منظر میں آغا شورش کاشمیریؒ نے ایک ساقی نامہ لکھا،جس کا آخری بند یہ ہے:

پرانی سیاست گری خوار ہے — فضا خانزادوں سے بیزار ہے
پرانے دنوں کا فسانہ کیا — جبینیں گئیں آستانہ گیا
عروسِ چمن کو خزاں کھا گئی — وزارت کو آہ و فغاں کھا گئی
سیاسی لٹیرے حیا لے گئے — رہ و رسمِ مہر و وفا لے گئے
شہیدوں کے خونیں کفن بک گئے — گل و لالہ و نسترن بک گئے
حیا باختہ ٹولیاں دے گئے — گئے اور ہمیں گولیاں دے گئے
وزارت تو خیر اک بڑی بات ہے — پلا ساقیا! چاندنی رات ہے
یہ صہبا یہ فرمانِ سرکار لا
مرے جام میں خونِ احرار لا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

('کلیاتِ شورش'، ص۳۴۲-۳۴۳)

آغا صاحب اپنی نظموں میں جابجا قادیانی عقائد اور مرزا قادیانی کے کردار پر طنز کرتے ہوئے نظر آتے ہیں:۔

ہوشیار باش ختم نبوت کے سارقو!
تم میں ہر ایک شخص دنی ہے کمینہ ہے
اس کو حدیث 'اسمہٗ احمدؐ' سے واسطہ
جو نابکار بندہ نانِ شبینہ ہے
وہ شخص جو ہے ظلّی نبوت کا مدعی
طوفان کے پیچ و تاب میں اس کا سفینہ ہے

('کلیاتِ شورش'، ص ۲۴۷)

www.KitaboSunnat.com

عجمی اسرائیل

کرۂ ارض کی ہر عنوان سے تذلیل ہے
قادیاں! مابین ہند و پاک اسرائیل ہے
میرا یہ لکھنا کہ ربوہ کی خلافت ہے فراڈ
خواجۂ کونینؐ کے ارشاد کی تعمیل ہے
دم بریدہ ہفتگی، یک چشم گل اس کا مدیر
مصلح موعود کے الہام کی تکمیل ہے
اہلیہ مرزا غلام احمدؔ کی امّ المؤمنین؟
ہے کہاں قہر خدا، قہر خدا میں ڈھیل ہے
کیا تماشا ہے پیمبر بن گیا عرضی نویس
گفتنی اجمال ہے، ناگفتنی تفصیل ہے
کاسۂ لیسی کا حصارہ، مخبری کا زہر ناب
ان سیاسی مغبچوں کے خون میں تحلیل ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قادیان والو! قیامت ہوں تمہارے واسطے
میرے رشحاتِ قلم میں صورِ اسرافیل ہے
میں نے جو کچھ بھی لکھا ہے قادیاں کے باب میں
پارۂ الہام ہے، آوازۂ جبریل ہے

(کلیاتِ شورش، ص ۱۰۲۴، ۱۰۲۵)

جس سیہ رو کو پچاس الماریوں پر ناز تھا
اس کے پیرو فطرتاً لابہ گری کرتے رہے
قادیانی ایں جہانی لونڈے 'حیفا' میں ہیں
کیا سبب ہے وہ قدم رکھتے نہیں ایران میں
بوالعطا کی گالیاں 'درثمین' کا اختصار
ہر مہینہ بس کھلا ہوتا ہے 'الفرقان' میں

(کلیات۔ص ۱۰۲۳)

خوشہ چینانِ غلام احمد کی چکنی داڑھیاں
جس جگہ پر ہوں کوئی مشکل نہیں پہچان میں

(ص ۱۵۶۱، ۱۵۶۲)

لابدی ہے قادیانی مسخروں کا احتساب
دو قدم آگے بڑھو، احرار کو آواز دو

(ص۔ ۱۵۸۵)

آغا صاحب نے قادیانیت کا سیاسی تعاقب کرتے ہوئے جس طرح قادیانیوں کے ناک میں دم کیا، اس کا تذکرہ آپ نے درج ذیل اشعار میں کیا ہے:

آج کل ہیں قادیاں کے باب میں تیغ دو دم
میری لے، میرا سخن، میری زبان، میرا قلم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میرے الفاظ ومعانی میں بخاری کا جلال
نام سے میرے لرز اٹھتے ہیں ربوہ کے صنم

میں نے جب لکھے کبھی راحت ملک کے انکشاف
خاک میں رُل جائے گا محمود احمد کا بھرم

کاسئہ لیسوں کی جبیں پر قادیاں کی خاک ہے
ہم مسلمانوں کی پیشانی پہ ہے نور حرم

عجمی اسرائیل کیا ہے؟ میں بتاؤں گا ضرور
جانتا ہوں اہل ربوہ کے سیاسی پیچ وخم

قادیانی مسخرے کیا ہیں دروزی شام کے
ان کی پیدائش سے ناواقف ہیں صدر محترم

ان کا نصب العین استعمار کی لابہ گری
ان کے موقف کی روایاتِ کہن جورو ستم

عمر کی اس آخری منزل میں اے شورش مجھے
گاڑنا ہے ہر کہیں ختم نبوت کا علم

(کلیات۔ص ۱۵۸۶،۱۵۸۷)

پرانے چراغ گل کردو

فہم میں ختم نبوت کا مقام آئے گا
شرط یہ کہ ابوذر کی نظر لے کے چلو

جن کا خوں غازۂ ناموس پیمبر ٹھہرا
ان شہیدوں کے لیے لعل و گہر لے کے چلو

قادیاں پنجۂ احرار میں دم توڑ گیا
اس کی بربادئ کامل کی خبر لے کے چلو

ایک خود کاشتہ پودے کو خزاں چاٹ گئی
اپنی مشکور مساعی کا ثمر لے کے چلو

محو ہو جائے گا وزدانِ نبوت کا گروہ
اپنے لہجہ میں بخاریؒ کا اثر لے کے چلو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(کلیات شورش۔ص ۸۰۳)

لاہور کے بلدیاتی الیکشن میں احرار رہنما ماسٹر تاج الدین انصاریؒ نے ایک قادیانی کو واضح اکثریت سے شکست دے دی۔ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے آغا صاحبؒ یوں گویا ہوئے:۔

رِدائے قادیاں لاہور میں یوں پارہ پارہ ہے
رشید اختر کو تاج الدین انصاری نے مارا ہے
نبوت کے گھرانے میں پڑی ہے کھلبلی شورش
بشیر الدین کا اک طفلِ لالہ فام ہارا ہے
'بہشتی مقبرے' کی ہڈیاں حیران و ششدر ہیں
بیک جنبش نشہ احرار نے ایسا اتارا ہے
ہمیشہ سر بکف بڑھتا رہا اسلام کا لشکر
ہمیشہ لشکرِ اسلام نے باطل کو مارا ہے
کہاں ہو قادیاں کے کٹ کھنو! امداد کو پہنچو
تمہارے ہارنے والوں نے رو رو کر پکارا ہے
پسِ دیوار زنداں ہو یا کنج لالہ و گل ہو
ہمیں یہ بھی گوارا ہے، ہمیں وہ بھی گوارا ہے

(کلیات۔ص ۸۴۶)

حرمین شریفین کی زیارت ہر مسلمان کا ایک حسین ترین خواب ہے۔ آغا صاحبؒ عمرہ کے لیے ستمبر ۱۹۶۹ء میں تشریف لے گئے تو آغازِ سفر سے پہلے آپ نے کیف وسرور کے عالم میں کہا:

ذرہ ہوں آفتاب کو شرما رہا ہوں میں
شورشؔ بعزمِ طواف حرم جا رہا ہوں میں
کاٹی ہے قید ختم نبوت کے عشق میں
اپنی عقیدتوں کا صلہ پا رہا ہوں میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسلام دشمنوں سے لڑوں گا تمام عمر
اس آرزو میں میرِ امم آ رہا ہوں میں
(کلیات۔ص ۱۰۹۹)

عمرہ کے فوراً بعد آپ نے کہا:
شورش اب دزدانِ نبوت میری زد سے بچ نہ سکیں گے
اللہ سے یہ عہد کیا ہے، اللہ اکبر، اللہ اکبر
(ص ۱۱۱۶)

آغا شورش نے تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں اپنی خدمات کا متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے۔

ایک ایوانِ فلک بوس کے دربانوں میں
میں بھی ہوں ختم نبوت کے نگہبانوں میں
شاتم سید کونینؐ کا خون جائز ہے
آج تک بھی یہی جذبہ ہے مسلمانوں میں
دوستو! آؤ محمدؐ پہ نچھاور کر دیں
تار جتنے بھی بقایا ہیں گریبانوں میں
(ص ۷۳۰)

یوں تو ہیں ختم نبوت کے علمدار بہت
لیکن اس عشق میں شورش سر میدان نکلا
(ص ۱۱۳۵)

اہلِ ربوہ کے اجیروں کو بخار آنے لگا
جب کیا میں نے زمینِ قادیاں پر تبصرہ
(ص ۱۶۶۸)

قادیانیت کو دی ہے میں نے ایسی پٹخنی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہر غلامِ سید الابرارؐ میرے ساتھ ہے

۱۹۵۳ء کی تحریک میں مجاہدین ختم نبوت پر حکومت نے ظلم وتشدد کی انتہا کر دی تھی۔ ہزاروں عشاقِ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر گولیوں کی بارش برسا کر شہید کر دیا گیا۔ ریاستی جبر کے بوجھ تلے تحریک دب کر رہ گئی۔ آغا صاحب ان واقعات کی یاد تازہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

خاک لاہور کی توقیر بڑھانے والے
گولیاں، تانے ہوئے سینوں پر کھانے والے

جبر کا نام زمانے سے مٹانے والے
صبرِ ایوبؑ کی تصویر دکھانے والے

گردنیں عشقِ پیمبرؐ میں کٹانے والے
دھجیاں لشکر باطل کی اڑانے والے

دغدغہ طارقؒ و بوذرؓ کا دکھانے والے
طنطنہ دین فروشوں کا مٹانے والے

پرچم سید کونینؐ اڑانے والے
قرنِ اوّل کی روایات دکھانے والے

سر بکف عرصۂ پیکار میں آنے والے
جہان تک ختم نبوت پہ لٹانے والے

قتل گاہوں میں شہیدوں کا لہو بول اٹھا
سر کٹاتے ہیں محمدؐ کے گھرانے والے

بچ نہیں سکتے کبھی قہر خدا سے شورش
خونِ احرار سفینوں میں لٹانے والے

(کلیاتِ شورش۔ص ۸۰۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تحفظ ناموس رسالت ﷺ ہر مسلمان کا منشور اور حاصل زیست ہے۔ اپنی جان و مال اور اہل و عیال سے زیادہ نبی کریم ﷺ کو عزیز رکھے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔ آغا صاحب اس حوالہ سے لکھتے ہیں۔

وہ شخص جو شہ کونینؐ پہ فدا ہی نہیں
حیات و موت کی لذت سے آشنا ہی نہیں

سنبھال مجھ کو رسالت مآبؐ کی چوکھٹ
ترے بغیر مرا کوئی آسرا ہی نہیں

انہیں کا ہو کے جیوں اور انہیں کی رہ میں مروں
اس آرزو کے سوا کوئی مدعا ہی نہیں

پڑی ہے کان میں جب سے حدیث عشق رسولؐ
تو اس کے بعد کسی چیز میں مزا ہی نہیں

یہ ہے حضورؐ کا فیضان تربیت شورش
جو ان کا ہو گیا اس جیسا دوسرا ہی نہیں

(کلیات شورش۔ص ۱۲۹۹، ۱۳۰۰)

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر مذکور ہے کہ حق باطل پر غالب آ کر رہتا ہے اور تاریخ کے اوراق بھی ہمیں یہی بتاتے ہیں۔ بقول اقبالؒ:

ہے عیاں یہ تاتار کے افسانے سے
کعبہ کو مل گئے پاسبان، بت خانے سے

اسی پس منظر میں شورشؒ کے افکار ملاحظہ فرمائیں۔ نظم کا عنوان ہے: ''مٹ گئے'':

او خدایان چمن! خنجر براں روکو!
ہم ہیں تاریخ کی توقیر بڑھانے والے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہم نے ہر دور کو اندازِ جنوں بخشے ہیں
ہم ہیں اسلام کی تلوار اٹھانے والے
اپنے انجام کی تعزیر سے غافل نہ رہیں
ناصر احمد کی سکیموں کو چلانے والے
چھ مہینے کی خدائی تو کوئی بات نہیں
میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ ہیں جانے والے

(کلیات۔ص ۱۴۰۶، ۱۴۰۷)

اپریل ۱۹۷۳ء میں آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تو آغا صاحب فرطِ مسرت میں یوں گویا ہوئے:

صبا کے دوشِ نازک پر خبر آئی الحمدللہ
جدا گانہ اقلیت ہیں مرزائی الحمدللہ
پڑی ہے کھلبلی ربوہ کے ایوانِ خلافت میں
بہشتی مقبرے پر برق لہرائی الحمدللہ
حکیم شرقؒ کی اک آرزو پوری ہوئی آخر
مراد اسلام کے بیٹوں کی بر آئی الحمدللہ
علم لہرائے گا ہر آن توحید و رسالت کا
مسلمان لے رہے ہیں پھر سے انگڑائی الحمدللہ
فضا میں اڑ رہی ہیں دھجیاں ظلی نبوت کی
اکٹھے ہو گئے اک صف میں بطحائی الحمدللہ
نبوت، قادیاں کی سرزمیں میں؟ توبہ توبہ کر
نتیجہ کیا ہے؟ اس ٹولے کا، پسپائی الحمدللہ
نبیؐ کے نام کا ڈنکا بجے گا ہر کہیں شورشؔ
خدا کے دشمنوں کی ہو گی رسوائی الحمدللہ

(ص ۱۵۲۰، ۱۵۲۱)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ظلّی نبوتوں کا جنازہ نکل گیا
دیکھی ہے تاب؟ لشکرِ خیرالانامؐ کی
(ص ۱۵۲۳)

۱۹۷۳ء میں قادیانیوں نے جہاں بلوچستان کے علاقہ فورٹ سنڈیمن کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا وہاں قرآن مجید کے محرف نسخے بھی تقسیم کیے۔اس پر وہاں کے مسلمان سراپا احتجاج بن گئے اور تحریک چلی جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کو وہاں سے نکلنا پڑا۔آغا صاحب ان واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

آئے تھے جو قط لگانے کے لیے قرآن میں
موت واقع ہو گئی ان کی بلوچستان میں
فورٹ سنڈیمن کے جی داروں نے الٹی ہے بساط
اپنے بل بوتے پر ان اشرار کی بولان میں
زلّہ خوارنِ غلام احمد کی بھد اڑتی گئی
خار و خس رُکتے کہاں ؟ اسلام کے طوفان میں
شک نہیں شورشؔ کہ ہیں قربِ قیامت کا جواز
ایک متنبی کے پیروکار پاکستان میں
(کلیات۔ص ۱۵۶۱،۱۵۶۲)

امت محمدیہؐ نے قادیانیت کے خلاف وہ معرکہ آرائیاں کی ہیں کہ ان کی مثال نہیں ملتی۔خود آغا صاحبؒ کا بھی اس محاذ پر ایک عمدہ کردار ہے۔آپ نے نبی کریم خاتم النبیینﷺ سے تجدید عہد وفا کرتے ہوئے جو اعلان کیا اس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

سرورِکونینؐ کی خاطر فنا ہو جاؤں گا
میں نثارِ سید خیر الوریٰؐ ہو جاؤں گا
قادیاں کیا ہے ؟ غلاظت عہدِ استعمار کی
اس کی شہ رگ کے لیے پیکِ قضا ہو جاؤں گا
ناصر احمد میرزا کے روبرو پیلوں گا ڈنٹر
غازیانِ سر بکف کا رہنما ہو جاؤں گا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس زمانہ کے یزیدوں سے لڑوں گا بالضرور
میں ثنا خوانِ شہیدِ کربلاؓ ہو جاؤں گا
فکر ہے کوئی تو شورش عاقبت کی فکر ہے
اس تگ و دو میں محمدؐ پر فدا ہو جاؤں گا
(کلیات۔ص ۱۵۶۸،۱۵۶۹)

اہلِ ربوہ کی رگِ جاں کے لیے خنجر ہوں میں
فرقۂ باطل کو پیغامِ قضا ہو جاؤں گا
(کلیات۔ص ۱۶۱۷)

ایک مقام پر وہ ملک وملت ودین کے بہی خواہوں کو یہ مشورہ دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

لشکرِ طاغوت کے چھکے چھڑاتے جایئے
خدمتِ اسلام کے نقشے بناتے جایئے
خوفِ غیر اللہ کیا ہے؟ جانکنی ایمان کی
چھوڑیئے ہر خوف، اٹھیے، دندناتے جایئے
قادیاں کے مسخرے کی بھد اڑانے کے لیے
خواجۂ کونینؐ کا ڈنکا بجاتے جایئے
دس مخنث مل کے بھی اک مرد بن سکتے نہیں
اس کہانی کا پسِ منظر بتاتے جایئے
گنبدِ خضریٰ کا سایہ کام آئے گا ضرور
حضرت شورش قدم آگے بڑھاتے جایئے
(کلیات۔ص ۱۵۸۰،۱۵۸۱)

آپؒ، ذوالفقار علی بھٹو کو مشورہ دیتے ہوئے کہتے ہیں:

جنابِ صدر کی خدمت میں عرض کرتا ہوں
حضور! نامِ خدا! اہلِ قادیاں سے بچو
(کلیات۔ص ۱۵۹۱)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قادیانیت نے مرزا قادیانی کو 'سلطان القلم' قرار دے کر علم و ادب کا جس طرح مذاق اڑایا ہے وہ ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ آغا صاحبؒ اس سانحہ کا ذکر اس طرح کرتے ہیں:

مرزائیوں سے دینِ محمد ﷺ میں اختلال
اردو زباں ہے ان کی خرافات سے علیل

(کلیات۔ ص ۱۶۱۱)

قادیانیت استعماری طاقتوں کے زیرِ سایہ جس طرح پنپ رہی ہے، آپؒ نے اس کا علاج کچھ یوں تجویز کیا:۔

غلام احمد کی امت خوانِ استعمار تک پہنچی
اب اس کے بعد اس کو 'بدزبانوں' کی ضرورت ہے
لرز جائے زمینِ قادیاں جن کے تہوّر سے
اب ایسے انقلاب آور نشانوں کی ضرورت ہے

(ص ۱۶۳۳)

چناب نگر (ربوہ) قادیانیوں کے لیے ایک ویٹیکن سٹی کی حیثیت رکھتا ہے جو کہ ملکی سالمیت کے خلاف سازشوں کا مرکز رہا ہے۔ ۱۹۷۴ء سے پہلے کسی مسلمان کو قادیانی سربراہ کی اجازت کے بغیر شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ آغا صاحبؒ اس پسِ منظر میں نعرۂ حق بلند کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اس نامراد شہر کی ہیبت مٹائے جا
ربوہ غلط مقام ہے، اس کو ہلائے جا
سنتا ہوں قادیاں کا جنازہ نکل گیا
اس کا وجود پاؤں کی ٹھوکر پہ لائے جا
اپنے خدا سے مانگ محمدؐ سے انتساب
ان کے حضور عشق کے دیپ جلائے جا
مت ڈر کسی مسیلمہ کذاب سے کبھی
ہر ایک دوں نہاد کو رہ سے ہٹائے جا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مرزائیوں سے قطع تعلق ہے ناگزیر
ان کے ہر ایک راز کا پردہ اٹھائے جا
شورشؔ قلم کی خارہ شگافی کے زور پر
نسلِ نو کو خواب گراں سے جگائے جا

(کلیات۔ص ۱۶۳۴، ۱۶۳۵)

۱۹۷۴ء میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر ربوہ (چناب نگر) ریلوے سٹیشن پر قادیانیوں کے تشدد کے نتیجہ میں ملک بھر میں ایک زبردست تحریک چلی اور بالآخر بھٹو حکومت نے قادیانیت کے خلاف فیصلہ کے لیے سات ستمبر کی تاریخ مقرر کی۔ آغا صاحب نے تحریک کے دوران مسلمانوں کو مخاطب ہو کر کہا:

اے مسلماں! صورت حالات سے حیراں نہ ہو
آگئی نزدیک منزل، ہوش کی پونجی نہ کھو
باغباں سے موسمِ صرصر میں کہنا ہے مجھے
اس چمن میں لالہ و گل کی جگہ کانٹے نہ بو
سید الکونینؐ کی پھٹکار اس ملعون پر
جس کے دل میں ہے نبوت کا تصور گو مگو
جان کی بازی ہے اور ختم نبوت کا سوال
فیصلہ ہو کر رہے گا اس مہینے سات کو

(کلیات۔ص ۱۶۴۵، ۱۶۴۶)

اور جب بھٹو دور کی قومی اسمبلی نے ایک طویل بحث مباحثہ اور قادیانی و لاہوری گروپ کے سربراہوں پر جرح کرنے کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو آغا صاحب نے عالمِ وجد میں درج ذیل اشعار ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی نذر کیے:

ناموس مصطفیٰؐ کے نگہدار زندہ باد
میرِ اُممؐ کے غاشیہ بردار زندہ باد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نوے برس کا ایک قضیہ کیا ہے طے
بادہ گسارِ احمد مختار، زندہ باد
سر کر لیا ہے ختم نبوت کا معرکہ
زندہ دلانِ لشکرِ احرار، زندہ باد
پرچم ہے سرفراز رسالتِ مآبؐ کا
لایا ہے رنگ جذبۂ ایثار، زندہ باد
از بسکہ ذوالفقار علی بے نیام ہے
خنجر بکف ہے قافلۂ سالار، زندہ باد
برطانوی نژاد نبوت کا ارتحال
نرغے میں آ گئے ہیں سیہ کار، زندہ باد
بھٹو کا نام زندۂ جاوید ہو گیا
شورش شکست کھا گئے اشرار، زندہ باد

(کلیات۔ص ۱۶۴۹،۱۶۵۰)

قومی اسمبلی کے تاریخی فیصلہ کے بعد قادیانیت پہ کیا گزری؟ آپ اس کی نقشہ کشی اس طرح کرتے ہیں:

میں سمجھتا ہوں کہ اس کی صبح نزدِ شام ہے
ناصر احمد کی غزل گوئی سبک انجام ہے
اک فسانہ ساز امت ہو گئی انثا غفیل
خواجۂ کیہاںؒ کا پاکستان کو انعام ہے
اپنی پیدائش سے جو انگریز کے جاسوس تھے
میرے ہاتھوں ہی سے ان کی مرگِ بے ہنگام ہے

(کلیات۔ص ۱۶۵۴)

ایک اور جگہ پر فرماتے ہیں کہ:

قادیانی ہو گئے دینِ پیمبرؐ سے الگ
فیصلہ اس مسئلہ کا ہو گیا عنوانِ عید

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک قادیانی لڑکی نے آغا صاحب کے قادیانیت پر تابڑ توڑ حملوں کے جواب میں انہیں گالیوں سے بھرپور خط لکھا۔ آغا صاحب نے لکھا: ''راقم کے نزدیک ہر لڑکی کافر ہو یا مسلمان، بیٹی ہوتی ہے۔ نظم ذیل اس بیٹی کے جواب میں ہے'':۔

ایک بیٹی کی زبانِ کلک اور دشنام کیا؟
تیرا خط ہے قادیاں کا پارۂ الہام کیا؟

لا محالہ تو غلام احمد کی پیروکار ہے
یہ بھی دیکھا ہے، ہوا اس شخص کا انجام کیا؟

گالیاں اسلام کے بیٹوں کو دینا واشگاف
ناصر احمد کا تیرے نوکِ زباں ہے نام کیا

مہدیٔ موعود انگریزوں کا زلّہ خوار تھا
کیا اسے معلوم تھا مصحف ہے کیا؟ اسلام کیا؟

عورتوں سے بحثا بحثی شیوۂ مرداں نہیں
لڑکیاں کیا چیز ہیں؟ ان کی نوائے خام کیا

اے کنیز ناصر احمد! کیا تجھے معلوم ہے
رنگ لائے گی کسی دن گردشِ ایام کیا؟

بے حجابانہ قلم لے کر نکل آئی ہے تو
گھر کے آنگن میں تجھے ملتا نہیں آرام کیا؟

ماسوائے خواجۂ بطحاؐ، کوئی آقا نہیں
کوئی ظلی ہو بروزی ہو کسی سے کام کیا؟

گو ہر شب تاب ہیں، مہر و وفا کے پھول ہیں
لڑکیاں ہر قوم کی صدق و وفا کے پھول ہیں

(کلیاتِ شورش۔ص ۱۶۶۶، ۱۶۶۷)

اپنی ابتدا سے لے کر ۱۹۸۴ء تک قادیانیوں کا مسلمان نوجوانوں کو پھنسانے کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیے نوکری اور شادی کی پیش کش کرنے کا معمول رہا ہے۔اس طریقہ سے انہیں قادیانیت کے پھیلاؤ میں بہت مدد ملی ہے۔آغا صاحب قادیانیوں کے اس طریقۂ واردات کا ذکر کرتے ہوئے تنبیہہ فرماتے ہیں کہ:

لوٹ جاؤ قرنِ اوّل کے علمداروں کی سمت
خوفِ غیراللہ سینوں میں بسانا چھوڑ دو
تخمِ حنظل سے توقع شہد کی ممکن نہیں
قادیانی مہوشوں میں آنا جانا چھوڑ دو
رام ہو سکتے ہیں شورش کبھی لات و ہبل؟
ان بتوں سے رابطہ اپنا بڑھانا چھوڑ دو

(ص ۱۶۷۶،۱۶۷۷)

آپؒ نے قادیانیوں کے سیاسی عزائم کی ناکامی کا تذکرہ کرتے ہوئے اعلانِ حق کیا:

قادیانی ملک پر قبضہ جما سکتے نہیں
خواجۂ گیہاںؐ کی امت کو جھکا سکتے نہیں
میرزائی سامراجی طاقتوں کے زور پر
ہم مسلمانوں کی غیرت کو مٹا سکتے نہیں
یادگارِ ابنِ ملجم ہے غلام احمد کی پود
ہم کسی عنوان اسے خاطر میں لا سکتے نہیں
ان کا مسلک ریزہ چینی خوان استعمار کی
قادیانی اس روش سے باز آ سکتے نہیں
ہارڈنگ تھا قافیہ، محمود احمد تھا ردیف
راز ایسا ہے کہ ہم پردہ اٹھا سکتے نہیں
جو مسلمان کھائے گا شیزان ہوٹل میں طعام
ہم اسے قہرِ الٰہی سے بچا سکتے نہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قادیانی لونڈوں کو اس چمن کے باغبان
ملتِ بیضا کی محفل میں بٹھا سکتے نہیں
اہل ربوہ کے خلیفہ کی دسیسہ کاریاں
سرورِ کونینؐ کے پیرو بھلا سکتے نہیں
مفلسانِ دینِ قیم، کاسۂ لیسانِ فرنگ
خواجۂ کون و مکاںؐ کو منہ دکھا سکتے نہیں

(کلیات۔ص۱۶۹۴،۱۶۹۵)

آغا صاحب نے مرزا ناصر احمد کی شخصیت اور اعمال و کردار پر تبصرہ کرتے ہوئے ''مرزا ناصر احمد کنکوے باز'' کے زیرِ عنوان درج ذیل نظم لکھی۔ یہ نظم ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء کے ساتھ کی گئی قادیانی غنڈہ گردی کے پس منظر میں ہے:

اپنے دادا کی نبوت کو تماشا کر دیا
ناصر احمد نے مرے صوبہ کو رسوا کر دیا
ملتِ بیضا کے فرزندوں پہ غنڈے چھوڑ کر
اس غلط فہمی میں تھا شاید کہ پسپا کر دیا
قادیانی کیا ہیں؟ اسرائیل کے لختِ جگر
ان کے بل ہم نے نکالے اور نہتا کر دیا
امتِ کافر کے ایڈووکیٹ اعجاز حسین
صورتِ حالات نے طرفہ تماشا کر دیا
اب چٹختی ہیں بہشتی مقبرے کی ہڈیاں
اہلِ ربوہ کو بہرِ عنوان ننگا کر دیا
خواجۂ کونینؐ کی غیرت کا پرچم گاڑ کر
دیدہ و دل کو نثارِ راہِ بطحا کر دیا
صحبتِ اقبالؒ کے فیضان نے شورشؔ مجھے
شہر یارِ یثرب و بطحا کا شیدا کر دیا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(کلیات۔ص۱۶۹۶،۱۶۹۷)

مدینہ کی عظمت، قادیاں کی موت

اس عنوان سے آپ نے ایک اہم نظم لکھی جس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

اسی رعایت انسب سے نیک نام ہوں میں
حضورِ سرورِ کونینؐ کا غلام ہوں میں
مروں گا ختم نبوت کی پاسبانی میں
جہادِ عشقِ رسالتؐ میں تیز گام ہوں میں
میں اپنے پاؤں تلے قادیاں کو روندوں گا
یہ عشقِ دینِ نبی تیغ بے نیام ہوں میں
زوالِ امتِ ربوہ قریب آ پہنچا
مسیلمہ سے صحابہؓ کا انتقام ہوں میں
پکارتا ہوں بخاریؒ کی رہ گزاروں سے
کلامِ شاعرِ مشرقؒ کی دھوم دھام ہوں میں
مرے حریف مجھے گالیاں ضرور بکیں
غلامِ میرِ اممؐ ہوں تو نیک نام ہوں میں
مری گرفت سے ربوہ پر کپکپی طاری
خدا کا شکر ہے مقبولِ خاص و عام ہوں میں

(کلیات۔ص۱۷۱۰،۱۷۱۱)

علامہ اقبالؒ نے یہ تاریخی تجزیہ کیا تھا کہ ''قادیانیت، یہودیت کا چربہ ہے''۔ آغا صاحبؒ نے اس فرمودۂ اقبالؒ کی روشنی میں درج ذیل تاریخی نظم لکھی:

قاتلانِ سبطِ پیغمبرؐ کا مولد 'تل ابیب'
قبلۂ اوّل کا لالہ زار؟ دشتِ کربلا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قادیانی امتِ دجال کے لختِ جگر
کیا بتاؤں ان سیہ کاروں کا افسانہ ہے کیا؟
خواجۂ گیہاںؐ کی امت میں لگائی ہے نقب
اپنی پیدائش سے استعمار کے زلّہ ربا
قادیاں مغضوب امت کا پچیرا بھائی ہے
دوں نہاد بے ضمیر و کم سواد و بے حیا
ایک 'ربوہ' ایک 'حیفا' دونوں خالہ زاد ہیں
اس کا شیوہ ہے دنائت، اس کی فطرت ہے ریا
صفحۂ کونین پر حرفِ غلط ہو جائیں گے
ہم نے کی شورشؔ اگر ختم نبوت سے دغا
(کلیاتِ شورش۔ص ۱۷۱۹)

قادیانیت کے خلاف آغا شورشؒ اپنے جن عزائم کا اظہار کیا کرتے تھے، دیگر منظومات کی طرح درج ذیل نظم ''اعلان عام'' سے بھی واضح ہے:

قادیاں کے زلّہ خواروں کو نچایا جائے گا
غیرتِ اسلام کا ڈنکا بجایا جائے گا
صورتِ حالات کے ویرانۂ آباد میں
دبدبۂ فاروق اعظمؓ کا بٹھایا جائے گا
کٹ مروں گا خواجۂ کونینؐ کے ناموس پر
سر کوئی شے ہی نہیں یہ بھی کٹایا جائے گا
جانتا ہوں اہل ربوہ کے سیاسی پیچ وخم
کافرانِ دینِ قیم کو جھکایا جائے گا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دار کے تختہ پہ کھنچوا دو کہ میں ڈرتا نہیں
جھنگ کے پہلو سے ربوہ کو اٹھایا جائے گا

قادیانی ارضِ پاکستان میں یالعجب
راز کیا ہے ایک دنیا کو بتایا جائے گا

ناصر احمد چیز کیا ہے کلچڑی گنجی کا جوش
ارتداد اس کا، زمانہ کو دکھایا جائے گا

(ص۔۱۷۲۰،۱۷۲۱)

آغا صاحب کے قادیانیت کے متعلق متفرق اشعار بھی خوب ہیں۔ آپ مختلف نظموں میں قادیانیت کی چٹکیاں لیتے نظر آتے ہیں:۔

کیا دور ہے کہ ختم نبوت کے راہزن
بیٹھے ہیں چھپ چھپا کے سیاسی نقاب میں

ربوہ مٹے گا قہرِ الٰہی سے بالضرور
تاخیر ہو گئی ہے خدا کے عذاب میں

(کلیات۔ص۱۵۹۴)

مغضوبِ قادیاں کے خوارج کی ڈار کو
اسلام کی زمیں بسایا نہ جائے گا

ربوہ کے خوردہ گیر ہیں اسلام کے یہود
یہ ملک اسرائیل بنایا نہ جائے گا

(کلیات۔ص۱۶۰۲)

سما چکی ہے مرے دل میں گولڑے کی زمیں
جھکائیں گے تو کہاں اہلِ قادیاں مجھ کو

مرزائیوں کے ساتھ نہنگوں کا میل جول
ہندوستان کے واقف اسرار ہیں کہاں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پاپائے قادیاں کا جنازہ نکل گیا
ناصر کہاں ہے؟ اس کے طرفدار ہیں کہاں؟

(کلیات۔ص ۱۶۰۹)

زلزلے کی شکل میں آئے گا قہر ذوالجلال
قادیاں غرقاب ہو گا، ہے یہی میرا یقیں

سر زمینِ پاک میں ختم نبوت سے مذاق
ایک ہلچل ہے ملائک میں سرِ عرشِ بریں

امتِ ختم الرسلؐ میں ایک رہزن کا ظہور
کانپتا ہے چرخِ مینائی، لرزتی ہے زمیں

ملتفت رہتے ہیں اس پہ بندگانِ اختیار
خاکِ ربوہ سے رعایت؟ اے الٰہ العالمیں!

قادیاں کی سرزمیں خاکِ مدینہ کی حریف
اہلِ ربوہ، امتِ میرِ امم کے نکتہ چیں

ناصر احمد چیز کیا ہے؟ اک گدائے لم یزل
مجھ کو اے شورش ڈرا سکتا نہیں کوئی لعیں

(کلیات۔ص ۱۶۳۶، ۱۶۳۷)

قادیانی کٹ کھنے مجھ کو ڈرا سکتے نہیں
ہے نظر مجھ پہ شہ ہر دو سراؐ کی دوستو

قادیاں کے زاغ دخمہ کی نبوت کے خلاف
بازوؤں میں قوتِ خیبر شکن پیدا کرو

(کلیات۔ص ۱۷۰۰)

فقط دجل ہے قادیانی نبوت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ حرف غلط ہے مٹائے چلا جا

(کلیات۔ص ۱۷۰۵)

مرے قلم سے ہے بھونچال ارضِ ربوہ میں
حکیم شرقؒ قیامت تھے قادیاں کے لیے

(کلیات۔ص۔۱۷۱۷)

زندہ ہیں قادیانی نبوت کے ذلّہ خوار
قدرت سے دار و گیر میں کچھ ڈھیل ہو گئی

(کلیات۔ص۱۷۵۳)

قادیانی کلچڑی گنجی کا پیشہ ہو گیا
شہسوارانِ حجازی کے نشاں پر تبصرہ

(کلیات۔ص۔۱۷۸۴)

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم۔

و تب علينا انك انت التواب الرحيم۔امين يا الله العالمين!

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انٹر نیشنل ختم نبوت موومنٹ کا مختصر تعارف

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کی منظوری مکہ مکرمہ میں خواجہ خواجگان قطب الا قطاب حضرت مولانا خواجہ خان محمد قدس سرہٗ نے دی۔ پھر 10 اکتوبر 1985ء کو کندیاں شریف میں ایک اجلاس بلا کر اس فیصلہ کی توثیق فرمائی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ ایک تائیدی خط بھی تحریر فرمادیا۔ حضرت کی دعاؤں کی برکت ہے کہ یہ جماعت قلیل عرصے میں دنیا کے بہت سے ممالک میں عقیدہ ختم نبوت کے حوالہ سے خوب متعارف ہو چکی ہے۔

جماعت کے بانیان:

سفیر ختم نبوت فاتح (ربوہ×) جناب نگر حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ، خطیب ایشیا حضرت مولانا ضیاء القاسمی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ، جو کہ جماعت کے موجودہ امیر بھی ہیں۔ جبکہ ڈاکٹر علامہ خالد محمود مدظلہ، مولانا محمد مکی حجازی مدظلہ اور مولانا اسحاق خان کشمیری مدظلہ اس کے پشتی بان ہیں۔ جماعت کے نائب امیر مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے استاذ الحدیث الشیخ ڈاکٹر سعید عنایت اللہ ہیں جبکہ کویت کے خطیب اعظم مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج نائب امیر، پاکستان کے امیر جانشین سفیر ختم نبوت حضرت مولانا الیاس چنیوٹی اور جنرل سیکریٹری مولانا زاہد محمود قاسمی جانشین حضرت ضیاء القاسمیؒ ہیں۔ حضرت چنیوٹی رحمہ اللہ کی وجہ سے اس جماعت کو امام الحرمین الشریفین امام عبداللہ ابن سبیل اور ائمہ حرمین شریفین کی دعاؤں سے تائید بھی حاصل ہے۔ فالحمدللہ علی ذالک۔

جماعت پاکستان اور بیرون ممالک میں کارِ ختم نبوت سرانجام دے رہی ہے اور دیتی رہے گی (انشاء اللہ)۔

(۱) تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ (۲) حیات سفیر ختم نبوت

(۳) علامہ اقبال اور قادیانیت (۴) احمدی دوستو! (۵) حضرت عیسیٰؑ کا مقدمہ عیسائی عدالت میں

(۶) قادیانیوں کی ناکامیوں کی مختصر روئیداد (۷) سالانہ ختم نبوت ڈائری

(۸) جماعت کا ترجمان رسالہ ماہ نامہ **"انوار ختم نبوت"** جو مسلسل اشاعت پذیر ہے۔

ہماری دعوت:

ہماری تمام مسلمان بھائیوں کو دعوت ہے کہ اگر آپ خطیب ہیں تو اپنے خطبات میں مسئلہ ختم نبوت اجاگر کریں اور مہینے میں کم از کم ایک جمعہ ختم نبوت پر ضرور پڑھائیں۔ اگر آپ مدرس ہیں تو مشن ختم نبوت کے حوالہ سے طلبہ کی ذہن سازی کریں۔ اگر آپ طالب علم ہیں تو طلبہ میں عقیدہ ختم نبوت کی آگاہی کے لیے مختلف پروگرام منعقد کریں۔ اگر آپ مزدور ہیں تو ختم نبوت کے پروگراموں میں شریک ہوں اور دوسروں کو شریک ہونے کی دعوت دیں۔ اگر آپ صنعتی شعبے سے تعلق رکھتے ہیں تو اپنے شعبہ میں عقیدہ ختم نبوت کو پھیلائیں۔ اگر آپ وکیل ہیں تو عقیدہ ختم نبوت کی کتب سے مطالعہ کریں اور علماء سے پوچھ پوچھ کر خاتم الانبیا ﷺ کی ناموس کی وکالت کریں۔ اگر آپ کسی ادارے کے سربراہ ہیں اپنے ادارے میں عقیدہ ختم نبوت کے پروگرام کروائیں اور اپنے رفقاء کو اس عقیدے سے آگاہ کریں۔ اگر آپ تاجر ہیں تو تاجدارِ ختم نبوت کی شفاعت کے لیے آمدن کا کچھ حصہ مشن ختم نبوت کے لیے مختص کریں۔ اگر آپ زمیندار ہیں تو عشر کے علاوہ بھی اپنی آمدن کا ایک حصہ مشن ختم نبوت کے لیے وقف کریں۔ ممکن ہو تو اپنے اپنے علاقوں میں ختم نبوت کے دفاتر قائم کریں۔ مشن ختم نبوت میں ہمارے ساتھی اور رکن بن کر ختم نبوت کے سپاہی بن جائیں اور شفاعت نبی ﷺ کے امیدوار بنیں۔

قاری محمد رفیق مرکزی ناظم نشرو اشاعت ورابطہ سیکریٹری انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ، پاکستان۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ انوارِ ختم نبوت کی مطبوعات

عمدہ کاغذ، بہترین طباعت، خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ رعائتی قیمت پر دستیاب ہیں

ماہنامہ انوار ختم نبوت کے ممبر بنئے اور

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ

کے ممبر و کارکن بن کر پیارے نبی ﷺ کی شفاعت کے مستحق بنئے

ملنے کا پتہ: جامع مسجد نیاز سردار چیل چوک بلال گنج، لاہور

Cell:0300-4241359 / 0333-4037803

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

میرے استاد میرے مربّی

آپ دسمبر 1931 کو چنیوٹ کے راجپوت گھرانہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم چنیوٹ سے حاصل کی 1951 میں جامعہ اسلامیہ ٹنڈوالہ یار سندھ سے دورہ حدیث پھر تفسیر و رد رفض اور رد قادیانیت کے خصوصی کورس کئے 1952 سے تدریس شروع کی۔ جامعہ عربیہ، ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد، ادارہ دعوت وارشاد امریکہ، انٹرنیشنل ختم نبوت یونیورسٹی اور جامعہ عائشہ للبنات کی بنیاد رکھی۔ 1953 کی تحریک ختم نبوت کے روح رواں بنے پہلی بار 22 سال کی عمر میں چھ ماہ کیلئے گرفتار ہوئے پھر بیسیوں دفعہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں رد قادیانیت کیلئے آپ کی خدمات کو پوری دنیا میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ 25 حج اور درجنوں مرتبہ عمرہ کی سعادت حاصل کی ۔ ہزاروں غیر مسلم آپ کے دست حق پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ رابطہ عالم اسلامی نے آپ کی دینی خدمت کے اعتراف میں کئی بار اپنے خرچہ پر حج کروائے۔ مقتدر مفتیان عظام سے فتویٰ حیات مسیح علیہ السلام حاصل کیا۔ مختلف موضوعات پر متعدد ضخیم کتابیں اور پمفلٹ تحریر کئے 43 ممالک کے تبلیغی دوروں کے علاوہ لاتعداد ملکی او رغیر ملکی کانفرنسوں میں شرکت کی اور مقالہ جات پڑھے۔ انجمن تبلیغ الاسلام، مجلس عمل تحفظ ختم نبوت، جمعیت علمائے اسلام پاکستان، مجاہدین احرار، متحدہ علماء کونسل، پاکستان شریعت کونسل، اور انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے قابل قدر عہدوں پر بیک وقت فائز رہے۔ تین بار MPA پنجاب اسمبلی منتخب ہوئے اور ایک بار بلدیہ چنیوٹ کے چیئرمین منتخب ہو کر اپنی دینی، انتظامی اور سماجی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ 1954 سے تادم آخر ہر سال مسلسل اپنے ادارہ کے علاوہ پاکستان بھر میں، حرم مکی، مسجد نبوی شریف، مدینہ یونیورسٹی، دارالعلوم دیوبند انڈیا، بنگلہ دیش اور انگلینڈ میں رد قادیانیت کے کورسز میں ہزاروں مبلغین ختم نبوت تیار کئے۔ اسمبلی کے اندر اور باہر غیر ملکی طاقتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے 17 نومبر 1998 کو قادیانیوں کی تکبس گاہ ربوہ کا نام صوبائی اسمبلی سے تبدیل کروا کے چناب نگر رکھوایا اور بخشش کیلئے اپنا نام حافظین قرآن میں شامل کروایا۔ آپ کے گرانقدر خزینہ دفاع ختم نبوت، مقالات ختم نبوت، ختم نبوت کورس، انوار بدر عالم، اور پیغام ہدایت جیسے نادر مجموعے منظر عام پر آئے اور اسے کئی زیر طبع ہیں۔ وہ خوش نصیب کہ اپنے سامنے 3 قادیانی سربراہوں کے جنازے اٹھتے دیکھے جن میں ایک مرزا طاہر بھی تھا جس نے 1989 میں آپ کی موت کی پیش گوئی کی آخر خود 2003 میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر واصل جہنم ہوا۔ عقیدہ ختم نبوت سے ایسا عشق کہ وفات سے ایک یوم قبل اپنے ترکہ کا دسواں حصہ ختم نبوت کے نام وقف کر کے 27 جون 2004 کو 74 سال کی عمر میں اپنے پیچھے لاکھوں سوگواروں کا مجمع میدان جنازہ میں چھوڑ کر خالق حقیقی سے جا ملے

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قاری محمد رفیق عفی عنہ

جے ایم آرٹ پریس
042-37231566
0302-4329566